۴۸۶

مزاراتِ اولیائے دہلی

مؤلفہ

جناب مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی

جس کو

مؤلف نے بعد اضافہ مضامین و تصحیح تمام

بار دوم

جید برقی پریس دہلی میں چھپوایا۔

۱۸۹۶ء

مزارات اولیاء دہلی

مؤلفہ

جناب مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی

جس کو مؤلف نے بعد اضافہ و تصحیح تمام

بار دوم

جید برقی پریس دہلی میں چھپوایا

(قیمت فی جلد عـمـ)

دیباچہ طبع اول

سنہ ۱۳۳۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذرہ میں قمر کی ہو ضیا مشکل ہے
قطرہ میں ہو یم جلوہ نما مشکل ہے
تحمید خدا نعت رسول عربی
اور مجھ سے ہو تحریر بھلا مشکل ہے

اگرچہ اولیاء اللہ کے حالات سے ہزاروں کتابیں بھری پڑی ہیں مگر جبتک آدمی اُن سب کا مطالعہ کر کے بہت سا وقت صرف نکرے جملہ اولیاء دہلی کا پتہ لگنا مشکل ہے اور خاصکر سیاحوں زائروں کو تو خاص مزارات کا ملنا ہی خارج از امکان ہے۔ جس کے حسب ذیل وجوہ ہیں۔

(۱) اولیاء اللہ کے حالات میں جسقدر کتابیں اس وقت تک لکھی گئی ہیں ان میں کوئی کتاب ایسی نہیں جسمیں دہلی کے تمام اولیاء اللہ کے حالات یکجا جمع ہوں اور وہ بھی اس ترتیب سے کہ جس بزرگ کے حال کو ہم پڑھ رہے ہوں۔ یا مزار کی زیارت کر رہے ہوں۔ اُسکے آگے اُسی بزرگ کا حال ہو جس کا مزار آئندہ ہے۔ سیر الاولیاء محض خاندان چشتیہ کے اولیاء اللہ کے حالات میں لکھی گئی۔ جملہ اولیاء اللہ دہلی کے حالات نہیں لکھے گئے۔ گو اُسوقت یا اس سے پہلے موجود ہوں۔ اخبار الاخیار میں تمام اولیاء ہند کا ذکر ہے۔ مگر اس میں بھی بعض اولیاء دہلی کا مطلق ذکر نہیں باوجودیکہ وہ بہت مشہور

ہوئے ہیں۔ مثلاً شہاب الدین امام خلیفہ حضرت سلطان المشایخ اور اُن کے صاحبزادہ و خلیفہ شیخ رکن الدین دہلوی کا مطلق ذکر نہیں۔ درحالیکہ مسعود بک خلیفہ رکن الدینؒ دہلوی کا مفصل ذکر ہے اور ان تینوں بزرگوں کے مزارات برابر ہیں۔ اسیطرح مخدوم شیخ حیدر ملک سید الحجاب کا مطلق ذکر نہیں۔ مولانا مجد الدین کے ذکر میں لکھا ہے کہ لوگ ایام تشریق میں بمقام قطب صاحب جمع ہوتے ہیں اور اُس کو ختم ملا مجد الدینؒ کہتے ہیں مگر پتہ مزار کا درج نہیں۔

۲۔ کتب مروجہ میں جو پتے مزارات کے لکھے ہیں وہ بہت مجمل و مختصر ہیں۔ علاوہ ازیں اکثر مقاموں کے نام بدل گئے اکثر معدوم ہو گئے۔ مثلاً سیر الاولیاء میں شہاب الدین امام کا مزار فناء دہلی میں لکھا ہے۔ اور اخبار الاخیار میں مزار مسعود بک کا لاڈو سرائے کے برابر پیر خود۔ بی بی فاطمہ سامؒ کا مزار سیر الاولیاء میں حوالی اندرپت لکھا ہے۔ اور اخبار الاخیار میں نزدیک دروازہ نخاس دہلی خرابہ میں۔ شیخ ترک بیابانی معروف شاہ ترکمان بیابانیؒ کا مزار نزدیک قلعہ دہلی جانب فیروز آباد لکھا ہے لیکن کسی قلعہ کا نام نہیں نہ فیروز آباد کا اب نشان رہا۔ شیخ عبد العزیز شکربارؒ کی نسبت لکھا ہے کہ ان کا مزار اُن کی خانقاہ میں ہے مگر پتہ خانقاہ کا نہیں۔ سید عبد الاول کا مزار قلعہ دہلی میں لکھا ہے مگر نام قلعہ اور سمت درج نہیں۔ شیخ نظام الدین شیرازیؒ کا مزار شہر دہلی علائی میں لکھا ہے مگر اب عام طور پر اُس شہر کی حدود کون جانتا ہے علاوہ ازیں شہر میں سمت و رُخ معلوم ہونا چاہیئے وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ بوجوہات بالا معدودے چند لوگوں کو خاص مزارات سے واقفیت تھی کوئی ایک شخص جملہ مزارات دہلی سے واقف نہ تھا جس سے اندیشہ تھا کہ یہ مزارات بھی لاپتہ ہو جائیں اس لئے جملہ واقفین کی واقفیت کا مجموعہ ہونا چاہیئے تھا جس سے ہر شخص بآسانی سب مزارات پر پہنچ سکے۔

۴۔ اکثر خدام غلط پتا اور غلط نام بتا دیتے تھے جس سے ناواقف آدمی کو غلط فہمی اور دھوکہ ہوتا تھا۔ چنانچہ راقم کو بھی بمقام قطب صاحب مزار شیخ جلال الدین تبریزیؒ عقب عیدگاہ شمسی بتایا گیا جسطرح کہ شہزادہ محمد اختر صاحب گورگانی کو بتایا گیا تھا اور انھوں نے تذکرۃ الفقرا میں چھپوا ڈالا حالانکہ یہ مزار بنگالہ میں ہے۔ علیٰ ہذا مزار نجم الدین کبریٰؒ متصل مزار نجم الدین صغریٰؒ بتایا گیا جو کسی کتاب سے ثابت نہیں۔ اسیطرح درگاہ سلطان المشائخ میں راقم کو مزار سید فیروز گھی کا زیر ستون جو درخت کھرنی میں لگا رکھا ہے بتایا گیا۔ اور یہی تذکرۃ الفقرا میں زیر کھڑ پال ہونا چھپوا یا گیا ہے۔ درحالیکہ آپ کا مزار دیوگیر میں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

پس ان وجوہ سے میں نے ارادہ کیا کہ کوئی ایسا مختصر رسالہ لکھا جائے جس سے یہ تمام شکایتیں رفع ہو جائیں اور دہلی کے سب مزارات آئینہ ہو جائیں اور جو کچھہ ناموں یا مقاموں میں تغیرات ہوئے ہیں وہ بھی معلوم ہو جائیں۔ بلکہ حتی الامکان اُنکے سنہ وفات اور ہمعہد بادشاہوں کے بھی نام آجائیں اور تمام اولیاء اللہ آسودگان دہلی کے حالات یکجا بلحاظ موقع درج ہوں۔ تمام کتب سیر و تواریخ و ملفوظات و تذکرۃ الاولیا و

وغیرہ کے دیکھنے کی ضرورت نہ رہے ۔ اور ان کتابوں کے مطالعہ کے باوجود بھی جو باتیں رہگئی ہوں وہ اس مختصر رسالہ میں ملجائیں ۔

اس رسالہ میں دیگر کتب کا محض اقتباس ہی نہیں بلکہ نہایت تحقیق وتدقیق کے ساتھ خود مزارات پر پہنچکر اس میں اندراج کیا گیا ہے اور جن بزرگوں کے مزارات راقم کو نہیں مل سکے اُنکو برائے نام اس میں درج نہیں کیا گیا اور حتی الامکان تقریبًا سبکے سنین وفات نہایت تلاش و تحقیق سے درج کئے گئے ہیں ۔ نیز مثل کتب شائع شدہ دیگر بزرگوں کے تذکرہ کے ضمن میں اپنے خاندان ۔ آبا و اجداد یا پیران طریقت کے حالات کا اندراج بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا اور جملہ بزرگان دین کے حالات بے کم و کاست بلا کسی خصوصیت و رجحان قلبی کے درج کئے گئے ۔ سوائے اس کے کہ کسی کے حالات ہمکو پورے نہ ملسکے ہوں ۔ بنا بریں ۔ ہمارا یہ کہنا بیجا نہو گا کہ یہ رسالہ بحیثیت موجودہ فی زمانہ جملہ کتب تالیف شدہ و شایع شدہ سے بدرجہ اولی مفید و فائق ہے ۔ اور عامہ مسلمین و خاصہ متصوفین کے لیئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے ۔ باقی ۔ کار دنیا کسے تمام نکرد ؛

رسالہ ہٰذا دو حصوں پر منقسم ہے **حصہ اوّل** میں مزارات دہلی کہنہ معہ مضافات درج ہیں اور **حصہ دوم** میں مزارات دہلی شاہجہاں آباد معہ ملحقات اور اس رسالہ کے مضامین کتب مندرجہ ذیل سے اخذ کئے گئے ہیں لہٰذا جہاں کہیں اس میں شبہہ ہو ان کتابوں کی طرف رجوع کریں ۔

اسرار الاولیاء ، راحت القلوب ،

فوائد الفواد، سیر الاولیاء، خیر المجالس، سیر العارفین، نفحات الانس
اخبار الاخیار، کلمات الصادقین، روضۃ اقطاب، تذکرۃ الاولیاء دہلی،
انیس العارفین، تذکرۃ المتقین، آثار الصنادید، خزینۃ الاصفیا
تواریخ مشائخ چشتیہ، تاریخ فیروز شاہی، تاریخ فرشتہ،
تاریخ مراۃ آفتاب نما، تاریخ یادگار دہلی، ہفت قلزم، برکات الاولیاء

دیباچہ طبع ثانی

۱۳۴۶ھ

"مزارات اولیائے دہلی" پہلی دفعہ ۱۳۳۱ھ میں دو حصوں میں چھپ کر شائع ہوئی تھی۔ اگرچہ اس کی اشاعت سے پورا پورا فائدہ جو حاصل ہونا چاہیئے تھا وہ حاصل نہیں ہوا۔ مگر شائع ہوتے ہی جسقدر شہرت یا مقبولیت اطراف و اکناف ہندوستان و خود شہر دہلی میں ہوئی فی الواقع حیرت انگیز و خلاف امید تھی کیونکہ مضمون زمانہ حال کے عام مذاق کے موافق نہ تھا اور نہ اس میں کچھ دلچسپی پیدا کرنیکی کوشش کیگئی تھی، نہ ظاہری ٹیپ ٹاپ تھی۔ تاہم ملک کے ہر طبقہ میں پسندیدگی و قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی۔ خود دہلی میں اس کا نہایت خوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا۔ اور اسقدر مزارات کے پتہ لگا لینے پر نہ صرف تحسین و آفرین کیگئی بلکہ اراکین دہلی نے فوراً ایک انجمن قائم کرکے مزارات پر کتبہ لگانے شروع کر دیئے اور اس احقر سے ہی مزارات کی نشاندہی اور کتبوں کی تحریر کا کام لیا گیا

اور حکام ضلع کو بھی منجانب انجمن یہ کتاب بغرض تحفظ مزارات بھیجی گئی۔
ہندوستان کے بکثرت اردو اخبارات و رسالہ جات و بعض انگریزی اخبارات میں اس کتاب پر عمدہ عمدہ تقریظیں لکھی گئیں اور بعض مصنفین اردو نے بھی جن کے پاس یہ کتاب بھیجی گئی عمدہ رائیں لکھیں سپرنٹنڈنٹ صاحب امپریل لائبریری کلکتہ نے ذریعہ سررشتہ تعلیم مطلع ہو کر اس کتاب کو شاہی کتب خانہ میں رکھنے کے قابل پاکر ذریعہ چٹھی خود قیمتاً اس کو طلب کیا۔ محکمہ آثار قدیمہ گورنمنٹ ہند نے اس کتاب کو مستند مان کر اور عمدہ رہنما جانکر اپنی فہرست آثار قدیمہ حلقہ دہلی میں ہر مزار کے متعلق اسکے حوالہ سنداً درج کئے۔ الغرض ایک دو ہی سال میں جو شہرت و مقبولیت اس کتاب کو حاصل ہوئی میں اس کو محض تائید ایزدی سمجھتا ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں کہ میری محنت و جانکاہی کا صلہ مجھکو ملگیا۔ اور اکثر لوگوں کو مزارات کی دیکھ بھال اور بعض کو نئے مزار کی تحقیق و تلاش کا خیال بھی پیدا ہو گیا۔

پہلی دفعہ جب یہ کتاب چھپی تھی بوجہ عجلت چند مزارات کے حالات وسنین وفات وغیرہ درج ہونیسے رہ گئے تھے اور دو تین مزارات کے حالات جو مسودہ میں قلمزد کئے ہوئے تھے سہو کاتب سے درج ہو گئے تھے۔ اور اسلئے میں سوچ رہا تھا کہ ان فروگزاشتوں کی اصلاح و درستی کر کے دونوں حصہ یکجائی چھپ جائیں مگر مکروہات زمانہ نے اسقدر فرصت نہ دی تھی۔ اب چونکہ کئی سال سے یہ کتاب نایاب

ہو گئی تھی اور اطراف و اکناف ہندوستان سے لوگ اس کی فرمائشیں
تاجران کتب دہلی کو لکھ رہے تھے اور بعض صاحبوں نے خود مصنف
کو بھی لکھا تھا لہٰذا میں بعد اضافہ مضامین و تصحیح تمام اس کو مکرر شائع کرنے
پر آمادہ ہوا۔

میرے بعض احباب نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ اس کتاب میں حالات
بہت اختصار کے ساتھ لکھے ہیں ان کو مفصل کر دیا جائے۔ اور میں
تفصیلی حالات انہی کتابوں سے جن سے ان حالات کا اقتباس کیا گیا ہے۔
بہت آسانی سے درج کر سکتا تھا۔ لیکن چونکہ مجھے حالات و کرامات کا جمع کرنا
مقصود نہ تھا بلکہ میری غرض و غایت محض پتہ رسانی و نشاندہی مزارات
تھی تاکہ لوگ بکثرت مزارات سے آگاہ ہوں اور ان کی خبرگیری رکھیں اور
یہ مطلب ضخیم کتاب سے کما حقہ حاصل نہیں ہو سکتا تھا اس لئے میں
ان کے مشورہ پر عمل کرنے سے معذور رہا۔

اس کتاب میں صرف انہی مزارات کا اندراج کیا گیا ہے کہ جنکا ذکر و پتہ
مستند کتابوں میں ہے یا جنکی شناخت میں سب متفق ہیں۔ اور جن
مزارات کا ذکر و پتہ مستند کتابوں میں نہیں یا جنکی شناخت میں لوگوں
کو تذبذب یا اختلاف ہے ان کو اس میں درج نہیں کیا گیا ہے امید ہے
کہ قدردان اس کی قدر کریں گے اور مصنف کو دعائے خیر سے یاد فرمائینگے۔

وما توفیقی الا باللہ۔ خاکسار محمد عالم شاہ فریدی دہلوی۔

مقام دہلی ۱۳۴۶ھ

حصہ اوّل

شیخ عبدالعزیز شکر بار چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ حسن طاہر کے چھوٹے صاحبزادہ ہیں جونپور میں پیدا ہوئے ڈیڑھ برس کے تھے کہ اپنے والد کے ساتھ دہلی تشریف لائے۔ قاضی یوسف خاں ناصحیؒ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ خرقہ سہروردیہ حاجی عبدالوہابؒ سے قادریہ شیخ بہاؤالدینؒ پیر سید ابراہیم قادری سے حاصل کیا۔ نہایت بزرگ، شریعت وطریقت وحقیقت کے عالم تھے اور بچپن سے ہی عبادت وریاضت میں مشغول ہوگئے تھے یہاں تک کہ شیخ وقت ہوئے۔ آپ نے کوئی ورد وظیفہ جو شروع عمر سے اختیار کیا تھا۔ آخر عمر تک نہ چھوڑا۔ آپ اتباع مشایخ اور ان کے قواعد پر عمل کرنے میں یکتائے زمانہ تھے۔ اور تواضع وحلم وصبر ورضا وتسلیم وخلقِ خدا پر شفقت اور فقرا کی اعانت کرنے میں آپ کی نظیر نہ تھی۔ آپ سماع سنتے تھے اور وقتِ رحلت بھی ذوقِ حال میں تھے۔ اس آیت پر آپ کا خاتمہ ہوا فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ط۔ یادگار دہلی میں لکھا ہے کہ آپ نے بہت سے بزرگوں سے فیض پایا ہے۔ اور خواجہ باقی باللہؒ جیسے مقتدا بزرگوں نے آپ کی مزار کی جاروب کشی کی ہے۔ آپ نے بزمانہ جلال الدین اکبر شاہ ۶ جمادی الثانی ۹۷۵ھ میں بہتر۷۲ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کے صاحبزادے

مولانا قطب عالم آپ کے سجادہ نشین ہوئے ہیں شیخ نجم الحق عرف شیخ جا ئلدہ شیخ عبدالعزیز شکر بار کے خلفاء میں سب سے بڑے اور جانشین تھے۔ جن کا مزار قصبہ سہنہ ضلع گوڑگانوہ میں ہے۔ مزار حضرت شکر بار بیرون دہلی دروازہ منہدیوں سے اسطرف صحن مسجد فیروزی میں ہے۔ ٭

مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نانوتے کے رہنے والے اور مولانا رشید الدین خانصاحب دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور مولانا محمد یعقوب صاحب محدث دیوبند آپکے فرزند تھے۔ سال وفات آپکا معلوم نہیں ہوا۔ مزار آپ کا شاہ عبدالعزیز شکر بار کے پائین میں ذرا الگ کچی قبر کی صورت میں ہے۔

مولانا شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد مولانا شیخ وجیہ الدین علیہ الرحمۃ بزمانہ شاہجہاں بادشاہ دہلی تشریف لائے تھے۔ جو کہ رفیع الدین محمدؒ کی صاحبزادی سے منسوب تھے۔ مولانا شیخ وجیہ الدین کے انتقال کے بعد شاہ صاحب نے مدرسہ جاری کیا۔ تمام دن قرآن وحدیث کا درس دیتے رات کو طالبانِ خدا کی توجہ دیتے اور سلوک طے کراتے ہیں

آپ کے مزار کے قریب جو دو قبریں ہیں ان میں سے ایک شیخ عبدالغنی بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو آپکے خلفاء میں سے تھے۔ اور اسی مسجد میں مشغول عبادت رہتے تھے ۹ جمادی الآخر ۱۱۰۱ھ کو انتقال ہوا۔ دوسرے شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو آپکے پوتوں میں سے تھے۔ اور عالم باعمل و محدث بے بدل۔ اسی خانقاہ و مسجد میں درس دیتے اور علوم ظاہری و باطنی سے مستفید کرتے تھے ۱۲ رمضان ۱۱۱۶ھ کو انتقال ہوا۔ ٭ مؤلف

مصروف رہتے۔ دور دور از ملکوں کے لوگ حاضر ہو کر مستفید علم ظاہری و باطنی ہوئے آپکی نسبت اسقدر قوی تھی۔ کہ ہزاروں آدمیوں پر یکساں اثر پڑتا تھا۔

مجلس رسول کریم صلعم میں شامل ہوتے تھے۔ اور خلوت میں جلوت نصیب رہتے تھے آپنے علم ظاہری اپنے بڑے بھائی شیخ ابوالرضا اور مولانا میر محمد زاہد ہروی ابن قاضی اسلم سے اور علم تصوف خواجہ خرد ابن و خلیفہ خواجہ محمد باقی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور بہت سے مشائخ سے فیض پایا اور خرقہ خلافت پہنا ہے۔ چنانچہ علاوہ خواجہ خرد حافظ قاری سید عبداللہ اکبر آبادی علیہ الرحمتہ سے جو خلیفہ شیخ آدم بالنوری تھے اور ابوالقاسم اکبر آبادی علیہ الرحمتہ سے جو ملا ولی محمد خلیفہ میر [illegible] اکبر آبادی کے ہمصحبت تھے فیض پایا اور فیض چشتیہ شیخ رفیع الدین محمد فرزند و خلیفہ مولانا قطب عالم سے حاصل ہوا۔ آپنے بزمانہ فرخ سیر بعمر ۷۶ سال ۱۱۳۱ھ میں (۱۲ صفر) انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار شیخ عبدالعزیز شکر بار سے آگے ایک چار دیواری میں چبوترہ پر ہے اور یہ مقام مہندیاں کہلاتا ہے یہیں آپکے صاحبزادے اور پوتوں کے مزار ہیں۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحمتہ اللہ علیہ

آپ علمائے عظام و فضلائے ذوالکرام کے زمرہ میں ہیں۔ علم و فضل تقویٰ و پرہیزگاری میں بڑا رتبہ رکھتے تھے۔ آپ مولانا شاہ عبدالرحیم کے فرزند ارجمند و شاگرد و خلیفہ و جانشین ہیں۔ ۱۶ برس کی عمر تھی۔ جب آپکے والد صاحب کا انتقال ہوا۔ تمام عمر مثل والد بزرگوار درس تدریس کرتے رہے عجیب عجیب

کتابیں تصنیف کیں۔ آپ کی طبیعت میں اجتہادی قوت تھی نکات عجیب پیدا کئے
استاد مسلم الثبوت مانے گئے اور موافق و مخالف سب آپکی سند پکڑنے لگے
آپ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور وہاں کے علماء و مشائخ سے صحبتیں رہیں۔
شیخ ابو طاہر مدنی قدس سرہٗ اور دیگر مشائخ مشہور عرب سے سندیں حدیث کی حاصل کیں اور
بزرگوں سے خرقۂ خلافت پہنا۔ بعد شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے اس زمانہ میں آپکی
ذات سے حدیث کو فروغ ہوا۔ اطراف ہندوستان سے لوگ آکر پڑھنے لگے اور
پرانی دلی دارالحدیث بنگئی۔ محمد شاہ بادشاہ نے آپ کو شاہ جہاں آباد میں بلایا اور مکان
رہنے کو نذر کیا جب سے آپ یہاں رہنے لگے۔ ۶۲ برس کی عمر میں بزمانہ شاہ عالم ثانی
۱۱۷۶ھ میں انتقال فرمایا اور اپنے والد کے برابر مدفون ہوئے۔ مولانا شاہ محمد عاشق
اور مولانا خواجہ امین اللہ آپ کے خلفا میں ہوئے ہیں۔ آپکی تفسیر فتح الرحمٰن مشہور ہے
اور اس زمانہ میں ایک کتاب حجۃ اللہ البالغہ دارالعلوم مصر میں منتخب و پسند ہو کر
داخل تعلیم کی گئی ہے۔ ؂

مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام المحدثین و مقتدائے مفسرین تھے اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث کے فرزند
اکبر۔ علم عمل فہم فراست۔ حافظہ۔ تحریر و تقریر۔ تقویٰ و طہارت امانت و دیانت میں
یکتائے زمانہ تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے اور اُن کے خلیفہ اعظم مولانا شاہ محمد عاشق
و مولانا خواجہ امین اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا۔ سند حدیث اپنے والد ماجد سے
حاصل کی۔ آپ دن کو پڑھاتے اور رات کو توجہ دہی میں مصروف رہتے۔ ظاہری و

باطنی دونوں فیض جاری رہے۔ بیشمار لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔
مولانا سید احمد صاحب بریلوی شہید، مولانا سلامت اللہ صاحب کانپوری آپکے خلفائیں سے ہیں۔ اور مولانا رشید الدین خانصاحب دہلوی و مولانا حسن علی صاحب لکھنوی وغیرہ مستند علما جیسے صدہا شاگرد ہیں۔ ۸۰ برس کی عمر میں بزمانۂ اکبر شاہ ثانی ۷ شوال روز یکشنبہ ۱۲۳۹ھ میں انتقال فرمایا۔ اور اپنے والد کے برابر دفن ہوئے۔ آپ نے بہت سے رسایل لکھے ہیں تفسیر عزیزی لکھنی شروع کی مگر ناتمام رہی تحفۂ اثنا عشریہ مشہور زمانہ ہے۔

مولانا شاہ رفیع الدین رح

آپ شاہ عبدالعزیز کے منجھلے بھائی ہیں۔ عالم باعمل یگانۂ روزگار تھے سندِ حدیث اپنے والد بزرگوار اور اُن کے خلیفہ اعظم شاہ محمد عاشق رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھی جس وقت شاہ عبدالعزیز صاحب ضعیف ہو گئے۔ تو تدریس کا سلسلہ آپ کی ذات سے جاری رہا۔ اکثر رسائل تصنیف ہیں۔ قرآن شریف کا لفظی ترجمہ اُردو آپ کی یادگار ہے۔ آپ نے بزمانہ اکبر شاہ ثانی رح ۱۲۳۳ سنہ ہجری میں بعمر ۷۰ سال انتقال فرمایا۔ اپنے والد کی پائین مدفون ہوئے۔

مولانا شاہ عبدالقادر رح

آپ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سنجھلے بھائی ہیں۔ عالم فاضل فقیہ و متوکل مستغنی المزاج۔ دنیا سے نفور محافل و مجامع سے دور رہتے حدیث و تفسیر

ہیں بڑا درجہ تھا۔ آپ نے بعد تحصیل علم تمام عمر مسجد اکبری کے حجرے میں بسر کر دی شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ اسی لئے تصنیف کی طرف بھی چنداں التفات نہیں کیا۔ قرآن شریف کا با محاورہ ترجمہ اُردو آپکی یادگار ہے۔

آپکو شاہ عبدالعدل صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ بیعت حاصل تھا نیز خواجہ محمد ناصر سے۔

آپ کے بہت مرید و متعدد خلیفہ تھے آپنے ٦٣ سال کی عمر میں بزمانہ اکبر شاہ ثانی ١٢٣٣ھ ہجری میں انتقال فرمایا اور برابر شاہ رفیع الدینؒ کے دفن ہوئے

مولانا شاہ عبدالغنیؒ

آپ مولانا شاہ عبدالعزیز کے چھوٹے بھائی ہیں۔ اتباع شریعت میں بے نظیر اہل دنیا سے نفور رہتے وضع بلباس۔ خلق اپنے والد بزرگوار کی طرح رکھتے تھے حدیث تفسیر اپنے دونوں بڑے بھائی شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالعزیز صاحب سے حاصل کی تھی۔ ٥٧ برس کی عمر میں بزمانہ اکبر شاہ ثانی ١٢٢٧ھ ہجری میں رحلت فرمائی اور برابر اپنے بھائی شاہ عبدالقادر کے دفن ہوئے۔

سید حسین علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم باعمل اور مرید و خلیفہ سید محمد عظیم چشتی کے تھے۔ جو مولانا محمد فخر الدین دہلوی کے خلیفہ تھے۔ ١٩ ذیقعدہ ١٢٤٣ھ کو عہد اکبر شاہ ثانی میں انتقال

ہوا۔ اور مہندیوں میں قریب مزار اخوند برہان رحمۃ اللہ علیہ مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے مشرق وجنوب میں دفن ہوئے۔ مزار سے درخت نیم اگا ہوا ہے

اخوند برہان رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہمراہ غلام قادر روہیلہ عہد شاہ عالم ثانی میں لوٹ مار کے لئے دہلی آئے تھے۔ مگر بنظر فیض اثر مولانا شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نیت بدل گئی۔ اور خاندان نقشبندیہ مجددیہ میں آپ سے بیعت ہوگئے۔ اور صاحب کرامت ہوئے اخوند حافظ عبدالعزیز دہلوی نے انہیں سے قرآن شریف حفظ کیا تھا۔ سال وفات معلوم نہیں ہوا

مولانا سید محبوب علی رح

آپ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ اور اعظم خلفاء سے ہیں۔ آپ نے ۱۲۸۰ھ میں انتقال فرمایا۔ اور چہ تسبیحہ ملکمیہ بیرون ترکمان دروازہ بوچرخانہ سے آگے سڑک کے بائیں طرف آپ کا مزار ہے۔ قدیم

خواجہ محمد ناصر رحمۃ اللہ علیہ

آپ صحیح النسب سید ہیں۔ نواب ظفر خاں جہانگیری کے پوتے اور منصب دار شاہی تھے۔ دفعۃً شوق خدا طلبی ہوا تو شیخ سعداللہ معروف شاہ گلشن کی خدمت میں پہنچکر فیض حاصل کیا۔ پھر دنیا چھوڑ کر موجب ہدایت شاہ گلشن خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور خلافت پائی۔ شعر گوئی کا بھی شوق تھا

اور عندلیب تخلص کرتے تھے۔ ایک دیوان مختصر معہ اسکی شرح کی اور ایک رسالہ فغاں عندلیب
آپ کی تصنیف ہے۔ آپ نے ۲ شعبان ۱۱۷۲ھ میں بعہد عالمگیر ثانی انتقال فرمایا
اور ترکمان دروازہ کے باہر پنچ کھمبہ کے آگے سایہ سے دائیں جانب گوشہ جنوب
و مغرب میں آپ کا مزار ہے۔ دور سے اس مقام کی مسجد نظر آتی ہے۔ اور یہ مقام
باغیچی خواجہ میر درد مشہور ہے مگر اب درخت نہیں رہے۔ ؁

خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف خواجہ میر اور تخلص درد ہے۔ آپ خواجہ محمد ناصر کے صاحبزادے
اور خلیفہ و جانشین تھے اردو شاعری میں استاد وقت تھے اور صاحب دیوان تھے
فارسی کا بھی ایک مختصر دیوان تھا۔ آپ نہایت متوکل مزاج تھے۔ شاہ عالم ثانی
نے خود آپکے ہاں آنا چاہا مگر آپ نے قبول نہ کیا چونکہ ہر مہینہ جو ایک جلسہ تصوف کا
آپکے ہاں ہوتا تھا اسمیں بادشاہ بغیر اطلاع چلے آئے۔ اتفاقاً بادشاہ کے پاؤں
میں درد تھا اس لئے پاؤں پھیلا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ امر فقیر کے آداب محفل کے
خلاف ہے۔ بادشاہ نے عذر کیا کہ معاف کیجئے عارضہ سے معذور ہوں اسپر آپ نے
فرمایا کہ عارضہ تھا تو تکلیف کیوں کی

آپ نے پندرہ ۱۵ برس کے عمر میں بحالت اعتکاف رسالہ اسرار الصلوٰۃ لکھا۔
پھر انتیس ۲۹ برس کی عمر میں واردات درد ایک رسالہ لکھا اور اس کی شرح میں
علم الکتاب ایک بڑی کتاب لکھی جسمیں ایکسو گیارہ رسالے ہیں۔ ایک رسالہ واقعات
درد حرمت غنا میں لکھا ہے۔ آپ نے ۶۸ برس کی عمر میں بزمانہ شاہ عالم ثانی ۲۴ صفر

سنہ ۱۱۹۹ھ کو انتقال فرمایا۔ اور اپنے والد کے برابر غرب میں دفن ہوئے۔

آپ کی وفات کے بعد خواجہ صاحب میر الم آپ کے فرزند جانشین ہوئے تھے جنکا مزار آپ کی پائیں میں ہے ان کے بعد خواجہ محمد نصیر رنج آپ کے نواسہ جانشین ہوئے جو خواجہ میر درد کے مرید تھے۔ خواجہ میر اثر سے تکمیل کی تھی اور ۲ شوال سنہ ۱۲۶۱ھ ہجری کو وفات پائی۔ ✲ آپکا مزار بر خواجہ میر الم شرق میں ہے۔

خواجہ محمد میر اثر رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ میر درد کے چھوٹے بھائی اور انہیں کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپکا اسم شریف محمد میر اور اثر تخلص ہے۔ ایک مثنوی خواب و خیال آپ کی تصنیف ہے۔ آپکی لوح مزار پر یہ رباعی کندہ ہے۔

از بسکہ غلامِ خواجہ میرم اثر	زیر اقدام خواجہ میر ہم اثر
از رحمتِ حق زندہ جاوید شوم	ہرگاہ بنامِ خواجہ میرم اثر

آپ نے جب انتقال فرمایا۔ تو اپنے بھائی کے برابر غرب میں دفن ہوئے سال وفات معلوم نہیں ہوا۔

خواجہ ناصر وزیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ میر درد کے نواسہ کی اولاد میں ہیں اول حاجی دوست محمد سے بیعت ہوئے۔ پھر شاہ عبدالرشید نقشبندی مجددی ابن شاہ احمد سعید سے مرید ہوئے اور ایک سال سے زیادہ انکی خدمت میں رہے اور طریقہ مجددیہ

کا سلوک ولایت علیا تک طے فرمایا نسبت مقامات کا ادراک اور کیفیت کا وجدان کما حقہ حاصل کیا خلیفہ شمار ہوئے ۔ عہد وکٹوریہ ۱۲۹۹ھ میں انتقال فرمایا اور خواجہ میر اثر کے پائین میں دفن ہوئے ۔

شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ ابراہیم رامپوری چشتی صابری کے خلیفہ ہیں ۔ صاحب کرامت تھے ۔ اور متقدمین کی طرح صوم و صلوٰۃ و مطالعہ کتب تفسیر و حدیث وارشاد طالبوں میں مصروف رہتے تھے ۔ شاہ عالم اول آپکا بہت معتقد تھا ۔ جہاں آپ کا مزار ہے وہ مسجد و مدرسہ آپ نے بہت سے روپیہ کے خرچ سے بطریق تعرف بنوایا ہے کہ دن کو پانچ روپیہ تھیلی میں ڈلوا دیتے تھے شام کو اپنے ہاتھ سے سب کو مزدوری دیتے تھے اور تھیلی خالی نہ ہوتی تھی ۔ سب کی مزدوری نکل آتی تھی ۔

آپ نے بزمانۂ شاہ عالم اول ۲۴ محرم ۱۱۲۰ھ میں وفات پائی ۔ آپ کا مزار دہلی دروازہ سے آگے بائیں جانب مسجد و حویلی مہابت خاں کے سامنے جانب شرق مائل بجنوب ایک چبوترہ پر ہے اور یہ مقام شیخ محمد کی بائیں کہلاتا ہے ۔ ؏

ایک مزار متصل کوٹلہ فیروز شاہ جانب شرق سید بدرالدین کا مشہور ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مزار بدرالدین تولہ کا ہے جسکو بدرالدین غزنوی بھی کہتے تھے ۔ اور سلطان جی کے مریدان خاص میں سے تھے ۔ بعد انتقال سلطان جی آپکے اکثر مرید پریشان ہو کر ادہر ادہر چلے گئے تھے اور بتفریق اس مقام پر بھی جہاں تعمیر قلعہ آکر ٹھیرے تھے ۔ چنانکہ مولانا فخرالدین زرادی خلیفہ سلطان جی بھی اس جگہ مشغول عبادت ہوئے تھے ۔ اور اسی پاس ادب و نگہداشت کے خیال سے فیروز شاہ نے ۔ اسجگہ قلعہ میں کھانچا دے دیا ہے ۔ ایک شخص بطور خادم جیسے کہ سرمد کے مزار پر ہے یہاں بھی بیٹھ گیا ہے ۔ اور اس نے مزار کے سرہانے کتبہ بنام بدرالدین غزنوی لگا دیا ہے ۔ جو سراسر غلط ہے کیونکہ مزار بدرالدین غزنوی علیہ الرحمۃ کا قطب صاحب میں پائیں مزار قطب الاقطاب مشہور و موجود ہے ۔ ؏ مؤلف

شاہ غلام سادات رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرزند شیخ عبدالواحد عرف نواب بشارت خاں برادر زادۂ حقیقی شیخ محمد کے ہیں اور مرید و خلیفہ شیخ نصیر الدین چشتی خلیفہ شیخ محمد کے ہیں آپ نے ۱۱ رمضان سنہ ۱۲۱۰ھ کو بعہد شاہ عالم ثانی وفات پائی۔ مزار آپ کا پیش دروازہ مقبرہ شیخ محمد کے ہے۔ ؛

شیخ ابوبکر طوسی حیدری رحمۃ اللہ علیہ

آپ قلندریہ مشرب رکھتے تھے۔ شیخ جمال الدین ہانسوی سے بہت اتحاد تھا جب شیخ جمال الدین ہانسوی واسطے زیارت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ تشریف لاتے تو آپ ہی کی خانقاہ میں ٹھہرتے اور دردمندانہ صحبتیں ہوتیں۔ سلطان جی بھی آپ کی خانقاہ میں آتے تھے اور صحبت رکھتے تھے۔ یہ خانقاہ اس وقت لب دریا واقع تھی۔

ایک دفعہ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے تھے۔ مولانا حسام الدین اندرپتی نے جو آپ کے خلیفہ تھے استقبال کیا۔ شیخ ابوبکر طوسی نے ان سے کہدیا تھا کہ شیخ جمال سے میرا ارادہ حج کا ظاہر کردینا کہ میں حج کو جاتا ہوں۔ مولانا کے پہنچتے ہی شیخ جمال نے پوچھا کہ آن باز سفید ما چگونہ است (یعنی شیخ ابوبکر طوسی کا کیا حال ہے) مولانا نے جواب دیا کہ او قصد حج دارد شیخ جمال نے وہیں سے مولانا کو واپس بھیجا

اور یہ رباعی شیخ ابوبکر طوسی کو لکھکر بھیجی اور فرمایا کہ تمہارے پیچھے میں بھی آتا ہوں

رباعی

مرپائے ترا سرم نثار اولی تر — یکسر چہ بود بلکہ ہزار اولی تر
درغار وطن ساز چو بوبکر ازانکہ — بوبکر محمدی بغار اولی تر

آپ نے بزمانہ علاءالدین خلجی ۲۲ رجب ۷۰۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کو عام لوگ بابا تلسی اور بابا بل تلسی کہتے ہیں۔ آپ کا مزار لب سڑک پختہ متصل قلعہ کہنہ ہندوؤں کی سہ دری کے پیچھے بلند جگہ پر ہے۔

شیخ نورالدین ملک یار پران رح

آپ بہت بڑے عارف کامل صاحب کرامت لار کے رہنے والے ہیں۔

غیاث الدین بلبن کے زمانہ میں دہلی آگئے تھے آپ مرید شیخ اعزالدین دانیال خجندی کے ہیں وہ مرید شیخ علی خضر کے وہ مرید شیخ ابواسحٰق گاذرونی کے تھے۔ سلطان جی آپ کے روضہ پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ چونکہ زمانہ ملتا جلتا ہے۔ اس لئے عجب نہیں کہ زندگی میں ملاقات بھی ہوئی ہو۔ مگر کسی کتاب میں لقاء مذکور نہیں۔

سیرالاولیاء میں سلطانجی سے منقول ہے کہ میں قبل ازیں مسجد کیلو کھڑی میں نماز جمعہ کو جایا کرتا تھا۔ گرمی کا موسم لو چل رہی تھی اور میں روزہ سے تھا مجھے چکر آگیا میں ایک دکان میں بیٹھ گیا اور میرے دل میں یہ خطرہ آیا کہ اگر آج سواری ہوتی تو میں اس پر سوار ہوکر چلا جاتا۔

معاً سعدیؒ کا یہ شعر یاد آیا۔ شعر

ماقدم از سر کنیم در طلب دوستان
راہ بجائے نبرد ہر کہ باقدام رفت

اور خطرہ سے توبہ کی۔ تین دن کے بعد شیخ ملکیار پرّان کے خلیفہ ایک گھوڑی لائے کہ اس کو قبول کیجئے۔ میں نے اُن سے کہا کہ تم درویش آدمی ہو تم سے کس طرح لیلوں۔ اُنھوں نے کہا کہ تیسری شب ہے جب میرے شیخ ملکیار پرّان نے خواب میں فرمایا ہے کہ شیخ نظام الدین اولیاء کو ایک گھوڑی دے آ۔ میں نے اُن سے کہا کہ تمہارے پیر نے تو فرمایا ہے اگر میرے شیخ فرماتے تو قبول کر لیتا۔

وہ اُس وقت چلے گئے تیسرے دن پھر لائے تو میں سمجھا کہ یہ خدا ہی کا دیا ہوا ہے۔ میں نے وہ گھوڑی قبول کر لی اور اس کے بعد سے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ گھوڑی ہمارے یہاں نہ رہی ہو۔

آپ کو ملکیار پرّان اس لئے کہتے ہیں کہ جب آپ دہلی آئے تو قریب مکان ابوبکر طوسی جہاں اب مزار ہے قیام کیا۔ شیخ ابوبکر طوسی نے جو قلندریہ مشرب رکھتے تھے ان کی مزاحمت کی تو آپ نے فرمایا کہ میرے شیخ نے مجکو یہاں بھیجا ہے شیخ ابوبکر نے کہا کہ تمہاری کیا دلیل ہے۔ شیخ نور الدین کے پیر دور دراز مقام پر تھے مگر آپ آن کی آن میں وہاں پہنچکر اُن کی تحریر لے کر واپس آ گئے تو شیخ طوسی نے کہا کہ تم بھی یار ملک پرّان ہو جب سے آپ ملکیار پرّان مشہور ہو گئے۔ آپ نے بزمانہ غیاث الدین بلبن ۱۸ جمادی الآخر ۶۸۰ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار سڑک سے دائیں طرف مقابل مزار شیخ ابوبکر طوسی

ایک چار دیواری بنی ہے اور پتھر کا تعویذ ہے ۔

بی بی فاطمہ سام رحمۃ اللہ علیہا

آپ اولیاء عورتوں میں سے اور نہایت عابدہ زاہدہ تھیں شیخ فریدالدین شکر گنج و شیخ نجیب الدین متوکل کو بھائی کہتی تھیں ۔ اور وہ ان کو بہن کہتے تھے ۔ عام لوگ آپ کو بی سام اور بی بی صائمہ کہتے ہیں بعض کا قول ہے کہ سلطان المشائخ کی پیر بہن تھیں ۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو مگر کسی کتاب میں صراحت نہیں ۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتی تھیں اور سوائے ایام ممنوعہ افطار نہ کرتی تھیں ۔ آپ کی ایک لونڈی تھی وہ مزدوری کرکے شام کو دو روٹیاں جو کی اور ایک آبخورہ پانی کا آپ کے مصلے کے پاس رکھدیتی اور پھر جاکر چرخہ کاتنے لگتی تھی ایک رات آپ نے نماز مغرب پڑھ کر وہ روٹیاں اور پانی سامنے رکھ کر کھانا چاہا تھا کہ یہ خیال آیا کہ اے فاطمہ اگر تو اس رات کو مر جائے تو افسوس ہے کہ دنیا سے پیٹ بھری جائے یہ سوچکر وہ روٹی پانی فقیر کو دیدیا اور عبادت میں مشغول ہوئیں اور اسی طرح چالیس دن رات کچھ کھایا نہ پیا ۔ ہر شب کو یہی کہتیں ۔ کیا معلوم آج آخری شب حیات کی ہو ۔ شاید یہی سانس آخری ہوں ۔ چالیس رات برابر عبادت میں جاگتی رہیں اکتالیسویں دن ایک با ہیبت و عظمت شخص کو گھر کے صحن میں کھڑا دیکھا ۔ پوچھا تو کون ہے ۔ وہ بولا میں ملک الموت ہوں ۔ پوچھا کہاں آئے ہو ۔ کہا تمہاری روح قبض کرنے ۔ آپ نے کہا اتنی فرصت دو کہ نیا وضو کرکے دو رکعت تحیۃ الوضو اور دو رکعت اسکی

بعد پڑھ لوں۔ ملک الموت نے فرصت دی وہ اٹھیں اور وضو کرکے تحیۃ الوضو اور دو رکعت پڑھیں اور سجدے میں سر رکھا کہ اسی حال میں ملک الموت نے روح قبض کی۔ آپ نے بزمانۂ ناصر الدین محمود ۱۰ شعبان ۶۴۳ھ ہجری میں انتقال کیا۔ آپ کا مزار قلعہ کہنہ کے سامنے سڑک سے دائیں طرف جو مسجد مدرسہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اُس کے برابر سے کچے راستہ جاکر تھوڑی دور گنجان درختوں میں ایک چار دیواری کے اندر ہے۔

شیخ ابو الرضا محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عم بزرگوار اور مولانا شاہ عبد الرحیم کے برادر بزرگ ہیں۔ زمانہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ میں آپ بڑے عالم و محدث و مفسر گزرے ہیں۔ آپ عالم باعمل و فاضل اکمل تھے۔ اور تجرید و تفرید و حلم و کرم و توکل و رضا آپ کا شعار تھا آپ نے بزمانۂ اورنگ زیب ۶ محرم ۱۱۰۱ھ میں وفات پائی اور آپ کا مزار بی بی فاطمہ سے آگے جو نو محلہ کو راستہ جاتا ہے وہاں ہے۔ ایک مسجد کے پیچھے ہے

سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

آپ صحیح النسب سید ہیں اور تمام ہندوستان آپ کے آثار و برکات سے مملو ہے آپ کے فضائل و کمالات ظاہری و باطنی سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ لہذا میں صرف اسیقدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ اگرچہ بابا فرید الدین

شکر گنج رح کے آپ سے پہلے بہت خلیفہ ہوئے ہیں اور ان سے محبت رہی ہے لیکن آپ وہ ہیں کہ جب اول ہی حاضر خدمت ہوئے تو بابا صاحب نے یہ فرمایا فرد

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ　　سیلاب شتیاقت جانہا خراب کردہ

آپ تمام مدارج ولایت و قطبیت سے گزر کر درجہ محبوبی تک پہنچے ہیں۔ اور یہ وہ درجہ ہے جو شاذ و نادر ہی کسی ولی کو تھوڑے عرصہ کے لئے ملا ہے مگر آپ پر تمام عمر قائم رہا اور یہ دعائے بابا صاحب کا اثر تھا کہ سلطان جی نے استقامت اس درجہ کی چاہی تھی اور آپ نے عطا کی تھی۔

اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپکی مجلس میں ایک شخص نے ذکر کیا کہ فلاں جگہ آپکی دوستوں نے مجلس منعقد کی ہے۔ اور مزامیر بھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے منع کیا ہے کہ مزامیر اور حرام چیزیں نہ ہوں۔ انھوں نے اچھا نہیں کیا۔ اور اس بارہ میں آپ نے بہت واضح طور پر تقریر فرمائی۔ آپ کی مجلس میں مزامیر نہ ہوتے تھے اور اگر کوئی یاروں میں سے آپکو یہ خبر پہنچاتا تھا کہ وہ مزامیر سنتا ہے تو منع فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اچھا نہیں کرتا۔

لکھا ہے کہ ایک روز آپ کے پیر نے فرمایا کہ کچھ کھانے کو لاؤ۔ آپ نے اپنی پگڑی رہن کر کے تھوڑا سا لوبیا خریدا اور نمک ڈال کر جوش کیا اور سامنے لائے۔ بابا صاحب نے سب یاروں کے ساتھ کھایا اور تعریف کی کہ بہت اچھا پکایا۔ میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ روز مرہ کا خرچ ممتاز تمہارے باورچی خانہ میں صرف ہو چنانچہ آپ کے لنگر میں بیحد صرف ہوتا تھا یہاں تک کہ بعض حاسدوں

نے بادشاہ تک یہ بات پہنچادی تھی کہ دو ہزار اشرفیاں روز کا خرچ ہوتا ہے
مولانا جامی لکھتے ہیں کہ ایک ملتان کے سوداگر کا مال چوروں نے راستہ
میں لوٹ لیا تھا وہ شیخ صدرالدین بن شیخ بہاءالدین ذکریا پاس گیا
اور کہا کہ میں دہلی کا قصد رکھتا ہوں سلطان جی کو کچھ سفارش لکھ دیجیے
کہ مجھ پر التفات کریں تاکہ مجھے سرمایۂ تجارت حاصل ہو جائے آپ نے رقعہ لکھ دیا
جب وہ سوداگر آیا تو سلطان جی نے خادم سے کہا کہ کل نماز صبح سے نماز چاشت
تک جو کچھ آئے وہ اس شخص کو دیا جائے خادم نے ان کو ایک جگہ بیٹھا دیا جو
کچھ آتا تھا ان کے حوالہ کرتے تھے۔ جب چاشت کے وقت گنا تو روپیہ اور
اشرفیوں کی تعداد بارہ ہزار ہوئی۔
لکھا ہے کہ تین ہزار عالم۔ علاوہ طالبعلموں حافظوں اور مریدوں اور طالبوں
کے سلطان جی سے وظیفہ پاتے تھے۔ آپ نے بزمانہ غیاث الدین تغلق ۱۸ار
ربیع الاول ۷۲۵ھ ہجری کو رحلت فرمائی آپ کا مزار مشہور و معروف ہے۔

خواجہ عبدالرحیم عرف عبدالرحمن رح

آپ خدام حضرت سلطان جی سے ہیں آپکا مزار درگاہ سلطان جی کے گوشہ
جنوب و مشرق میں مجر مرزا جہانگیر کے شرق میں اندر صحن مکان لیٹا ہے۔

خواجہ ابوبکر مصلٰی بردار رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی سلطان جی کے بھانجوں میں سے ہیں۔ خلوت و جلوت میں

خدمت کرتے تھے۔ ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے بلکہ دلوں ہو جاتے تھے کہ افطار
نہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کا پیٹ پیٹھ سے لگا رہتا تھا اور ہمیشہ مشغول و مجاہدہ
میں رہتے تھے۔ آپ سلطان جی کا مصلیٰ جمعہ کے دن صبح کی نماز کے بعد جامع
مسجد کیلوکھری میں لیجاتے تھے ایک دفعہ جمعہ کے دن سلطان جی نے دیکھا کہ
خواجہ ابوبکر میرا مصلیٰ مسجد جامع میں لیگیا ہے اور ذکر و شغل میں مصروف ہے۔ آپکو
سماع کا بہت شوق تھا [illegible]
دیدیتے تھے اور بعید شوق میں رل دوڑ و نہایت سوز سے نعرے مارتے تھے اور قوالوں
کو پکڑ لیتے تھے اور ہلا دیتے تھے آپ کے ذوق سے حاضرین کو بھی ذوق ہوتا
تھا اور یہ سلطان جی کی برکت کا باعث تھا کہ خواجہ ابوبکر سے کہہ رکھا تھا کہ سماع
کے وقت اہتزاز و رقص کی حالت میں میرے پاس آکر میری حفاظت کیا کرو۔
سلطان جی کی وفات کے بعد بعض شخص کار زراعت میں مشغول ہو گئے تھے۔ مگر
آپ نے کبھی کوئی ذریعہ معاش اختیار نہ کیا اور سلطان جی کی برکت سے اچھی
طرح زندگی بسر کی آخر بیمار ہوئے اور انتقال ہوا آپ کا مزار راستہ درگاہ امیر خسرو
میں دوسرا مزار خواجہ عمر سے جانب جنوب و شرق ہے جو ذرا اونچا ہے۔ ؛

خواجہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ عمر کے صاحبزادہ اور خواجہ ابوبکر مصلیٰ بردار کے بھتیجے اور مؤلف
لطائف التفسیر ہیں اور آپ نے دیباچہ تفسیر میں اپنے اس رشتہ کا ذکر کیا ہے
آپ کی بسم اللہ سلطان جی نے پڑھائی تھی اور اپنے ہاتھ سے تختی لکھی تھی۔ لوگوں

نے آپ کو تختی لکھتے وقت کھڑا کر دیا تھا مگر آپ بیٹھ گئے خواجہ اقبال خادم نے
پھر آپ کو کھڑا کر دیا تو آپ پھر بیٹھ گئے۔ سلطان جی نے فرمایا کہ رہنے دو یہ بیٹھا رہیگا
اور بعد بسم اللہ خوانی دعا دی کہ خدا اس کی عمر میں برکت دے اور یہ عالم ہو۔
بارہ سال کی عمر میں آپ حافظ ہوئے۔ پھر شیخ جلال الدین کے شاگرد ہوئے
اور پچاس سال تک مطالعہ کتب میں مصروف رہے اور عربی و فارسی کی تفسیرین
دیکھتے رہے بعد ازاں یہ تفسیر لکھی جسکا ذکر اوپر ہوا ہے آپ کا مزار زمین دوز برابر
خواجہ ابوبکر مصلے بردار کے شمال و مشرق میں ہے۔

خواجہ عزیز الدین ابن خواجہ ابوبکر مصلی بردار رح

آپ نے ملفوظات سلطان جی جمع کئے ہیں اور اس کا مجمع الفوائد نام
رکھا ہے اور اس میں اپنا نام عبد العزیز ابن ابوبکر خواہر زادہ سلطانجی لکھا ہے جوانی
میں تحصیل علم کی اور جو کچھ پڑھا اسپر عمل کیا آپ ہمیشہ جادۂ طریقت پر مستقیم
رہے اور بچپن سے بڑھاپے تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تکبیر اولی کسی فرض میں
آپ کی فوت ہوئی ہو مساجد میں پھرتے اور جبتک تکبیر اولی نپاتے نیت
نہ باندھتے اور ہر جمعرات کو آپ ختم کلام اللہ کرتے تھے۔ آخر عمر میں جماعت خانہ
سلطان جی میں امامت کرنے لگے تھے آپ کا کوئی روزینہ مقرر نہ تھا۔ اور
نہ کسی کے پاس آمد و رفت تھی۔ اور باوجود بہت ساکنہ ہونے کے اچھی طرح
بسر کرتے تھے اور صابر تھے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ قیلولہ کے وقت میں آپ
سلطان جی کی خدمت میں گئے تو خادم نے عرض کیا کہ خواجہ عزیز ہر شب جمعہ

کو ختم کرتے ہیں۔ سلطان جی نے پوچھا کہ آواز سے پڑھتے ہو یا آہستہ سے۔ آپ نے عرض کیا کہ آہستہ سے سلطان جی کو یہ بات پسند آئی اور شاباش دی۔ دوبارہ آپکو خواجہ نورالدین ابن خواجہ مبشر جنبر سلطان جی کی خاص شفقت تھی سلطان جی کے پاس لیگئے اور کہا کہ مخدوم عزیز آپ کا مرید ہے تو آپ نے فرمایا ہاں میرا مرید ہے اور مجھے اس لڑکے پر فخر ہے۔ آپ کا مزار اپنے والد کے پائین میں جانب جنوب ہے جو نیچا ہے۔ ؎

خواجہ رفیع الدین ہارون رحمتہ اللہ علیہ

آپ سلطان جی کے حقیقی بھانجہ کے صاحبزادے ہیں۔ بچپن سے جوانی تک سلطان جی کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی اور حافظ کلام اللہ ہوئے۔ سلطانجی آپ پر اس قدر شفقت فرماتے تھے۔ کہ اگر کبھی آپ کھانیکے وقت پر نہوتے تو سلطان جی باوجود بہت سے بزرگوں کی موجودگی کے توقف فرماتے اور آپ کے آنیکا انتظار کرتے اور فتوحات سے جو کچھ آتا اس میں سب رشتہ داروں سے آپ کو مقدم رکھتے اور اولاد کی طرح اپنی گود میں کھلاتے تھے اور آپ کو دیکھ کر مسکراتے اور خوش ہوتے تھے۔ آپ سلطان جی کی حیات ہی میں تمام گھر کے منتظم ہوگئے تھے۔ آپ کو تیراندازی کشتی اور سیر وسفر کا بہت شوق تہا اور سلطان جی بوجہ شفقت ان ہی باتوں کی ترغیب دیتے جن کی طرف آپکا میلان طبیعت تھا۔ اور جو شرعاً جائز نہیں بلکہ اس کے نکات بتاتے تاکہ یہ خوش ہوں۔ آپ کا مزار اس احاطہ میں ہے جو درگاہ حضرت امیر خسرو جاتے ہوئے متصل دروازے کے

جانب شرق ہے۔ یہیں برابر قبر خواجہ محمد صالح آپ کے والد بزرگوار کی ہے۔
اور راستہ کے داہنی طرف قبر خواجہ عمر(؟) ہمشیرزادہ کی ہے۔

خواجہ مبشر رحمۃ اللہ علیہ

آپ خادم سلطان جی کے ہیں۔ اور سلطان جی آپ سے بہت خوش
تھے حضرت امیر خسرو کی برابر غرب میں زیر جالی دو برابر برابر مزار ہیں ان میں
سے ایک مزار آپ کا ہے۔ ؂

خواجہ نورالدین ابن خواجہ مبشر رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ مبشر خادم کے صاحبزادے ہیں۔ آپ پر سلطان جی کی خاص
شفقت تھی۔ آپ کا مزار سنگ سرخ کا چھوٹا سا ہے جو خواجہ مبشر کے برابر ہے

مولوی غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت بزرگ و خلیفہ مولانا فخرالدین فخر جہاں کے ہیں حضرت امیر خسرو
کے غرب میں خواجہ مبشر کے مزار سے جنوب و مغرب میں آپ کا مزار ہے۔ اور
کٹہرہ پتھر کا لگا ہوا ہے۔ ؂ ۷ رجمادی الاول ۱۲۰۹ھ میں بعہد شاہ عالم ثانی انتقال ہوا

خواجہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

آپ خادم خاص حضرت سلطان جی کے ہیں۔ خلوت و جلوت میں آپ کو

باریابی حاصل تھی اور لوگوں کی سفارش بھی آپ موقع و محل سے کر دیتے تھے اور خاص خاص موقعوں پر ذکر کر کے سلطان جی کی توجہ مبذول کرا دیتے تھے
آپ کا مزار روضۂ حضرت امیر خسرو سے گوشۂ جنوب و مغرب میں متصل دروازہ قطبی درگاہ شریف بہت بلند چبوترہ پر ہے اور کٹہرہ پتھر کا لگا ہوا ہے۔

شیخ مبارک گوپاموی رح

آپ سلطان علاءالدین خلجی کے ہاں کوتوال رہے ہیں اور آپ کو میرداد کہتے تھے۔ پہلے آپ تصوف سے واقف نہ تھے مگر جب سید نورالدین مبارک کرمانی سے ربط ضبط ہوا تو انکی وجہ سے سلطان جی کی خدمت میں آئے اور مرید ہوئے آپ بڑے زاہد صوفی سخی باشرع بزرگ تھے اور اپنے پیر کے عاشق تھے سلطانجی اپنے استقدر مہربان تھے کہ سو سو رقعوں سے زیادہ آپکے نام بھیجے ہیں۔ اور جب مولانا شمس الدین یحییٰ و مولانا علاءالدین نیلی و نصیر الدین محمود سلطانجی کی خدمت سے واپس ہو کر اپنے وطن جایا کرتے تھے تو یہ ارشاد ہوتا تھا کہ جب گوپامئو پہنچو تو خواجہ مبارک سے ضرور ملنا۔
آپ کا مزار پائین خواجہ اقبال سنگ مرمر کا ہے سال وفات معلوم نہیں ہوا۔

امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

آپ افضل الفضلا اور ملک الشعرا تھے۔ ہر علم و فن میں کامل اکمل

اسی صحن میں مزارات مؤیدالدین کرکی و خواجہ عزیز الدین صوفی گنجشکر کے ہیں۔ مگر تحقیق نہیں ہوا کہ وہ کونسے مزار ہیں (مؤلف)۔

موسیقی میں فرد تھے۔ اگرچہ آپ کا تعلق بادشاہوں سے تھا۔
مگر آپ دل سے بالکل درویش تھے اور امیری میں فقیری کرتے تھے
آپ کو اپنے پیر سے بیحد محبت تھی اور پیر کو بھی آپ سے بہت خصوصیت تھی
چنانچہ سلطان جی نے فرمایا تھا کہ (من از ہمہ تنگ آیم واز تو تنگ نہ آیم)
اور دوبارہ یہ فرمایا تھا کہ (از ہمہ تنگ آیم بجا بلکہ از خود تنگ آیم واز تو تنگ
نہ آیم) اور آپ کو ترک اللہ فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ رباعی آپ کی تعریف میں
فرمائی تھی۔ رباعی

خسرو کہ بنظم و نثر مثلش کم خاست
ملکیت ملک سخن آں خسرو ماست

ایں خسرو ماست ناصر خسرو نیست
زیرا کہ خدائی ناصر خسرو ماست

علاوہ تصانیف ہندی و اردو آپکے چار لاکھ سے زیادہ اشعار فارسی شمار
کئے گئے ہیں۔ آپ نہایت خوش اوقات تہجد گزار متقی آدمی تھے اور چالیس سال
تک دائم الصوم رہے۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ
ایام پیری میں ہندوستان آئے تھے تو آپ سے ملے تھے اور شعر میں حق
استادی آپکا ظاہر کرتے تھے۔ اور امیر خسرو بھی نہایت اعتقاد و انکار کہتے تھے کہ ان ابیات سے
ظاہر ہے جعفر سرمست اندر ساغر معنی بریخت۔ شیرہ از خمخانۂ سعدی کہ در شیراز بود۔ جلد سخنم دارد شیرازۂ شیرازی۔
سلطان جی سے جو محبت آپ کو تھی اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ایک دفعہ کوئی
درویش سلطان جی کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ آج جو فتوح آئے گی تمکو دونگا

؎ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ یہ روایت غلط ہے۔ شیخ سعدیؒ کو بلایا تھا۔ مگر آپ بوجہ ضعف و پیری نہیں آئے تھے۔ واللہ اعلم۔ مؤلف

اتفاقاً اس روز کچھ نہ آیا۔ دوسرے روز کا وعدہ کیا اس دن بھی کچھ نہ آیا تو شیخ نے اپنے کفش مبارک اس فقیر کو دیدیں وہ حسن عقیدت کی وجہ سے لیگیا۔ راستہ میں آپ بادشاہ کے پاس سے آتے ہوئے اس کو ملے اور درویش سے پیر کا حال پوچھا درویش نے کہا خیریت سے ہیں۔ آپ نے کہا تجھ میں سے پیر کی بو آتی ہے شاید ان کی کوئی چیز تیرے پاس ہے اس نے کہا کہ ان کی کفش مبارک ہیں۔ آپ نے پوچھا بیچتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے پانچ لاکھ روپئے جو بادشاہ سے ملے تھے اس فقیر کو دیکر کفش لیلیں اور سر پر رکھ کر پیر کے پاس لائے آپ نے فرمایا کہ پانچ لاکھ روپئے میں سستی خریدیں تو عرض کیا کہ وہ درویش اسی پر راضی ہوگیا ورنہ تمام جان و مال مانگتا تو میں دیدیتا۔ جب سلطان جی کا انتقال ہوا تو آپ دہلی میں نہ تھے بعد میں آئے تو بہت گریہ وزاری کی اور بہت ابتر حال ہوگیا اور کہنے لگے کہ شیخ کے بعد میری زندگی دشوار ہے۔ چنانچہ شیخ کے انتقال کے چھ ماہ بعد بزمانہ غیاث الدین تغلق ۱۸ شوال ۷۲۵ھ کو آپ نے رحلت کی۔ آپ کا مزار مشہور ہے۔

خواجہ شمس الدین ماہرو رحمۃ اللہ علیہ

آپ امیر خسرو رح کے بھانجے ہیں۔ اپنے وقت کے فاضلوں میں تھے آپ کو بھی سلطان جی سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ نماز کی نیت باندھتے وقت جب تک آپ سلطان جی کا جمال نہ دیکھ لیتے نیت نہ باندھتے اور جماعت سے نکل آتے

ف سیر الاولیاء میں آپ کو خواہر زادہ میر حسن شاعر لکھا ہے۔ مؤلف۔

اور سلطانجی کا روئے مبارک دیکھتے۔ پھر نیت باندھتے۔
جب آپ بیمار ہوئے تو سلطانجی آپ کی عیادت کو جاتے تھے۔ مگر راستہ میں تھے کہ ان کے انتقال کی خبر آئی۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ کہ دوست دوست پاس پہنچگیا۔
آپ کی قبر گنبد مزار امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے باہر مجحر میں متصل دروازہ ہے۔ آپ نے بزمانہ غیاث الدین تغلق شاہ ۷۲۲ھ میں انتقال فرمایا ہے

خواجہ ضیاء الدین برنی رح

آپ تاریخ فیروز شاہی و حسرت نامہ کے مؤلف ہیں اور اسلامی عہد کے مشہور و مستند مورخ۔ سلطان جی علیہ الرحمۃ کے مقرب اور خاص مریدوں میں سے ہیں۔ اور بعد مریدی آپ غیاث پور میں رہنے لگے تھے آپ مجموعہ لطائف و ظرایف تھے اور ہر قسم کے کلمات و حکایات یاد تھیں۔ علماء و مشایخ و شعراء کی صحبت میں بہت رہتے تھے۔ اور حضرت امیر خسرو و میر حسن سے بہت محبت تھی اور دونوں سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ آخر میں آپ بوجہ لطیفہ گوئی و ظرافت وفن ندیمی سلطان محمد تغلق کے مصاحب ہو گئے تھے۔ لیکن فیروز شاہ کے زمانہ میں گوشہ نشین ہو گئے اور جو کچھ پاس تھا اسپر قناعت کی جب انتقال ہوا تو جنازہ پہ سوائے بوریے کے کچھ نہ تھا آپ نے بزمانہ فیروز شاہ بعد ۷۵۸ھ ہجری کے انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار حضرت امیر خسرو کے روضہ کے سامنے

مردھا اکرام کے سہ درے کے برابر شرقیں چبوترہ کے نیچے اپنے والد کے پایاں میں ہے۔ ٭

سیّد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ بہار الدین قادری سطاری کے مرید ہیں۔ آپنے سلطانجی سے بھی بواسطہ خرقہ پایا ہے۔ آپ بہت بزرگ و متبرک عالم و کامل تھے اور تمام علوم پر عبور تھا۔ ہر علم کی کتابیں تنہائی میں مطالعہ کیں۔ اور اُن کی تصحیح کی اور ان کی مشکلات کو ایسا حل کیا تہا کہ جس کو ذرا بھی مناسبت ہو آپ کی کتاب دیکھنی کافی تھی اور استاد کی ضرورت نہ تھی۔ آپ کے زمانہ میں آپ کا نظیر نہ تھا درس و تدریس کرتے تھے۔ آپ لوگوں کی جہالت بے انصافی اور ناحق شناسی کی وجہ سے اپنی کتاب سوائے اپنے دوستوں کے کسی کو نہ دیتے تھے۔ آپ نے بعہد سلیم شاہ سوری ۵ ربیع الثانی ۹۵۳ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار پایان حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ ایک حجرہ میں ہے جو قبر وسہ دری مردھا اکرم کے شرق میں ہے۔ ٭

حاجی لعل محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ خلیفہ مولانا فخر الدین فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ بہت بزرگ تھے آپ نے ۱۲ رمضان ۱۲۳۹ھ میں بعہد اکبر شاہ ثانی انتقال فرمایا

آپ کا مزار دروازہ شرقی درگاہ حضرت امیر خسرو کے برابر سنگ مرمر کا ہے اور کٹہرہ بھی سنگ مرمر کا لگا ہوا ہے۔

خواجہ محمد امام رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا بدرالدین اسحٰق کے صاحبزادے اور بابا فریدالدین شکر گنج رحؒ کے نواسہ ہیں۔ جامع علوم وحاوی فنون تھے اور فن طب کے بھی ماہر تھے۔ علم موسیقی میں کمال تھا حافظ تھے اور نہایت ذوق وشوق اور طاعت وعبادت سے موصوف تھے۔ ہمیشہ آبدیدہ رہتے اور قوالی میں جگر سوز نعرے مارتے۔ اگرچہ آپ اپنے والد ماجد کے مرید تھے لیکن فیض کثیر سلطان جی سے بھی حاصل کیا تھا اور خلافت پائی تھی اور اُن کی حیات ہی میں مرید کرنے لگے تھے۔ آپ نے سلطان جی کے ملفوظات بھی جمع کئے تھے اور انوار المجالس نام رکھا تھا۔ آپ امامت بھی سلطان جی کی کرتے تھے اور آپ نہ ہوتے تو آپ کے بھائی خواجہ موسیٰ امامت کرتے تھے جب آپ پاک پٹن شریف تشریف لے گئے تو شیخ شہاب الدین امام ہو گئے تھے۔ آپ نے بزمانہ سلطان محمد تغلق ۷۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار دروازہ شرقی درگاہ حضرت امیر خسرو سے نکل کر چونسٹھ کھمبہ کے سامنے جانب غرب ایک کونہ میں اندر چاردیواری ہے۔ یہیں مزار خواجہ موسیٰ آپ کے بھائی کا تھا جو غالباً قبل بننے چاردیواری کسی زمانہ میں بوجہ عدم خبر گیری نیست ونابود ہو گیا۔

اور اب اس کا کوئی نشان نہیں رہا ؀

مولانا علاء الدین نیلی رح

آپ علماء اودھ سے ہیں ۔ بہت پاکیزہ روش اور صاف باطن تھے مولانا فریدالدین شافعی شیخ الاسلام اودھ کے شاگرد تھے اور کشاف پڑھتے تھے تو مولانا شمس الدین یحییٰ سنتے تھے ۔

آپ باوجود عالم ہونے کے اوصاف تصوف سے موصوف تھے اور سلطانجی کے خلیفہ تھے مگر آپ نے ایک بھی مرید نہیں کیا اور اکثر فرماتے کہ اگر شیخ زندہ ہوتے تو میں یہ خلافت نامہ شیخ کو واپس دیدیتا کہ مجھ سے یہ دینی کام نہیں ہوسکتا ۔ آپ کو اپنے پیر سے بیحد محبت تھی اور آخر عمر میں فوائد الفواد کو اپنے ہاتھ سے لکھا تھا ۔ اور اکثر اپنے پاس رکھتے اور مطالعہ کرتے تھے اور یہی دستور کر لیا تھا ۔ آپ سے لوگوں نے کہا کہ آپ کے پاس ہر علم کی بکثرت معتبر کتابیں ہیں ان پر آپکو رغبت نہیں ہوتی تو فرماتے کہ تمام جہاں سلوک وغیرہ کی کتابوں سے بھرا پڑا ہے لیکن میرے پیر کی روح افزا ملفوظات جسمیں میری نجات ہے مجھے کہاں نصیب

شعر

مرا نسیم تو باید صبا کجاست کہ نیست　　کجاست زلف تو مشک ختا کجاست کہ نیست

آپ نے بزمانہ فیروز شاہ ۷۶۲ھ مین انتقال فرمایا ۔ خواجہ محمد امام کے مزار سے آگے جانب شمال ۔ اس جگہ جہاں سترھویں کے

زمانہ میں بازار لگتا ہے۔ ایک بڑا احاطہ ہے اس میں شمال کے رخ آپ کا مزار ہے۔ ؂

مولانا شمس الدین یحییٰ رح

آپ سلطان جی کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ یاران اعلیٰ میں سب میں ممتاز و افضل تھے اور شہر کے مشہور عالموں میں تھے اکثر شہر کے آدمی آپکے شاگرد تھے اور اس پر فخر و مسرت ظاہر کرتے تھے۔ آپ اودھ سے دہلی میں تحصیل علم کیلئے آئے تھے انہی دنوں میں سلطان جی کی کرامت کا شہرہ سنا۔ ایک روز مولانا صدر الدین کے ساتھ سلطان جی کی خدمت میں آئے سلطان جی نے پوچھا کہ شہر میں کہاں رہتے ہو۔ اور کچھ پڑھتے بھی ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں مولانا ظہیر الدین کی خدمت میں اصول بزودی پڑھتا ہوں۔ سلطان جی نے بعض مقامات جو مشکل مشہور تھے پوچھے آپ نے کہا میرا سبق یہیں تک ہے اور یہ میری سمجھ میں نہیں آیا سلطان جی نے اس کو حل کیا۔ آپ کو اعتقاد راسخ ہوگیا مدت کے بعد آپ مرید ہوئے اور کمال کو پہنچے۔ آپ کے مزاج میں تکلفات و مراعات رسمی نہ تھے۔ اور آپ نے شادی بھی نہیں کی تھی۔ خلافت کے ملنے کے بعد بہت کم مرید کئے اور فرماتے تھے کہ اگر اس میں

ا احاطہ خواجہ محمد و سید محمود کرمانی کے درمیان جو جگہ ہے یہ چبوترہ یاران ہے اور اسمیں علاوہ مزار آپ مندرجہ کتاب ہذا حسب ذیل بزرگ آسودہ ہیں ۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شیخ کبیر الدین نبیسہ گنجشکر ۔ خواجہ قاضی نبیرہ گنجشکر ۔ خواجہ ابوبکر مندہ ۔ تاج الدین دادری ۔ مؤید الدین انصاری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین

شیخ کے دستخط نہ ہوتے تو میں ہرگز اس کاغذ کو نہ رکھتا شیخ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تعریف میں فرمایا ہے شعر

سالت العلم من احیاک حقاً فقال العلم شمس الدین یحیٰی

لکھا ہے کہ جس زمانہ میں سلطان محمد تغلق نے رعیت پر اور خصوصاً مشائخ پر ظلم و ستم کئے تو مولانا کو بھی طلب کیا کہ تم جیسا عالم یہاں کیا کریگا تم کشمیر میں جاؤ اور وہاں کے بتخانوں میں بیٹھو اور اسلام کی دعوت کرو۔ آپ وہاں سے تہیۂ سفر کیلئے گھر آئے اور کہا کہ میں نے تو شیخ کو خواب میں دیکھا ہے۔ کہ مجھے بلاتے ہیں لوگ مجھے کہاں بھیجیں گے میں شیخ کی خدمت میں جاتا ہوں دوسرے دن آپ کے سینہ پر دنبل نکل آیا۔ بیماری کی خبر بادشاہ کو پہنچی تو حکم دیا کہ اس کو یہاں لاؤ شاید بہانہ کیا ہو۔ آپ نے اس عرصہ میں رحلت فرمائی سال وفات ۷۴۷ھ ہے احاطۂ علاء الدین نیلی رحمۃ اللہ علیہ کے بیچ میں بڑا مزار آپ کا ہے۔

مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حافظ کلام ربانی تھے اور کمال تقوی و ورع سے آراستہ ہمیشہ کتابت کلام مجید کرتے تھے اور تنہا زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ مصاحب و مرید سلطانجی کے تھے اور آپ کی مردان غیب سے ملاقات تھی۔

لکھا ہے کہ ایک مرتبہ شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے پیاس

لگ رہی تھی اور میرے پاس کوئی نہ تھا کہ جس سے پانی مانگوں پانی کا ایک کوزہ غیب سے پیدا ہوا۔ میں نے کوزہ کو توڑ ڈالا۔ اور پانی گر گیا اور میں نے کہا کہ میں کرامت کا پانی نہیں پیونگا۔ شیخ نے فرمایا۔ کہ پی لینا چاہئے ایسا بہت ہوتا ہے۔ ایک وقعہ جب میں نے چاہا کہ کنگھا کروں تو میرے پاس کوئی نہ تھا۔ جو کنگھا لاکر دیتا۔ اتنے میں دیوار پھٹی اور اس میں سے کنگھا نکلا میں نے لے لیا اور کنگھا کیا۔

آپ جب قرآن مجید لکھ لیتے تو لوگوں سے پوچھتے کہ یہ کتنے کی لکھائی ہے۔ لوگ کہتے چھ روپئے جزو کی۔ آپ کہتے کہ میں صرف چار آنے لونگا اور زیادہ نہیں لونگا۔ اگر کوئی تبرک سمجھکر چار آنہ سے زیادہ دیتا تو آپ نہیں لیتے۔ جب آپ ضعیف ہوگئے اور لکھنے سے معذور ہو گئے۔ قاضی حمید الدین ملک التجار نے سلطان علاء الدین سے عرض کی کہ ایسے بزرگ ہیں اور اس وقت تک کتابت سے گذر کرتے تھے۔ اب کتابت سے معذور ہو گئے۔ ان کا بیت المال سے کچھ مقرر ہو جائے سلطان نے ہر روز ایک اشرفی مقرر کردی آپ نے کہا کہ نہیں لونگا۔ وہی چار آنہ دو۔ بہت سے حیلوں سے دو شمس کانی قبول کیں آپ نے بزمانہ سلطان محمد تغلق ۷۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار قریب مزار مولانا شمس الدین یحییٰ کو ہے

خواجہ تقی الدین نوح رح

آپ سلطان جی کے حقیقی بھانجہ کے صاحبزادہ ہیں اور خواجہ

رفیع الدین ہارون کے چھوٹے بھائی۔ آپ نے جوانی ہی میں بزرگوں کے اوصاف حاصل کر لئے تھے۔ حافظ قرآن اور بہت صالح تھے۔ سلطانجی نے آپ کی بابت فرمایا ہے کہ یارو اس کو عزیز رکھو یہ بزرگ شخص ہے قرآن یاد ہے اور ہر جمعرات کو ختم کرتا ہے تعلیم کا بہت شوق ہے اور بہت حاصل کر لی ہے۔ اور دوست دشمن کسی سے واسطہ نہیں رکھتا۔

ایک روز میں نے اس سے پوچھا کہ تم جو اس قدر طاعت و عبادت کرتے ہو تمہارا کیا مقصد ہے تو کہا کہ میرا مقصد تو آپکی زندگی ہے۔ سلطان جی فرماتے تھے کہ یہ بات اس کو کس نے سکھائی ہے یہ بات اس کی نیک بختی کی دلیل ہے۔ لکھا ہے کہ ایک روز سلطان جی نے اپنی بیماری کی حالت میں آپ کو اپنے سامنے بلایا اور خلافت دی اور وصیت کی کہ جو کچھ تم کو ملجائے اس پر قناعت کرو۔ اگر تمہارے پاس کچھ نہو تو دل میں مطلق اسکا خیال نہ لاؤ۔ کہ خدا تم کو اور دیگا۔ اور کسی کا برا نہ چاہنا اور برائی کرنیوالے کے ساتھ بھی بھلائی کرنا۔ گانو اور وظیفہ نہ لینا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو بادشاہ تمہارے دروازے پر آئیں گے۔

آپ نے سلطان جی کی زندگی ... میں بعمر جوانی انتقال کیا۔

آپ کا مزار مزارات علاءالدین نیلی و شمس الدین یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ سے آگے جانب مغرب جہاں سترھویں کے دنوں میں بازار لگتا ہے ایک احاطہ میں ہے

سید محمد بن سید محمود کرمانی رح

آپ صحیح النسب سید ہیں اور آپ کا اصل وطن کرمان ہے آپ وہاں سے تجارت کے لئے لاہور آیا کرتے اور جب واپس جاتے تو پاک پٹن میں بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی حاصل کر کے ملتان چلے جاتے کیونکہ ملتان میں آپ کے چچا سید احمد کرمانی رہتے تھے۔ اس آمد و رفت میں آپ کو بابا فرید شکر گنج سے بہت محبت و اعتقاد ہو گیا اور اپنے تمام مال و اسباب کو کرمان میں چھوڑ کر ملتان میں اپنے چچا پاس گئے اور وہاں سے مرید ہونیکے لئے پاک پٹن آنیکا قصد کیا تو آپ کے چچا نے کہا شیخ الاسلام بہاء الدین ذکریا بھی بہت بزرگ ہیں (وہاں کیوں جاتے ہو) آپ نے کہا کہ میرا دل ان کی طرف رجوع نہیں ہوتا اور پھر پاک پٹن آکر مرید ہو گئے اور ریاضتیں کرنے لگے شیخ فرید شکر گنج کے انتقال کے بعد سلطان جی کی صحبت میں آگئے اور یاران اعلیٰ میں شمار ہوئے ۷۱۱ھ میں بزمانہ علاء الدین خلجی انتقال ہوا آپکا مزار اس احاطہ میں ہے جو احاطہ تقی الدین نوح سے آگے جانب غرب لب باؤلی ہے۔ اسی احاطہ میں آپکے بڑے صاحبزادے سید نور الدین مبارک کی قبر ہے۔ جو بچپن میں بابا صاحب کے مرید ہوئے۔ اور پھر قطب الدین چشتی کے بمقام چشت مرید ہوئے مصاحب سلطان جی کے تھے اور ۲۰ صفر ۷۴۹ھ زمانہ محمد تغلق میں فوت ہوئے۔ یہیں آپ کے خاندان کے دیگر شخص

مسجد بازار حضرت نظام الدین رح میں ایک بزرگ بغدادی صاحب رہتے تھے قادریہ خاندان کے تھے۔ نہایت بزرگ خوبصورت فرشتہ سیرت عابد زاہد تھے اندر حجرہ مسجد بطور تہ خانہ کے ایک جگہ چلہ کشی کے لئے بنا رکھی تھی۔ اسی میں چلہ کشی کرتے تھے۔ وہیں مزار ہے افسوس کہ ان کے حالات معلوم نہ ہو سکے ۔ مؤلف

اور سید محمد مبارک کرمانی المدعو بامیر خورد مصنف سیر الاولیا آپ کے پوتے ہیں جو بچپن میں سلطان جی کے مرید ہو گئے تھے اور بعض مجلسیں بھی دیکھی ہیں اور سلطان جی کی رحلت کے بعد ان کے خلفا کی صحبت میں رہے۔ اور شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے ترتیب پائی اور بارہا خواب میں جمال شیخ سے مشرف ہوئے اور تجدید بیعت کی اور بزمانہ فیروز شاہ ۷۷۰ھ میں راہی عدم ہوئے ۔ ٭

مرزا بخش اللہ بیگ رح

آپ حاجی لعل محمد خلیفہ مولانا فخر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں ۔ بہت بزرگ تھے ۷ اشوال ۱۲۷۷ھ میں بعہد ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند انتقال ہوا ۔ مزار آپ کا احاطہ سید محمود کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب شرق میں چبوترہ یاراں میں ہے ۔ ٭

مولوی وزیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرزا بخش اللہ بیگ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں ۔ عالم باعمل تھے اور مسجد جامع دہلی میں متوکلانہ قیام تھا ۔ ۱۲ رجب ۱۲۹۹ھ میں بعہد ملکہ وکٹوریہ انتقال ہوا ۔ اور قریب مزار اپنے پیر کے دفن ہوئے ۔ محمد خان صاحب پنجابی آپ کے خلیفہ تھے ۔ ٭

سید نور محمد بدایونی رح

آپ علوم ظاہری و باطنی اور شریعت و طریقت میں کامل تھے استغراق کامل اور جذب قوی رکھتے تھے۔ پندرہ برس مست و مدہوش رہے۔ آپ شیخ سیف الدین بن محمد معصوم بن مجدد الفثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ اور حافظ محمد محسن و دیگر بزرگوں سے بھی مجاز تھے۔ اتباع سنت اسقدر تھا کہ ایک دفعہ خلاف سنت بجائے بائیں پاؤں کے دایاں پاؤں پاخانہ میں رکھا تھا تو تین روز تک اس کی وجہ سے انقباض حال رہا۔ آپ چند روز کے لئے ایک وقت اپنے ہاتھ سے روٹیاں پکاکر رکھ لیتے اور خوب بھوک کے وقت ایک ٹکڑا اُس سوکھی ہوئی روٹی میں سے توڑ کر کھا لیتے تھے۔ کثرت مراقبہ سے آپ کی کمر جھک گئی تھی اہل دنیا کی صحبت سے پرہیز کرتے تھے۔ اگر کوئی کتاب کسی دنیادار سے عاریتاً لیتے تھے تو تین دن تک اس کا مطالعہ نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ دنیا داروں کی ظلمت اس کتاب پر مانند غلاف کے لپٹی ہوئی ہے۔ آپ کے بہت قوی تصرفات تھے اور مخلصوں کی حاجت براری کے لئے دل سے توجہ کرتے تھے اور جو کچھ فرماتے تھے وہ ہوتا تھا۔

ایک دفعہ ایک بنگ فروش نے آپ کے مکان کے قریب بنگ فروشی کی دُکان کھولی آپ نے حاضرین سے کہا کہ ظلمت بنگ نے ہماری تمہاری نسبت کو مکدر کر دیا انہوں نے اسیوقت جاکر اس کی دُکان اُجاڑ دی آپ نے فرمایا اس بات سے زیادہ کدورت ہو گئی کہ میرے سبب سے خلاف شرع احتساب کیا گیا پس آپ کے حکم سے بنگ فروش کو روبرو حاضر کیا آپ نے ایک نظر اُس پر

ڈالی وہ فی الحال مرید ہو گیا اور بھنگ فروشی سے توبہ کی - آپ نے بزمانہ محمد شاہ بادشاہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار عقب بستی نظام الدین نالہ پر واقع ہے - ٭

شمس الدین اوتاؤلہ رح

آپ کا اسم مبارک شمس الدین ہے چونکہ آپکے پاس لوگ جلد اپنی مراد کو پہنچتے تھے۔ اس لئے اوتاؤلہ مشہور ہوئے جس کو اکثر نے اوتا د اللہ سمجھا آپ بہت بزرگ عالی مرتبہ ولی کامل صاحب کرامت تھے - آپ ہمیشہ آگ جلاتے اور اس کی راکھ پر بیٹھتے تھے اور وہیں ایک قبر سی کھود رکھی تھی رات کو اس میں رہتے اور اپنے اوپر راکھ ڈال لیتے تاکہ کوئی آپ کو نہ دیکھ سکے - سلطان جی اکثر آپکی ملاقات کو آتے - لیکن جب ہیں آپ اُن کے آنے کی خبر سنتے اُس قبر میں چھپ جاتے اور ہرگز سامنے نہ آتے اور سوائے ایک سیدزادہ کے جو آپکے قریب رہتا تھا کسی سے اُنس نہ رکھتے تھے جو کبھی خود کچھ پکا کر لاتا تھا کھا لیتے تھے

ایک روز اُس سیدزادہ نے کہا کہ ہر فقیر و مسلم آپ کا دیدار دیکھ لیتا ہے مگر شیخ نظام الدین جو مرید شیخ فریدالدین گنجشکر کے ہیں باوجود اس قدر بزرگی و کمالات کے آپ کی ملاقات کو آتے ہیں تو آپ چھپ جاتے ہیں اور ملاقات نہیں کرتے اس میں کیا خوبی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ عظیم الشان ولی ہیں۔ لیکن دنیادی جاہ و جلال بہت ہے فقیر تارک الدنیا کو

ان کی ملاقات زیبا نہیں، مگر غسل و تجہیز و تکفین و نماز جنازہ وغیرہ میرا دوگے
چنانچہ ایسا ہی ہوا -
جب کوئی حاجتمند آپ سے رجوع کرتا بہت جلد مقصد حاصل ہوتا تھا -
سلطان جی بارہا فرماتے کہ جس کسی کو دینی یا دنیوی مراد جلد حاصل کرنی ہو
ہمارے زمانہ کے شمس سے طلب کرے - متاخرین میں سے بعض نے آپ کو مرید
خاندان سہروردیہ اور بعض نے مرید شاہ ترکمان بیابانی کا سمجھا ہے - مگر آپ مرید
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ہیں اور ان کی مجالس میں حاضر رہتے تھے - آخر
میں آپ پر جذب غالب ہو گیا تھا - آپ نے بزمانہ علاء الدین خلجی ۲۷ رجب
سنہ ... ھ میں وفات پائی آپ کا مزار عرب سرائے کے شمالی دروازہ کے سامنے
گوشہ شمال و مشرق میں قریب مقبرہ ہمایوں ایک چار
دیواری میں ہے - -

محمود سید بحار رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولیاء کاملین سے ہیں اور سید ناصر الدین سونی پتی کی اولاد
سے ہیں - آپ علاوہ درویشی کے بہت بڑے عالم تھے - اسی وجہ سے
بحار آپ کو کہتے ہیں - آپ کا لقب محی العظام ہے اور راجہ ہاڑ گوڑ
بھی کہتے ہیں - وجہ اس کی یہ لکھی ہے کہ ایک بیوہ بڑھیا کا لڑکا سفر کو گیا
تھا اور وہ اس سے بہت محبت کرتی تھی اور ہمیشہ آپکی خدمت میں حاضر رہتی

اور اپنے لڑکے کے ملنے کی دعا مانگلی اتی۔ آپ کو از روئے مکاشفہ بتایا ہوا
کہ اس کا لڑکا فلاں جگہ مرگیا ہو اور بجز ہڈیوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔
آپ نے بعجز و انکسار درگاہ باری میں دعا کی اور جناب باری نے قدرت
کاملہ سے انکی دعا قبول کی اور مردہ کو زندہ کیا اور اس کی ماں سے ملا دیا
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد
جب سے آپ کا لقب محی العظام اور راجہ ہاڑ گوڑ ہو گیا۔ آپ نے روح
خواجہ معین الدین چشتی سے تربیت پائی ہو آپ نے ۲۷ صفر ۷۶۶ھ ہجری
میں بزمانہ فیروز شاہ تغلق انتقال فرمایا۔ لوگوں میں جو یہ بات مشہور ہی
کہ سلطان جی نے اپنے خلیفہ اعظم و جانشین حضرت روشن چراغ دہلی
اور مرید خاص الخاص حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہم کو آپکی خدمت میں
حصول فیض کے لئے بھیجا تہا۔ اور آپ کی حالت مجذوبانہ تھی۔ کھچڑی کھا رہے
تھے رال بہہ رہی تھی۔ ان دونوں سے کہا کہ کھاؤ حضرت امیر خسرو نے نہیں
کھایا اور حضرت چراغ دہلی نے کھا لیا چنانچہ وہ کامل اکمل ہوگئے۔ محض
غلط و بے بنیاد ہی۔ اور آپ کی عظمت و شان بڑہانیکے لئے تراشی گئی
ہی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ممکن نہ تہا کہ ملفوظات حضرت چراغ دہلی و سیر الاولیا
میں کسی جگہ کچھہ تذکرہ نہ ہوتا۔ دوسرے حضرت سلطان جی کی شان اور
درجہ اس لایق نتھا کہ خود نہ دے سکتے اور دوسرے بزرگوں پاس اپنے
مریدوں کو حصول فیض کیلئے بھجواتے۔ اور علاوہ ازیں آپ کے انتقال کے
۵۳ برس پہلے سلطان جی صاحب کا انتقال ہوچکا تہا۔ اور اس سے دس پانچ

برس پہلے بھیجا سمجھنا چاہئے تو اس قدر آپ کی طویل العمر ہونیکا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ آپ کا مزار بارہ پلہ کے مشرق میں موضع کیلوکھڑی میں ایک چاردیواری کے اندر ہے۔

شیخ رکن الدین فردوسیؒ

آپ شیخ بدر الدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ دہلی میں رہتے تھے۔ جب سلطان کیقباد نے کیلوکھڑی نیا شہر بسایا تو آپ بھی شہر سے آکر دریا کے کنارے رہنے لگے۔ آپ کا اور سلطان جی کا چنداں میل جول نہ تھا اور آپ کے نوجوان لڑکوں اور مریدوں کو سلطان جی سے بغض تھا۔ مگر آپ ہرگز کسی پر طعن وتشنیع کرنیکے روادار نہ تھے۔ لکھا ہے کہ آپ کے لڑکے اور مرید اکثر کشتی میں سوار ہوکر گانا سنتے اور حال کھیلتے ہوئے سلطان جی کے مکان کے نیچے سے گذرتے تھے۔ بہت دن اسی طرح گزر گئے۔ جب سلطان جی کی نظر ان لوگوں پر پڑی تو سر اُٹھاکر فرمایا کہ ایک شخص برسوں سے خون جگر پیتا ہے اور اپنی جان کھپاتا ہے اور دوسرے جو نوجواں ہیں یہ کہتے ہیں کہ مجھ میں کیا بات ہے جو ہم میں نہیں پھر آپ نے ہاتھ سے اُن کی طرف اشارہ کیا کہ جاؤ جس وقت شیخ رکن الدین کے لڑکے شور وغل کرتے ہوئے اپنے گھر پہنچے اور کشتی سے اترے چاہتے تھے کہ غسل کریں جونہی پانی میں اترے اسی وقت غرق ہوگئے۔

سلسلہ فردوسیہ کے جسقدر لوگ ہندوستان میں ہیں سب کا سلسلہ آپ تک پہنچتا ہے اور آپ اس طریقہ میں بہت بزرگ رتبہ صاحب کرامات اور عالی مقام تھے۔ آپ نے بزمانہ غیاث الدین تغلق ۷۲۴ھ میں انتقال فرمایا آپکا مزار موضع کیلوکھڑی میں سکھوں کے مندر کے شمال کی جانب کھیتوں میں ہے ؎

قاضی محی الدین کاشانی رح

آپ سلطانجی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ علم و زہد و تقویٰ میں مشہور تھے شہر کے ذی علم اور بزرگ خاندان کے آدمی تھے اور استاد مانے جاتے تھے۔ مرید ہوتے ہی تعلقات دنیوی سے ہاتھ اٹھا لیا اور سب کتابیں شیخ کی خدمت میں لاکر پھاڑ ڈالیں اور فقر و مجاہدہ کرنے لگے۔ آپکی سلطانجی سے بہت گفتگو رہتی تھی۔ سلطانجی آپکو خلافت دینا چاہتے تھے اور ایک تحریر اپنے ہاتھ سے لکھکر دی تھی کہ مضمون اس کا یہ ہے۔ چاہیئے کہ تارک دنیا رہو۔ دنیا اور ارباب دنیا کی طرف مائل نہو۔ اور گاؤں وغیرہ نذریں قبول نہ کرو اور بادشاہوں سے کچھ نہ لو۔ اور اگر مسافر تمہارے پاس آئیں اور تمہارے پاس کچھ نہو تو اس حال کو خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت سمجھو فان فعلت ما امرتک وظنی بک ان تفعل کذالک فانت خلیفتی وان لم تفعل فاللہ خلیفتی۔ ؎

جب آپ پر فقر و فاقہ کی بہت زیادتی ہوگئی اور آپ کے متعلقین بہت

تھے جو ناز و نعمت کے عادی تھے برداشت نہ کر سکے ۔ تو آپ کے ملاقاتیوں میں سے ایک شخص نے یہ حال سلطان علاء الدین تک پہنچا دیا ۔ بادشاہ نے اودھ کی قضاءت جو آپ کی موروثی خدمت تھی آپ کو دی ۔ جب یہ خبر آپ کو پہنچی تو پیر کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ بلا درخواست ایسا ہوا ہے ۔ مخدوم کا کیا حکم ہے ۔ سلطان جی نے فرمایا کہ ضرور اس قسم کا خیال تمھارے دل میں گزرا ہے جب یہ بات ظاہر ہوئی ہے اور یہ کہہ کر سلطان جی نے اُس خلافت نامہ کو آپ سے لے لیا اور ایک گوشہ میں رکھ دیا جس کی وجہ سے قاضی صاحب کی زندگی خراب ہو گئی اور پریشانی میں مبتلا ہو گئے ایک سال تک سلطانجی رحمۃ اللہ علیہ قاضی صاحب سے کشیدہ خاطر رہے بعد ایک سال کے بدستور مہربان ہو گئے اور آپ تجدید بیعت سے مشرف ہوئے ۔ اور سلطان جی کی حیات ہی میں بزمانہ سلطان قطب الدین مبارک ۷۱۹ھ میں انتقال فرمایا ۔ آپ کا مزار اُس راستہ میں دائیں طرف ایک چار دیواری میں قریب نیلا کنواں کے ہے جو درگاہ سلطان جی سے شیخ سرائے کو جاتا ہے ۔

شیخ صدر الدین حکیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے بڑے خلفاء میں سے ہیں اور سلطان جی کے بھی منظور نظر ہوئے ہیں ۔ آپ کے والد سوداگر تھے اور

سلطان جی کے مرید تھے بہت بڈھے ہو گئے تھے اور کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ اکثر اس بات کا رنج رہتا تھا۔ ایک روز سلطان جی پر حالت طاری تھی۔ یہ حاضر تھے۔ سلطان جی نے اپنی پشت ان کی پشت پر ملی اور لڑکا ہونے کی بشارت دی۔ چونکہ پیر کی خدمت میں اعتقاد کامل تھا بیوی کے پاس گئے اور درگاہ الٰہی سے بچہ ہونے کی امید بندھی۔ جب لڑکا ہوا اس کو سلطان جی کی خدمت میں لائے۔ سلطانجی نے اس کو اپنی گود میں لیا۔ جب تک لڑکا گود میں رہا تو سلطان جی کا جمال اس طرح دیکھتا رہا کہ گویا کچھ سمجھ رہا ہے اور حاضرین مجلس اس بات کو دیکھ رہے تھے سلطان جی نے اپنے جبّہ میں سے ایک ٹکڑا پھاڑ کر اس کے لئے اپنے ہاتھ سے ایک کرتا سیا۔ اور لڑکے کو شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے سپرد کیا اور جلیل الشان ہونیکی خبر دی۔

لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ کو پریاں لگئی تھیں تاکہ ان میں سے جو ایک بیمار تھی اس کا علاج کریں۔ جب آپ کا علاج موافق پڑا اور بیمار اچھا ہو گیا تو آپ کو ایک خط لکھکر دیا کہ اس کتے کو جو شہر کے فلاں کوچہ میں پڑا رہتا ہے دکھا دو۔ آپ خط لائے اور جس کتے کا پتہ دیا تھا اس کو دکھایا جب کتے نے وہ خط دیکھا تو چلا اور ایک جگہ ٹھہر گیا اور زمین کو کھودا اور خزانہ کا پتہ دیا جو زمین کے نیچے تھا چونکہ درویشوں کی عالی ہمت ہوتی ہے۔ آپنے اس خزانہ پر التفات نہ کیا آپ نے بزمانہ فیروز شاہ ۷۵۹ھ میں انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا قاضی محی الدین کے

مزار سے آگے کچھ راستہ شیخ سرائے میں چراغ دہلی سے تھوڑے فاصلہ پر ایک عمارت منہدمہ کے شمال میں جو بائیں طرف پڑتی ہے اور برج اس کا آج کل گرا ہوا ہے۔ اور وہ مقبرہ لنگر خاں ہے۔

شیخ صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ صدر الدین خلف شیخ بہاء الدین ذکریا کے مرید و خلیفہ ہیں حضرت چراغ دہلی کے ہمعصر و ہمسایہ تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ ان سے بھی فیض کامل پایا ہے۔ آپ ملتان سے دہلی آگئے تھے اور یہیں سکونت اختیار کرلی تھی۔ آپ بہت بڑے بزرگ اور عالی مرتبہ تھے مگر آپ ذرا بھی تکلیف و ایذا کی برداشت نہ کرتے تھے جو سلطان محمد تغلق مشائخوں کو پہنچاتا تھا اور سلطان سے سختی سے پیش آتے تھے اور بخلاف آپ کے حضرت چراغ دہلی اپنے پیروں کی نصیحت کے موافق سب برداشت کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار جاتا تھا اور وہ گھوڑا بہت خوبصورت و خوش رفتار تھا کہ دفعتاً اس سوار نے اس کے ایسا کوڑا مارا کہ اس کا نشان گھوڑے کے پٹھے پر ہوگیا۔ آپ اس سوار پر غصہ ہوئے اور وہ گھوڑے پر سے گر گیا۔ اور اس کوڑے کے زخم کا نشان آپ کے جسم پر پڑا ہوا دیکھا گیا آپ نے بزمانہ سلطان محمد عادل تغلق ۲۴ صفر ۷۴۰ھ میں رحلت کی آپ کا مزار اسی خام راستہ سے چراغ دہلی جاتے ہوئے داہنی طرف سرحد شیخ سرائے میں بگوشہ شمال

مشرق ایک گنبد جالی دار میں ہے جس میں ایک قبر کسی اور کی ہے۔ اور کواڑ دروازہ گنبد کے نہیں ہیں گنبد کے بیچ میں زنجیر لٹکتی ہے۔

شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ

آپ سلطان جی کے سب سے بڑے اور مشہور خلیفہ و جانشین ہیں اور اُن کے بعد آپ ہی صاحب ولایت دہلی ہوئے ہیں۔ آپ شیخ کا بہت اتباع کرتے تھے اور پابند شریعت و سنت تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کے پیر بھائیوں نے مجلس سماع منعقد کی اور دف کے ساتھ گانا سننے لگے تو آپ نے فرمایا کہ خلاف سنت ہے۔ یاروں نے کہا کہ تم سماع سے منکر ہو گئے اور پیر کے مشرب سے پھر گئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ حجت نہیں ہو سکتی قرآن اور حدیث کی دلیل لاؤ۔ بعض لوگوں نے یہ بات سلطانجی تک پہنچائی کہ شیخ محمود ایسا کہتے ہیں سلطان جی کو حقیقت معاملہ معلوم تھی۔ فرمایا جو وہ کہتا ہے سچ کہتا ہے حق بات وہی ہے۔

ایکدفعہ ایک شخص نے آکر کہا کہ یہ کب جائز ہے کہ مزامیر ہوں اور صوفی رقص کریں تو آپ نے فرمایا کہ مزامیر جمہور علماء کے نزدیک جائز نہیں اگر کوئی شخص طریقت سے گر جائے تو شریعت میں تو رہے اگر شریعت سے بھی گر جائے تو کہاں۔ اول تو سماع ہی میں اختلاف ہے اور عالموں کے نزدیک چند شرائط کے ساتھ جو اس کا اہل ہو اُسے مباح ہے۔ لیکن مزامیر جمہور علماء کے نزدیک حرام ہے آپ کی بزرگی و فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ جب مخدوم جہانیاں جہاں گشت جنہیں

چودہ خانوادوں کی نعمت تھی۔ مکہ معظمہ میں تھے تو اس وقت باوجودیکہ بہت سے اولیاء اللہ دہلی میں تھے امام عبداللہ یافعی نے مخدوم جہانیاں سے فرمایا تھا کہ اس وقت نصیر الدین محمود سے دہلی کا چراغ روشن ہے جب سے آپ روشن چراغ دہلی مشہور ہو گئے۔ آپکو استغراق اس درجہ تھا کہ ایک شخص آپ کے حجرے میں گھس گیا اور گیارہ زخم آپکے لگائے اور آپکو خبر نہ ہوئی جب خون بہہ کر حجرے سے باہر آیا تو مریدوں کو خبر ہوئی اندر جا کر اس شخص کو پکڑا اور چاہا کہ سزا دیں مگر آپ نے منع کیا اور اس کو بہت سا انعام دیا کہ مبادا میرے مارتے وقت اس کو تکلیف ہوئی ہو۔

اس واقعہ کے تین سال بعد آپ نے بزمانہ فیروز شاہ ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ میں وفات پائی۔ مزار آپ کا موضع چراغ دہلی میں مشہور ہے۔

شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھانجے اور خلیفہ حضرت چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں آپ کا ذکر مجالس و ملفوظات شیخ میں لکھا ہوا ہے۔ آپ کا مزار مقابل گنبد حضرت چراغ دہلی جانب جنوب ایک گنبد میں ہے جو خشت و چونہ کا ہے۔ سال وفات معلوم نہیں ہوا۔

شیخ کمال الدین علامہ رح

آپ بہت بڑے بزرگ اور حضرت چراغ دہلی کے سب سے بڑے خلیفہ اور حقیقی بھانجہ ہیں۔ آپ علم حدیث و تفسیر و فقہ و اصول میں یگانہ روزگار تھے اس لئے آپ خطاب علامہ سے مخاطب ہوئے۔ خلافت ملنے کے بعد آپ گجرات تشریف لیگئے اور وہاں آپ کی بہت تعظیم و قدر ہوئی اور بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے پھر آپ دہلی تشریف لائے اور یہاں ہدایت خلق میں مشغول ہوئے آپ کے خلفاء کی اولاد احمد آباد میں موجود ہے۔ آپ نے بزمانہ فیروز شاہ تغلق ۲۷ ذیقعدہ ۷۵۶ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار گنبد مزار شیخ زین الدین کے برابر جانب شرق مجحر سنگ بالسنی میں ہے۔

قاضی محمد ساوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ بہت بڑے عالم فاضل متقی اور پرہیزگار تھے اور بہت لوگ آپ کی توجہ سے باخدا ہو گئے چنانچہ خواجہ اختیار الدین عمر ایرجی آپ کے کامل خلفاء میں سے ہیں۔ خدام آپ کو استاد کمال الدین علامہ بتاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ آپ نے بزمانہ ناصر الدین محمود ۸۱۴ھ میں انتقال فرمایا آپ کا مزار مجحر کمال الدین علامہ کے باہر سرہانے کی طرف خشت و چونہ کا ہے

شیخ یوسف قتال رحمۃ اللہ علیہ

آپ قاضی جلال الدین لاہوری کے مرید ہیں دہلی میں قریب ستپلہ آکر مقیم ہوئے تھے۔ اسی جگہ ایک اور بزرگ کہ ان کا نام بھی جلال الدین تھا تشریف لائے اور یوسف قتال کو بہت نعمت عطا کی اور کامل بنایا۔ آپ نے بزمانہ بابر بادشاہ ۹۳۲ھ میں وفات پائی آپ کا مزار چراغ دہلی سے گوشۂ جنوب و مغرب میں موضع کھڑکی بند کے قریب ایک گنبد میں ہے جس کے سنگ سرخ کے ستون اور جالیاں ہیں اور کواڑ نہیں ہیں عوام السیف اولیا کی درگاہ کہتے ہیں شیخ عبداللہ آپ کے فرزند کلاں تھے جنہوں نے ہمیشہ توکل و قناعت سے بسر کی اور ۹۸۰ھ میں بزمانہ جلال الدین اکبر انتقال فرمایا اور برابر اپنے والد کے دفن ہوئے۔ ؎

شیخ عثمان سیاح رح

آپ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے مرید ہیں اور دہلی کے رہنے والے ہیں۔ آپ بہت عرصہ سیاحت میں رہے اور پھر دہلی آ گئے اس لئے سیاح مشہور ہوئے صاحب کرامت تھے اور سماع سنتے تھے۔ اکثر مجلس حضرت چراغ دہلی میں حاضر ہو کر سماع سنتے اور وجد کرتے تھے ۷۳۸ھ میں۔ بعہد محمد عادل تغلق شاہ انتقال ہوا۔ مزار آپ کا مزار یوسف قتال سے گوشۂ شمال و مغرب میں تین چار کھیت کے فاصلہ پر ایک چھوٹے گنبد میں ہے دروازہ کی چوکھٹ پتھر کی ہے اور دیواریں چونہ کی ہیں اور دروازہ کے دونوں طرف درخت نیم ہیں۔ ؎

شیخ تاج الدین رح

آپ شیخ عبد الصمد دہلوی کے فرزند اور اولاد شیخ الاسلام فرید الدین گنجشکر سے ہیں سلسلہ ارادت جد ہی تھا۔ نہایت بزرگ وصاحب اخلاق تھے اور ہمیشہ خدمت و تواضع وارد و صادر کیا کرتے تھے۔ اور حضرت سلطان المشائخ کے روضہ کے متولی تھے۔ آپ کے بعد آپکی اولاد جب تک سلطنت مغلیہ رہی متولی رہی زمانہ سکندر لودھی سنہ ۹۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔ گنبد مزار آپ کا موضع شیخ سرائے ہیں۔ آبادی سے جانب غرب ملا ہوا ہے اور موضع چراغ دہلی سے تھوڑے فاصلہ پر غرب میں ہے سنگ سرخ کی جالیاں ہیں۔ ❊

شیخ علاء الدین اجودھنی رح

آپ شیخ نور الدین کے فرزند اور شیخ تاج الدین اپنے دادا کے مرید ہیں آپ اپنے زمانہ کے فرد اور یکتا تھے بہت خوش اخلاق و فرشتہ سیرت تھے اور نہایت مہذب و مودب درویشانہ اخلاق وکمالات بچپن سے آپ میں پائے جاتے تھے اور نہایت بردبار، حمل اور سخی تھے اور جو چیز خط نفس و آسایش بدن کی ہوتی اس کو پاس نہ آنے دیتے تھے اور آپکو لوگ فرید ثانی کہتے تھے۔ آپ کو روح خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے

میر سید عبد الاول چشتی رحمۃ اللہ علیہ - آپ کا مزار اس احاطہ میں ہے جو شیخ سرائے سے راستہ خام بھنڈل کو جاتا ہے اس راستہ پر تھوڑی دور جا کر بائیں طرف ایک بڑا احاطہ گور غریباں کا ہے - جس میں صدہا قبریں ہیں ❊ مؤلف

خاص تعلق و فیضان و کامل اعتقاد تہا۔

لکہا ہے کہ ایک روز ایک فقیر آپ کے پاس آیا اور اس کے پاس تریاق تہا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس بہی تریاق ہے آؤ امتحان کریں چنانچہ ایک چڑیا پکڑ لائے اور تہوڑا سا زہر اس کے حلق میں ٹپکایا پھر خواجہ صاحب کے کاک کا ایک ٹکڑا پانی میں گھولکر اس چڑیا کو دیا فوراً زندہ ہوگئی۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اس ارادہ سے کہ کلاہ خلافت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے حاصل کروں۔ ان کے روضہ منورہ میں معتکف ہوا تو مجھے بشارت ہوئی کہ شیخ علاء الدین سے کلاہ خلافت لو میں نے قبول نہ کیا۔ دوسری دفعہ پھر مجھے معلوم ہوا کہ خواجہ فرماتے ہیں کہ علاء الدین قطب الدین ہے کلاہ لے لو۔ تب میں ان کی خدمت میں گیا تو آپ نے مسکرا کر کلاہ خلافت میرے سر پر رکھی اور فرمایا کہ یہ کلاہ خواجہ قطب الدین کی طرف سے ہے۔ میں بہت خوش ہوا اور اس کو بوسہ دیا۔

آپ نے بزمانہ شیر شاہ ۱۴ ربیع الاول ۹۴۸ھ میں انتقال فرمایا آپ کا مزار آپ کے آباؤ اجداد کے مقبرہ میں ہے۔ اس مقبرہ میں چھ مزار ہیں جس مزار کے گرد کٹہرہ پتھر کا ہے وہ آپ کا ہے۔ ؁

شیخ حسن طاہر رحمۃ اللہ علیہ

آپ راجی حامد شاہ چشتی کے مرید ہیں اور راجی سید نور بن حامد شاہ سے بھی خلافت پائی ہے آپ کے والد ماجد ملتان سے تحصیل علم کیلئے

دہلی آئے تھے۔ مدت تک بہار میں رہے۔ شیخ حسن بہار میں پیدا ہوئے۔ جب سن تمیز کو پہنچے تحصیل علم میں مشغول ہوئے شیخ الہداد شارح ہدایہ وغیرہ آپ کے ہم سبق تھے اور ہم صحبت۔ اس اثناء میں فقر کا شوق پیدا ہوا درویشی کو اختیار کیا۔ اور کامل ہو گئے پہلے آپ آگرہ میں رہے پھر دہلی آ گئے اور برنج بیجے منڈل میں سکونت اختیار کی۔

آپ نے بزمانہ سکندر لودھی ۲۴ ربیع الاول ۹۰۹ھ میں انتقال فرمایا آپکا مزار راستہ قطب صاحب میں مسجد بیگم پور سے آگے سڑک کے بائیں طرف بیجے منڈل سلطان محمد تغلق میں ہے جہاں آپ کا قیام تھا یہیں آپ کے خاندان کے اور لوگ آسودہ ہیں۔

شیخ محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ حسن طاہر کے بڑے صاحبزادے ہیں اور شاہ خیالی و ہردم خیالی بھی آپ کو کہتے ہیں۔ آپ اپنے والد کی طرف سے چشتیہ خاندان کے ہیں لیکن سلسلہ قادریہ کی طرف زیادہ ارتباط تھا۔ اور مشائخ قادریہ سے صحبت و خلافت تھی۔ آپ اپنے وقت کے عارف کامل اور بہت عالی مشرب تھے جب آپ خلوت سے باہر آتے تھے جس ہندو مسلمان کی نظر آپ پر پڑ جاتی تھی تکبیر کہہ اٹھتا تھا۔ آپ کے بہت سے مرید تھے چنانچہ شیخ عبدالحق

بی بی اولیاء رحمۃ اللہ علیہا نہایت عابدہ زاہدہ تھیں چلہ کھینچتیں تو صرف چالیس لونگیں اپنے پاس رکھتیں جب چالیسویں روز باہر آتیں تو لونگیں بچ جاتی مزار قلعہ علاء الدین کے باہر لکھا ہے۔ شیخ نظام الدین شیرازی یاران اعلیٰ سلطانجی میں ممتاز و سماع کے شائق تھے ۸۰۱ھ میں انتقال ہوا مزار پھر اندرون قلعہ علاء الدین کے لکھا ہے۔ مگر یہ دونوں مزار کوئی شناخت نہیں

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے چچا شیخ فضل اللہ عرف شیخ منجھو آپ ہی کے مرید تھے آپ نے بزمانہ ہمایوں بادشاہ ۷ رجب ۹۴۴ھ میں انتقال فرمایا اور اپنے والد ماجد کے برابر مدفون ہوئے۔

شیخ ضیاء الدین رومی رح

آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ ہیں اور مشائخ کبار میں سے ہوئے ہیں۔ سلطان قطب الدین بن علاء الدین خلجی آپ کا مرید و معتقد تھا۔ سلطان جی فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ضیاء الدین رومی سے سنا ہے کہ ان کا ایک یار تھا اور اس کو سماع میں بہت حال و ذوق پیدا ہوتا تھا اس کے مرنے کے بعد انہوں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں بہت عالیشان محل ملا ہے مگر مغموم بیٹھا ہے۔ انہوں نے اس رتبہ کو پانے کی مبارکباد دی اور پوچھا کہ مغموم کیوں بیٹھے ہو تو کہا یہ سب کچھ تو پایا لیکن وہ نسبت اور حال جو سماع میں میسر تھا نہیں پایا۔ آپ کی عمر قریب ایکسو پینتیس سال کی ہوئی اور آپ نے بزمانہ قطب الدین مبارک شاہ سنہ ۷۲۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کا گنبد مزار لب سڑک پختہ قطب صاحب مقام بی بی نور سے نصف میل دہلی کی طرف بائیں جانب پڑتا ہے۔

سید یوسف بن جمال الحسنی رح

آپ بہت بڑے بزرگ و عالم و صاحب تصانیف تھے۔ اور مولانا جلال الدین

رومی کے شاگرد تھے جو مولانا قطب الدین رازی کے شاگرد تھے آپکے آباؤاجداد نے مشہد سے آکر ملتان میں سکونت اختیار کی تھی سلطان فیروز کے زمانہ میں آپ سپاہیانہ وضع میں دہلی آئے۔ جب آپ کی بزرگی و علم کا حال معلوم ہوا تو آپ کو اُس مدرسہ میں مدرس کردیا جو اس بادشاہ نے حوض خاص پر بنوایا تھا۔ آپ نے برسوں وہاں پڑھایا۔ آپ ہر جمعہ کی رات کو حضرت کو خواب میں دیکھتے تھے۔ آپ نے بزمانہ فیروز شاہ تغلق ۷۹۰ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار حوض خاص علائی پر ہے جو نجیے منڈل کے سامنے سڑک کے داہنی طرف تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے یہیں مقبرہ فیروز شاہ کا ہے

شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ

آپ بابا فرید شکر گنج کے چھوٹے بھائی اور خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ بیحد متوکل تھے ستر برس شہر میں رہے مگر کوئی چیز از قسم جنس نہ رکھتے تھے اور باوجود عیالداری کے خوش رہتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ نجانتے تھے کہ آج کونسا دن ہے اور کونسا مہینہ ہے اور روپیہ کیسا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ عید کے دن چند درویش آپ کے مکان پر آئے اور اُس دن آپ کے ہاں کچھ نہ تھا۔ آپ کوٹھے پر جاکر عبادت میں مشغول ہوگئے اور دل میں کہا کہ اس طرح عید کا دن گزر جائے اور میرے بچوں کے حلق میں دانہ نجائے اور مسافر آئیں تو یوں نامراد جائیں۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھا آدمی پکا ہوا کھانا لئے کوٹھے پر چلا آتا ہے اور اس نے یہ شعر پڑھا شعر

با دل گفتم ذلا خضر را بینی   دل گفت اگر مرا نمائی بینم

اور کہا کہ تیرے توکل کا ڈھنڈورا عرش پر بجتا ہے! ور تو نے اس بات کا خیال کیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا جانتا ہے کہ اپنے واسطے خیال نہیں کیا یاروں کے آجانے سے خیال آگیا لکھا ہے کہ وہ بوڑھے آدمی خواجہ خضر تھے

سلطان جی فارغ التحصیل ہونیکے بعد اپنے مرید ہونے سے پہلے آپ کی خدمت میں گئے اور کہا کہ میرے لئے دعا کیجئے کہ میں کہیں کا قاضی ہوجاؤں۔ تو آپ خاموش ہو گئے۔ سلطان جی سمجھے کہ شاید سنا نہیں اس لئے پھر کہا تو اس دفعہ آپ مسکرائے اور فرمایا تو قاضی نہو کچھہ اور ہو۔

سلطان جی کو جب خلافت نامہ ملا ہے تو یہ حکم بھی ملا تھا کہ اسے مولانا جمال الدین کو ہانسی میں اور قاضی منتجب کو دہلی میں دکھا دینا تو سلطانجی کے دل میں خیال آیا تھا کہ شیخ منجیب الدین کا ذکر نہیں کیا شاید ان سے کچھہ ناراض ہیں مگر جب دہلی آئے تو سنا کہ ۹ رمضان کو شیخ متوکل کا انتقال ہوگیا وفات آپ کی ۶۷۱ھ زمانہ غیاث الدین بلبن میں ہوئی آپ کا مزار مقام بی بی نور سے تھوڑی دور جانب دہلی ایک چاردیواری میں ہے اور مزار پر درخت جال چھائے ہوئے ہیں۔ پانچ مزار برابر ہیں۔ جنمیں سے قبلہ کی سمت کے مزار کے برابر میں آپ کا مزار ہے تین آپ کے صاحبزادوں شیخ احمد و شیخ محمد شیخ اسمٰعیل کے چوتھا آپکی بھتیجی کا ہے۔

بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلطان جی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ ہیں ۔ آپ کو خدائتعالی سے ایک خصوصیت حاصل تھی ۔ آپکو کوئی کام پیش آتا تو اُس کا سب حال خواب میں دیکھہ لیتیں اور آپ کو اختیار دیا جاتا کہ جیسا چاہیں وہ ہو ۔ سلطانجی کو جو حاجت پیش آتی اور اپنی والدہ صاحبہ سے عرض کرتے وہ حاجت ایک ہفتہ کے اندر انتہا ایک مہینے کے اندر پوری ہو جاتی ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میری والدہ صاحبہ کو کوئی حاجت پیش آتی پانسو مرتبہ درود شریف پڑھتیں اور اپنا دامن مبارک پھیلا کر دعا مانگتیں حاجت پوری ہو جاتی جب روز گھر میں غلہ نہوتا تو وہ فرماتیں کہ آج ہم خدا کے مہمان ہیں ! ور مجھے اس بات سے ایک لطف حاصل ہوتا اور اسی روز کوئی آدمی ایک روپیہ کا غلہ ہمارے گھر میں دے جاتا اور ہم چند روز متواتر اس کو کھاتے ۔ سلطان قطب الدین خلجی دو باتوں سے سلطان جی سے ناراض ہو گیا تھا ۔ ایک یہ کہ بادشاہ نے قلعہ سیری میں ایک جامع مسجد بنوائی تھی اور پہلے جمعہ کو سب مشائخ و علماء کو طلب کیا تھا کہ یہاں آکر نماز پڑھیں آپ نے جواب بھیجدیا تھا کہ میرے پاس مسجد ہے اس کا حق ہے اس جگہ نماز پڑھونگا ۔ اور وہاں نہ گئے ۔ دوسرے یہ کہ ہر مہینے کی چاندرات کو تمام ائمہ و مشائخ اور صدور و اکابر نئے چاند کی مبارکباد دینے کو بادشاہ کی خدمت میں جاتے تھے ۔ مگر سلطان جی نہیں جاتے تھے ۔ آپکے خادم خواجہ اقبال جاتے تھے ۔ حاسدوں نے یہ باتیں بادشاہ کو جتا کر دشمنی کرا دی بادشاہ کو غرور آ گیا اور کہا کہ اگر اگلے مہینے نہ آئیگا تو اس کو اس طرح

لاؤنگا کہ میں ہی جانتا ہوں یہ خبر آپ کو پہنچی۔ آپ نے کچھ نہ کہا اور والدہ صاحبہ کی زیارت کو گئے اور عرض کیا کہ اس بادشاہ کا ارادہ اگلے مہینے میں مجھے ایذا پہنچانیکا ہے۔ اگر اگلے مہینے تک بادشاہ نہ مرا تو میں آپ کی خدمت میں نہ آؤنگا۔ اور یہ بات بہت ناز اور لاڈ کے ساتھ کہی اور اپنے گھر چلے آئے۔ قضاء الٰہی سے اگلی چاندرات کو بادشاہ پر آفت نازل ہوئی اور خسرو خان نے جو اس کا مقرب تھا مار ڈالا اور قلعہ کے نیچے پھینکدیا۔

آپ نے بزمانہ ناصرالدین محمود غرہ جمادی الاخر ۶۴۸ھ میں انتقال فرمایا آپ کا مزار مقبرہ بی بی نور کے صحن میں چبوترہ پر ہے۔ اور برابر شرق میں آپکی صاحبزادی بی بی جنت کا مزار ہے۔ زیر چبوترہ پائیں میں آپ کی نواسی کا مزار ہے۔ بی بی نور کا اخبار الاخیار میں کوئی ذکر نہیں لکھا۔ روضہ اقطاب میں بذکر شیخ نجیب الدین متوکل بی بی نور و بی بی حور دختران شیخ شہاب الدین سہروردی لکھا ہے۔ اور کوئی حال ان کا نہیں لکھا۔ واللہ اعلم۔

شیخ علیم الدین قصاب رحمۃ اللہ علیہ

آپ قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ زہد و ریاضت وکشف میں لاثانی تھے اور جو کچھ فرما دیتے ویسا ہی ہوتا۔ چنانچہ قاضی فخرالدین قضارت ملنے سے پہلے آپکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور التماس کی کہ میرے لئے دعا کیجئے کہ مجھے قضارت ملجائے۔ آپ نے

فرمایا جاؤ قاضی ہو گئے - پس تھوڑی مدت میں آپ قاضی ہو گئے اسیطرح جو شخص آپکی خدمت میں آتا محروم نہ جاتا تہا -
آپکا سنہ وفات معلوم نہیں ہوا - آپ کا مزار مقبرہ بی بی نور کے قریب قطب صاحب کی طرف لب سڑک داہنے ہاتھ کو اونچائی پر گنجان درختوں میں چھپا ہوا ہے - ؞

سید حسین پائے مناری رح

آپ مشہد مقدس سے سلطان سکندر کے وقت میں دہلی تشریف لائے تھے بادشاہ کی صحبت آپکو بھلی نہ معلوم ہوئی تو آپ نے اس جگہ اقامت کی اور گوشۂ گزینی اختیار کی - امراء عہد سکندر لودھی کی بعض عورتیں آپکی معتقد ہو گئی تہیں - آپ اندرون قلعہ زراعت کرتے تھے اور اس کی آمدنی فقراء میں صرف کرتے تھے - مولانا جمالی اکثر آپ سے ناشائستہ مذاق کرتے تھے اور آپ اس سبب سے بہت رنجیدہ و غصہ ہوتے تھے - آپ نے بزمانہ ہمایوں بادشاہ سنہ ۹۴۲ھ میں وفات پائی -
آپ کا مزار لاٹھ کے قریب جو ایک عالیشان دروازہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اس دروازہ کے شرق میں ہے - ؞

شیخ علی سجزی رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ معین الدین حسن سجزی ثم الاجمیری کے رشتہ دار و خلیفہ ہیں

اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ہمسایہ و مصاحب۔ خواجہ صاحب اکثر آپ کے مکان پر آتے رہتے تھے۔ اور جس کو خواجہ صاحب خلافت دیتے تھے یہ حکم دیتے تھے کہ آپ کی مہر بھی کرا آئیے۔

آپ کا سن وفات معلوم نہیں ہوا۔ لکھا ہے کہ وفات خواجہ قطب الدین کے چند سال بعد آپ نے انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا لاٹھ کے قریب جنوب میں آبادی کی طرف آتے ہوئے ایک چار دیواری کے اندر ہے۔

باباجی روزبہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ دہلی کے قدیم اولیاؤں میں سے ہیں اویسی المشرب تھے اور بہت عالی ہمت و منزلت۔ راجہ پتھورا کے وقت میں یہاں تشریف لائے تھے قلعہ کی خندق میں آپ کی گپھا تھی بہت سے کافر آپکی وجہ سے مسلمان ہو گئے تھے اور اس وقت کے نجومیوں نے آپ کے آنیکو فال بد تصور کر کے راجہ پتھورا سے کہا کہ اس شخص کے آنیسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب مسلمانوں کی عملداری ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ راجہ کی بیٹی نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور مسلمان ہو گئی تھی اور آپ کے قبر کی برابر جو دوسری قبر ایک عورت کی ہے وہ اسی کی قبر ہے۔ واللہ اعلم۔

قریب لاٹھ کے ایک مقبرہ میں جس کا گنبد نہیں ہے سلطان شمس الدین التمش کا مزار ہے جو بادشاہ وقت ہونیکے علاوہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید پابند شریعت متقی اور اولیاؤں میں سے ہوئے ہیں۔ ۲۰ شعبان ۶۳۳ھ میں انتقال ہوا۔ ان کے صاحبزادے ناصر الدین محمود بھی ایسے ہی متقی و پرہیزگار تھے جو سلطان غازی کے نام سے مشہور ہیں۔ مؤلف

آپ بعد انتقال اسی جگہ قلعہ پتھورا کی خندق میں جانب غرب دفن ہوئے سنہ وفات معلوم نہیں ہوا۔ ❊

شیخ شہابُ الدین حقگو رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ فخرالدین زاہدی کے فرزند اور شیخ فخرالدین ثانی کے مرید و خلیفہ ہیں بہت صاحب حال تھے۔ آپکا لقب اس وجہ سے حقگو ہوا ہے کہ سلطان محمد بن تغلق کا حکم تہا کہ مجکو محمد عادل کہا جائے آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں ظالم کو عادل نہیں کہونگا بادشاہ نے آپ کو قلعہ سے نیچے پھکوا دیا اور آپ کا انتقال ہوگیا جب سے آپ کا لقب حق گو ہوا۔ آپ نے ۷۳۰ھ میں بزمانہ سلطان محمد تغلق انتقال فرمایا۔

آپ کا مزار زیر قلعہ پتھورا بتاتے ہیں۔ ❊

شیخ شہاب الدین عاشق خدا رح

آپ شیخ امام الدین ابدال کے فرزند و خلیفہ ہیں اور اپنے وقت میں شیخ نامدار و یگانہ روزگار تھے۔ آپ نے شیخ بدرالدین غزنوی سے بھی فیض پایا ہے اور مدارج اعلے پر پھنچے ہیں عشق و محبت حقیقی و مجازی اعلیٰ درجہ کا تہا۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ اپنے والد صاحب کے عرس میں حاضرین کیلئے روٹی سالن پکوایا تہا اور لوگ بہت آ گئے تھے۔ خادم نے آکر کھانیکی کمی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ روٹیوں پر شیخ کی (مصلے کا) رومال ڈھانک دو

اور دیگ پر سر پوش رکھدو اور روٹی سالن کو نہ دیکھو بسم اللہ کہکر خلق اللہ کو دینا شروع کرو اس میں برکت ہوگی اور سب کو ملجائیگا ۔ خادم نے ایسا ہی کیا کہ روٹیوں کو چھپائے رکھا ۔ اور سر پوش دیگ سے نہ اٹھایا اور سب کو کافی ہوگیا ۔ آپ نے ۱۱ رمضان ۷۱۷ھ میں زمانہ قطب الدین مبارک خلجی میں انتقال فرمایا ۔ آپ کا مزار نزدیک عیدگاہ شمسی جانب شمال ایک چھوٹے سے گنبد میں ہے ۔ ؎

شیخ حسین خیاط رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام خزینہ میں خلفاء خواجہ معین الدین چشتی میں لکھا ہے ۔ اور روضہ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید لکھا ہے اور لکھا ہے کہ ان کے کپڑے بھی سیتے تھے اس وجہ سے خیاط مشہور ہوگئے آپ کا سال وفات معلوم نہیں ہوا ۔ آپ کا مزار درگاہ قطب صاحب کے بڑے دروازہ شمالی کے باہر ڈھلان پر داہنی جانب چبوترہ پر ہے ۔ ؎

شیخ اللہ دیا رحمۃ اللہ علیہ

آپ بابا فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے ۔

راستہ عیدگاہ میں ایک مزار شیخ جلال الدین تبریزی کا اور دوسرا شیخ اوحد الدین کرمانی کا مشہور ہے مگر شیخ جلال الدین تبریزی مرید شیخ ابوسعید تبریزی کا مدفن بنگالہ ہے اور شیخ اوحد الدین مرید شیخ رکن الدین سجاسی کا مدفن ترکستان میں ہے ۔ یہ کوئی دوسرے بزرگ ہیں ۔ ؎ مؤلف

اور نہایت زاہد و عارف تھے۔ خواجہ صاحب سے بہت اعتقاد تھا پیر کی رات کو آپ شکر کی ٹھلیا بھر کر لاتے تھے اور خادموں اور فقیروں کو بانٹ دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی ناحق کے الزام میں گرفتار ہو کر آ گئے اور کوتوال نے آپ کو قید سخت کر دیا۔ جب پیر کی رات آئی اور اشتیاق قدمبوسی خواجہ صاحب کا غالب ہوا۔ اسی رات کو دیوار قید خانہ کی توڑ ڈالی اور طوق و زنجیر آپ کے علیحدہ ہو گئے اور آپ قید خانہ سے نکل آئے بازار سے شکر خریدی اور حسب معمول ٹھلیا میں بھر کر خواجہ صاحب کے روضہ پر آئے اور شکر بانٹی جب اس کرامت کی خبر کوتوال پاس پہنچی تو کوتوال اپنے فعل سے پشیمان ہوا آپ کا سال وفات معلوم نہیں ہوا۔ آپ کا مزار اندر درگاہ قطب صاحب مسجد کہنہ کے پیچھے چبوترہ ہے جو جاتے ہیں اول بائیں ہاتھ کو پڑتا ہے۔ اور داہنی طرف مجیر خواجہ صاحب کا ہے۔

شیخ حسین دانا رحمۃ اللہ علیہ

لکھا ہے کہ آپ قاضی زادہ تھے جب آپ کے والد نے انتقال فرمایا۔ تو بادشاہ وقت نے آپ کو قضارت دینی چاہی مگر آپ نے انکار کیا اور دیوانہ بنگئے۔ جب یہ خبر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو فرمایا کہ حسن دیوانہ نہیں بلکہ دانا ہے۔ قضارت کو قبول نہیں کیا اور دیوانہ بنگیا ہے۔ جب سے آپ کا لقب دانا ہو گیا۔ آخر کار آپ خواجہ صاحب کی خدمت میں آ گئے اور خاص مصاحبوں میں شامل ہو گئے۔ سال وفات معلوم نہیں ہوا۔

آپ کا مزار اندر احاطہ درگاہ قطب صاحب مسجد کہنہ کے پیچھے چبوترہ پر پائیں مزار شیخ اللہ دیا کے ہے۔

مولانا ناصح الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ قاضی حمید الدین ناگوری کے صاحبزادے اور سجادہ نشین تھے لکھا ہے کہ ایک شخص بشیر نامی بدایوں سے آپ کی خدمت میں دہلی آیا کہ خرقہ حاصل کرے اس غرض سے شمسی تالاب پر مجلس منعقد کی اور وہاں بعض درویش جمع ہوئے اسی اثناء میں اس شخص نے شمسی تالاب کو دیکھ کر کہا کہ یہ تالاب معمولی ہے حوض ساغر جو بدایوں میں ہے اس سے بہتر ہے۔ ایک شخص محمد کبیر حاضر تھے انہوں نے یہ بات سنکر مولانا ناصح الدین سے کہا کہ آپ اس کو خرقہ نہ دیں کہ بہت جھوٹا آدمی ہے۔ آپ نے ۷۰۰ھ میں بزمانہ علاء الدین خلجی انتقال فرمایا۔

آپ کا مزار دروازہ مجلہ قطب صاحب میں گھستے ہی اول مزار جھالرہ کے چبوترہ کے پاس داہنے ہاتھ کو ہے۔

شرف الدین بقال رحمۃ اللہ علیہ

جب قطب صاحب اول دہلی تشریف لائے تو آپ ہی کی دکان سے قرض لیا کرتے تھے۔ اس کے بعد جب غیب سے کاک پیدا ہونے لگے تو آپ کی بیوی نے قطب صاحب کے گھر آکر اُن کی بیوی سے سبب دریافت کیا

اور قطب صاحب کی بیوی نے اصل حال کہا۔ یا اس وقت سے آپ معتقد و مرید قطب صاحب کے ہو گئے تھے آپ کا سن وفات معلوم نہیں ہوا۔ آپ کا مزار بعد مزار مولانا فصیح الدین رحمۃ اللہ علیہ چبوترہ پر کہری کی بالکل بند نہیں ہے اس مزار کے غرب میں جو قبر قریب دیوار ہے اسکا حال معلوم نہیں ہوا۔

شیخ بدر الدین غزنوی رح

آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں سماع سنتے تھے اور اس زمانہ کے مشایخ آپ کی بزرگی کے معترف تھے آپ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ اور محبت کے بارہ میں بہت ذکر کرتے تھے۔ بابا فرید گنجشکر بھی آپ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوتے تھے۔ لکھا ہے کہ آپ کی خواجہ خضر سے ملاقات تھی ایک دفعہ آپ کے والد نے آپ سے کہا کہ اگر خواجہ خضر کو مجھے دکھا دو تو اچھا ہو۔ ایک روز جب مسجد میں وعظ کہہ رہے تھے ایک شخص آدمیوں سے دور بلند جگہ پر بیٹھا ہوا تھا آپ نے اپنے والد کو اشارہ کیا کہ خضر وہ ہیں آپکے والد نے اپنے دل میں خیال کیا کہ وعظ کے بعد ان سے ملوں گا۔ جب وعظ تمام ہوا خضر وہاں سے غائب ہو گئے آپ کی بہت بڑی عمر ہوئی۔ آپ کو حالت وجد میں دیکھکر لوگ کہتے تھے کہ شیخ بڈھے ہو گئے مگر کسطرح ناچتے ہیں تو آپ نے سنکر کہا کہ شیخ نہیں ناچتے عشق ناچتا ہے۔ جسے عشق ہے وہی ناچیگا آپ نے بزمانہ سلطان ناصر الدین محمود ۱۱ ربیع الاول ۶۵۷ھ میں

انتقال فرمایا ۔ آپ کا مزار اندر مجحر قطب صاحب پائیں میں درخت کھرنی کے نیچے متصل جھالرہ جو تین مزار ہیں اُن میں اول مزار آپ کا ہے ۔

شیخ امام الدین ابدال رح

آپ شیخ بدرالدین غزنوی کے مرید و خلیفہ ہیں اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے کوکا اور شیخ ضیاء الدین مرید غیب کے بھانجہ آپ کا اصل وطن اوش ہے اور بہت سے بزرگوں کی خدمت میں پہنچکر آپ نے فائدے حاصل کئے ہیں ۔ نیز شیخ فریدالدین گنجشکر کی خدمت میں رہ کر علم ظاہری و باطنی حاصل کیا ہے ۔ آپ جس کو تیز نگاہ سے دیکھتے تھے وہ اولیائے زمانہ سے ہو جاتا تھا ۔ ہمیشہ آپ ابدالوں کے ساتھ سیر و طیر میں رہتے تھے اور زمانہ کے عجائب و غرائب دیکھتے تھے ۔ آخر عمر میں بسبب محبت اپنی والدہ بی بی ہمیل کے جو خواجہ صاحب کی دایہ تھیں ۔ چاہا کہ آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید ہو جائیں ۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارا حصہ بدرالدین پاس ہے اُن کے مرید ہو چنانچہ خواجہ صاحب کے حکم سے آپ اُن کے مرید ہو گئے اور دینوی خواہشوں سے دست بردار ہو کر ریاضت اور عبادت میں مشغول ہو گئے اور خلافت حاصل کی ۔ آخر عمر تک خلوت نشیں و گوشہ گزیں رہے بہت بلند رتبہ رکھتے تھے ۔ اور بہت بڑی عمر پائی ۔ آپ نے بزمانہ سلطان قطب الدین مبارک خلجی ۷۱۷ھ میں وفات پائی ۔ آپ کا مزار متصل مزار شیخ بدرالدین غزنوی جانب شرق ہے ۔

شیخ ضیاء الدین مرد غیب رح

آپ کی نسبت سوائے اس کے کہ شیخ امام الدین ابدال آپ کے بھانجہ تھے اور کوئی حال معلوم نہیں ہوا۔ خدام آپ کو بجائے مرد غیب دست غیب کہنے لگے ہیں آپ کا مزار امام الدین ابدال کے مزار کے برابر شرق میں ہے۔ سال وفات معلوم نہیں ہوا۔

شیخ احمد رئیس رح

آپ امام الدین ابدال کے چھوٹے بھائی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے کوکا اور مرید تھے۔ خلوت و جلوت میں حاضر رہ کر مثل نوکروں کی خدمت کرتے تھے اور ہر شب مجلس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک رات حضرت رسول کریم صلعم نے آپ سے خواب میں فرمایا کہ صبح قطب الدین سے ہمارا اسلام کہنا اور یہ کہنا کہ تم ہر رات کو جو تحفہ میرے لئے بھیجتے تھے تین رات سے نہیں پہنچا۔ تغافل بیجا ہے۔ جب آپ بیدار ہوئے صبحکو خواجہ صاحب کی خدمت میں پہنچکر یہ حال بیان کیا۔

خواجہ صاحب نے ان دنوں میں نکاح کر لیا تھا اس سے قطع تعلق کر کے پھر بدستور درود پڑھنے لگے۔ آپ نے ۶۲۱ھ ہجری میں بزمانہ قطب الدین مبارک شاہ انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار امام الدین ابدال کے پائیں میں ہے

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح

آپ بہت عالی مرتبہ اولیا و اصفیا سے ہیں اور خواجہ معین الدین چشتی کے خلیفہ اعظم قطب الاقطاب وقت تھے آپ کے فضائل صوری و معنوی و خوارقِ عادات و کرامات سے کتابیں بھری پڑی ہیں جو محتاج بیان نہیں لہذا الطور مشتے نمونہ از خروارے درج کرتا ہوں کہ آپ کو اسقدر استغراق و محویت تھی کہ آپ کے ایک صاحبزادے عمر ۷ سالہ کا انتقال ہوگیا اور لوگ اس کو دفن کر آئے مگر آپ کو خبر نہوئی۔ جب گھر میں بیوی کے رونے پیٹنے کی آواز سنی تو پوچھا کہ کیا بات ہے۔ اور حال سن کر فرمایا کہ مجھے پہلے سے خبر نہوئی ورنہ میں اس کی زندگی کی دعا مانگتا اور امید تھی کہ خدا تعالیٰ اس کو زندگی عطا کرتا۔ ایک مرتبہ ایک بڑھیا عورت کے لڑکے کو بادشاہ نے کسی الزام میں سولی پر چڑھوایا بڑھیا عورت روتی چیختی آپ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میرا لڑکا بےقصور سولی پر چڑھادیا ہے۔ آپ میری مدد کریں یہ سن کر آپ فورًا اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں پہنچے جہاں وہ سولی پر چڑھادیا تہا۔ ہزاروں آدمی اسوقت جمع گئے آپ نے لڑکے کی گردن پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کہ خداوند اگر یہ لڑکا بےقصور ہے تو اس کو زندہ کر دے۔ آپکی دعا مقبول ہوئی اور فورًا لڑکا زندہ ہوگیا۔ یہ حال دیکھکر ہزاروں ہندو مسلمان ہوگئے اور آپ کے دست مبارک پر توبہ کی۔ آپ نے ۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۳۳ھ میں

بزمانہ شمس الدین التمش انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا مشہور و معروف ہے
اندر کٹہرہ آپ کے بڑے صاحبزادے سید احمد کی قبر ہے اور انہیں کو شیخ
احمد تماچی کہنے لگے ہیں۔ اور بائیں میں قریب کٹہرہ جو تین قبریں ہیں ان
میں سے ایک آپ کے صاحبزادے سید محمد کی قبر ہے اور دو قبریں سید
خوجا در سید کبیر پسران سید احمد کی ہیں جو خواجہ صاحب کے پوتے
ہیں۔

شیخ تاج الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلفاء میں
سے ہیں آپ کے حالات و سن وفات ہمکو کسی کتاب سے معلوم نہیں
ہوئے۔ آپ کا مزار خواجہ صاحب کے کٹہرہ کے باہر شرق میں کٹہرہ سے
ملا ہوا ہے۔

خواجہ عبد العزیز بسطامی رح

اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ آپ خاندان سہروردیہ کے بزرگ ہیں اور
آپ کا مزار قطب صاحب سے پہلے فتح دہلی کے شروع زمانہ کا ہے۔ ایک کتاب
میں لکھا ہے کہ آپ قطب صاحب سے پہلے شیخ الاسلام دہلی رہے ہیں
آپ خواجہ بسبب مشہور ہو گئے تھے دیگر حالات آپ کے معلوم نہیں ہوئے
آپ کا مزار قطب صاحب کے سرہانے گوشہ شمال و مغرب میں علیحدہ

چبوترہ پر ہے۔

قاضی حمید الدین ناگوریؒ

آپ مشائخ متقدمین ہندوستان سے ہیں اور علم ظاہر و باطن ہیں جامع تھے۔ اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مصاحبوں میں سے ہیں۔ اگرچہ آپ کو نسبت سلسلہ سہروردیہ سے ہے اور شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ۔ لوگ کہتے ہیں کہ شیخ نے اپنے بعض رسایل میں لکھا ہے کہ میرے ہندوستان میں بہت خلیفہ ہیں۔ ان میں سے ایک حمید الدین ناگوری ہے واللہ اعلم۔

آپ صاحب تصانیف تھے اور آپ کو سماع کا بہت شوق تھا کہ اس زمانہ میں کوئی آپ کے برابر سماع کا شایق نہ تھا۔ اور اسی وجہ سے علماء عصر نے آپ پر محضر بھی بنایا تھا۔ آپ کے بعد حضرت نظام الدین اولیا کو اسی قدر سماع کا شوق ہوا اور اُن پر بھی محضر تیار ہوئے تھے۔ قاضی صاحب کے مزاج میں مذاق و ظرافت بھی تھی۔ چنانچہ ایک روز آپ اور شیخ برہان الدین اور قاضی کبیر جو مشاہیر زمانہ سے تھے معہ اور لوگوں کے سوار جاتے تھے۔ وہ گھوڑا جس پر آپ سوار تھے بہت چھوٹا تھا اور ہمراہیوں کے گھوڑوں کے ساتھ نہیں چل سکتا تھا۔ قاضی کبیر نے کہا کہ اسپ شما بسیار صغیر است آپ نے جواب دیا کہ۔ ولے بہ از کبیر است۔ آپ کی بابا فرید شکر گنج سے بہت دوستی تھی۔ اور خط و کتابت بھی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ

بابا فرید شکر گنج نے چاہا کہ سماع سنیں قوال حاضر نہ تھے مولانا بدرالدین اسحٰق سے فرمایا کہ قاضی حمیدالدین ناگوری کا مکتوب پڑھو۔ شیخ بدرالدین اسحٰق گئے اور اس تھیلہ کو جسمیں مکتوبات و رقعات جمع تھے سامنے رکھ کر ہاتھ ڈالا تو وہی مکتوب نکلا۔ بابا صاحب پاس لائے بابا صاحب نے فرمایا کہ کھڑے ہوکر پڑھو۔ شروع مکتوب میں یہ مضمون تھا کہ فقیر حقیر ضعیف نحیف محمد عطا کہ درویشوں کا غلام ہے اور بسر و چشم ان کے قدموں کی خاک ہے۔ بابا صاحب نے یہیں تک سنا تھا کہ ایک حال و ذوق پیدا ہوگیا۔ اس مکتوب میں رباعی بھی تھی۔ رباعی

آں عقل کجا کہ در کمال تو رسد　　آں روح کجا کہ در جلال تو رسد
گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال　　آں دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد

ایک دفعہ بعد وفات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے چھ مہینے بارش نہیں ہوئی بادشاہ نے بزرگوں سے کہا کہ دعا کرو آپ نے فرمایا کہ اہل سماع کو جمع کرو اور دعوت دو۔ چنانچہ سب کو جمع کیا گیا اور دعوت ہوئی۔ جب سماع شروع ہوا تو اس قدر زور سے بارش ہوئی کہ کبھی نہوئی تھی۔ آپ نے بعہد سلطان ناصر الدین محمود ۱ رمضان ۶۴۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار پائین قطب صاحب ایک علیحدہ بلند چبوترہ پر ہے۔ ❊

مولانا فخر الدین دہلوی رح

آپ مولانا شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے صاحبزادہ و خلیفہ اور

شیخ شہاب الدین سہروردی رح کی اولاد میں ہیں ۔ اور آپکی والدہ صاحبہ سید محمد گیسو دراز رح کی اولاد میں ۔ آپ اورنگ آباد میں پیدا ہوئے تو آپ کے والد آپ کو شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی کی خدمت میں لائے وہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اپنے لباس میں سے آپ کے لیئے لباس بنوایا ۔ اور مولانا فخر الدین نام رکھا ۔ آپ لفظ مولانا کی برکت سے سات سال کی عمر میں زیارت رسول اللہ صلعم سے مشرف ہوئے ۔ اور پانچ دانے قہوہ کے آپ کو عطا ہوئے ۔ جب آپ جاگے تو ہاتھ میں وہ دانے پائے علی الصباح آپ کے والد آپ کے پاس آئے اور براہ کشف واقف الحال ہو کر فرمایا کہ بیٹا عطائے رسول صلعم کو تنہا نہ کھانا ۔ آپ نے تین دانے اپنے والد صاحب کو دئے اور دو آپ کھائے ۔ آپ دہلی میں رہنے لگے اور تحصیل علوم کے بعد یاد الٰہی میں قدم بڑھایا ۔ سر گردہ کاملین ہوئے ۔

آپ علوم شریعت و طریقت کے عالم اسرار حقیقت کے محرم اور جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے ۔ آپ سادہ وضعی کے ساتھ رہتے تھے اور جبہ و عمامہ فقیرانہ کے پابند نہ تھے ۔ آپ کی قوت باطنی اس درجہ تھی کہ ایک نظر میں آدمی بیخود ہو جاتا تھا ۔ ایک شخص مولوی مکرم نامی بوجہ سماع ہمیشہ آپ کی مخالفت کرتے ۔ ایک دن عین مجلس سماع میں بحث و احتساب کے لیئے آئے مولانا نے تیزہ نگاہ سے آپ کی طرف دیکھا اس نگاہ نے گویا تیر کیطرح مولوی مکرم کے دل پر اثر کیا اور بے اختیار حال کھیلنے لگے اور

اسی وقت مرید ہو گئے اور درس تدریس چھوڑ کر سلوک طریقت میں مصروف ہو گئے۔ ایک دن مولوی صاحب اپنے پیر کے روبرو عاشقانہ نعرے مارتے تھے اور کہتے تھے کہ مردمان بہ بیند رہزن دنیا و قصاب عاشقاں فخر الدین راکہ بہ یک تیر نگاہ ایں مولوی محتسب را شہید کرد۔ اور مولانا ان کی اس قسم کی مستانہ باتیں سُنکر مسکراتے تھے۔ ایک روز مولانا صاحب نے ایک مبتدی لڑکے کو ان کے حوالہ کیا اور ارشاد کیا کہ اس کو میزان الصرف پڑھاؤ۔ چونکہ مولوی صاحب غایت عشق وولولہ محبت سے تعلیم دینے کے لایق نہ رہے تھے اس حکم سے حیران ہوئے اور طوعاً و کرہاً دو روز تک اسے تعلیم دی۔ تیسرے دن جب لڑکے نے پڑھا ضَرَبَ زَیدٌ عَمراً تو استاد سے پوچھا کہ زید نے عمر کو کس قصور میں مارا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ معشوقان دین عاشقانِ بیگناہ را ناحق می زنند۔ اور یہ کہکر کتاب کنوئیں میں ڈالدی اور سر سے پگڑی اتار کر دور پھینکدی اور حال کھیلنے لگے۔ جب مولانا نے سنا تو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ مولوی صاحب اسبات پر آپ کی یہ کیا حالت ہو گئی تو کہا کہ بس بس مولانا معاف فرمائید۔ اگر مرا انگشتیہ منظور ست والّا دماغ تعلیم وہی ندارم رسالہ مرجیہ رسالہ عین الیقین۔ نظام العقاعد اور فخر الحسن بہ اثبات ملاقات وبیعت خواجہ حسن بصری از حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ اس زمانہ کے علماء کو اس سے انکار تھا آپ کی تالیفات سے ہیں آپ نے بزمانہ شاہ عالم ثانی ۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ میں رحلت فرمائی

آپ کا مزار احاطہ درگاہ قطب الدین بختیار کاکی رح میں دروازہ اندرونی
مجر کے قریب جو راستہ بائیں طرف مسجد اور باولی کو جاتا ہے قریب ہی
بائیں طرف ہے۔ ❊

بی بی سارہ رحمۃ اللہ علیہا

آپ بہت بزرگ تھیں اور متقدمین میں سے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک
دفعہ بارش نہیں ہوئی تھی اور بہت لوگوں نے دعائیں مانگی تھیں مگر مینہ
نہ برساتھا۔ شیخ نظام الدین ابو المویدنے اپنی والدہ صاحبہ کے دامن
کا ایک تار ہاتھ میں لیکر کہا کہ خدایا اس تار کی عزت سے مینہ برسا جو ایک
ایسی بڑھیا عورت کے دامن کا ہے جسے ہرگز نامحرم نے نہیں دیکھا ہے۔
شیخ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا تھا کہ مینہ برسنا شروع ہوگیا۔ آپ نے
بزمانہ سلطانہ رضیہ ۶۳۸ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مسجد کہنہ درگاہ
قطب صاحب کے پہلوئے جنوب میں ہے۔ ❊

شیخ نظام الدین ابو المویدؒ رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید شیخ عبد الواحد غزنوی بن شیخ احمد غزنوی کے ہیں مگر
بعض لکھتے ہیں کہ آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت
سے بھی بہت فائدے حاصل کئے ہیں اس لئے آپ کو اس خاندان کے
خلفاء میں شمار کیا گیا ہے۔ آپ کے دادا صاحب کو شمس العارفینؒ کہتے

تھے۔ سلطان جی نے آپ کو دیکھا ہے اور اپنے لڑکپن کے زمانہ میں آپ کے
وعظ میں گئے ہیں اور آپ کی تعریف لکھی ہے۔ آپ نے جو امساک باراں
کے لئے اپنی والدہ صاحبہ کے دامن کا تار لیکر دعا کی تھی تو آپ سے پوچھا گیا
تھا کہ کس کے دامن کا تار تھا جب آپ نے فرمایا تھا کہ میری والدہ کے دامن
کا تھا اور دو کپڑا خواجہ قطب الدین نے ان کو عطا کیا تھا۔ آپ نے بزمانہ
غیاث الدین بلبن سنہ ۶۷۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار اپنی والدہ
صاحبہ کے مزار کے قریب شرق میں ہے۔ ؂

شیخ حسین فیروز رحمۃ اللہ علیہ

خزینہ میں شیخ حسین فیروز ایک بزرگ کا نام خلفاء خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی میں لکھا ہے اور خدام آپکو خلیفہ خواجہ صاحب ہی کہتے ہیں۔
مگر سید فیروز نام بتاتے ہیں۔ آپ کے دیگر حالات وسال وفات معلوم
نہیں ہوا۔

آپ کا مزار شیخ نظام الدین ابو المؤید کے پائین میں دوسرے چبوترہ
پر ہے۔ مزار خشت و چونہ کا ہے۔ ؂

ایک مزار مقابل مسجد درگاہ متصل دروازہ شرقی درگاہ لب باؤلی ایک چاردیواری میں دائی ہمبل کا
بتاتے ہیں جو شرفاء اوش کی اولاد سے اور خواجہ صاحب کی دایہ تھیں اور خواجہ صاحب نے ان کو دہلی بلا
کر اپنے گھر کا انتظام آپ کو سونپ دیا تھا آپ نہایت زاہدہ و عابدہ تھیں۔ اسی احاطہ میں ایک دوسرا مزار
ہے۔ اس کو مزار والدہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بتاتے ہیں واللہ اعلم۔ مؤلف

مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرزند ارجمند مولانا فخر الدین چشتی کے ہیں۔ آپ نے خواجہ نور محمد مہاروی سے خلافت پائی۔ ۸ محرم ۱۲۳۹ھ بعہد اکبر شاہ ثانی انتقال ہوا آپ کے فرزند غلام نصیر الدین عرف کالے صاحب تھے۔ کہ ابتدا میں آپ نے بڑے ناز و نعمت و جاہ و حشمت سے پرورش پائی تھی۔ آخر اثر جدی نے ظہور کیا تو توبہ نصوح کر کے حج بیت اللہ کو گئے وہاں سے واپس ہو کر خواجہ محمد سلیمان تونسوی کی خدمت میں ایک سال تک حاضر رہے ریاضت و مجاہدہ کر کے خلافت پائی۔ دہلی کے بادشاہ اور امراء سب آپ کے معتقد تھے۔ ۱۵ صفر ۱۲۶۸ھ کو بعہد بہادر شاہ ثانی انتقال ہوا مزار دونوں کے شیخ حسین فرزند کے جنوب میں ممتاز محل کے دروازہ کے قریب ہیں۔

شیخ سلیمان دہلوی رح

آپ شیخ عیسیٰ جونپوری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ طالبعلموں کو تربیت اور درویشوں کو تلقین کرنے میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ نے سیاحی بہت کی ہے اور بہت نعمتیں پائی ہیں۔ آپ کو نقل ارواح کا مرتبہ حاصل تھا (جو تصرفات نفس ناطقہ انسانی کے مرتبوں میں سے ہے) اور اس کی وجہ سے آپ اکثر گذشتہ زمانہ کے حالات بتا دیتے تھے۔ آپ قرآن شریف

پڑھانے میں یگانۂ عصر و بےمثیل تھے۔ اور آنحضرت صلعم کے سامنے آپ نے قرآن شریف پڑھا تھا۔ اور آپ نے سالہا سال مسجد اقصیٰ و بیت الحرام میں اعتکاف کیا ہے۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے قرآن شریف پڑھا ہے اور مدت تک آپکی خانقاہ میں رہکر فائدہ اٹھایا ہے آپ نے بزمانہ ہمایوں بادشاہ ۱۴ محرم ۹۴۴ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار عقب مزار خواجہ اندرون محل ہے۔

مولانا مجدالدین حاجی رح

آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید ہیں۔ آپ نے بارہ حج کئے پھر آپ دہلی آگئے اور شمس التمش کے وقت میں لعہدہ صدارت مقرر ہوگئے تھے۔ چونکہ آپ ملازمت سے خوش نہ تھے دو سال تک آپ نے یہ خدمت انجام دی پھر آپ عذر و انکار کر کے علیحدہ ہوگئے اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ آپ کو پہلے سماع سے انکار تہا اور اس وجہ سے خواجہ قطب الدین اور قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہم سے اتحاد نہ تہا مگر آخر کار بلند ہمتی اور قابلیت سے منکر سماع نہ رہے اور خواجہ صاحب کے جلیس ہوگئے۔

آپ نے ۱۲ ذی الحجہ ۶۴۰ھ میں لعہد علاءالدین مسعود انتقال فرمایا آپ کا مزار روضۂ خواجہ سے جانب شرق سر حد لدھا سرائے میں ایک احاطہ جو بالکل شکستہ ہے اس کے بیچ میں بڑا مزار ہے۔ اور یہ احاطہ باغ ناظر کے دروازہ غزنی کے متصل واقع ہے۔

مولانا جمالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا سماءالدین کے مرید ہیں۔ یکتائے زمانہ اور بہت خوبیونکے آدمی تھے آپ کا اصل نام جلال خاں ہے اور جلالی تخلص کرتے تھے۔ بعدہٗ پیر کے اشارہ سے جمالی تخلص کیا آپ صغیر سن تھے کہ آپ کے والدنے انتقال کیا۔ آپ نے استعداد حاصل کی اور شاعر ہوگئے۔ آپنے بہت سیاحت کی ہے اور حج بھی کیا ہے۔ اور مولانا عبدالرحمٰن جامی و مولانا جلال الدین دوانی کو بھی آپ نے دیکھا ہے۔ آپکو علم مجلسی بہت تھا۔ اور آپ کے روبرو بڑے بڑونکو مجالس میں گفتگو کرنیکا کم موقع ملتا تھا آپ نے اپنا مقبرہ اپنی زندگی میں بنوایا تھا۔ آپ کا ایک شعر پیغمبر صاحب صلعم کی نعت میں بہت مشہور ہے۔ اور بعض نیک آدمیوں نے خواب میں اس شعر کے مقبول سرورِ کائنات ہونیکی بشارت پائی ہے شعر یہ ہے شعر

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات　　تو عین ذات می نگری در تبسمی

آپ کے دو صاحبزادے تھے ایک شیخ عبدالحئی جن کی قبر اپنے والد کے مقبرہ کے باہر چبوترہ پر ہے اور انہوں نے جوانی میں ۹۵۹ھ میں انتقال فرمایا دوسرے شیخ گدائی بڑے صاحبزادے ہیں جنہوں نے ۹۷۶ھ میں وفات پائی۔ اندر گنبد میں ہی شیخ جمالی کے چچا کا مزار ہے شیخ جمالی نے بعہد ہمایوں بادشاہ ۱۰ ذی قعدہ ۹۴۲ھ ہجری میں رحلت کی مزار آپ کا درگاہ خواجہ سے شرق میں کچھ فاصلہ پر ہے۔ ❊

مسعود بک رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلطان فیروز شاہ کے رشتہ دار ہیں۔ آپ کا اصل نام شیر خاں ہے عرصہ تک امیروں میں رہے۔ دفعۃً جذبہ الٰہی نے دامن پکڑا اور حلقہ درویشوں میں آکر شیخ رکن الدین دہلوی بن شیخ شہاب الدین امام کے مرید ہو گئے۔ آپ کی سکر کی حالت تھی اور بادۂ وحدت میں مست تھے اور اس قدر مستانہ کلام فرماتے تھے کہ سلسلہ چشتیہ میں کسی نے اس طرح اسرار حقیقت کو فاش نہیں کیا۔ آپ کے آنسو اس قدر گرم ہوتے تھے کہ اگر کسی کے لگجاتے تھے تو جلن ہونے لگتی تھی۔ تصوف و توحید میں آپکی بہت تصنیفات تھیں اور ایک دیوان بھی تھا۔ آپ نے بزمانہ معز الدین مبارک شاہ ۸ رجب ۸۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار اپنے پیر کے برابر موضع لاڈو سرائے میں صحن مسجد قناتی کے اندر ہے۔

شیخ رکن الدین دہلوی رح

آپ مسعود بک کے پیر و مرشد۔ اور شہاب الدین امام و خلیفہ سلطانجی کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ اولیائے وقت سے تھے اور آپ نے سلطانجی اور اُن کے خلفاء کی خدمت میں بھی پہنچکر سعادت اُخروی حاصل کی ہے اور اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ و جانشین ہوئے ہیں۔ آپ نے بعہد ناصر الدین محمود ۹ محرم ۸۰۰ھ میں وفات پائی۔ مزار آپ کا اپنے مرید

اور اپنے والد کے برابر ہے۔

شیخ شہاب الدین امامؒ

آپ سلطانجی سے مرید ہونیکے بعد اول خواجہ نوح کو پڑھانے پر مامور ہوئے جو سلطان جی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجہ کے صاحبزادہ ہیں آپ کو عرصہ سے یہ آرزو تھی کہ امامت سلطان جی کی میسر آجائے تاکہ ہمسروں سے سبقت لے جاؤں اور ہر کسی سے اس معاملہ میں کوشش کراتے تھے لیکن امامت خواجہ محمد نبیسہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہم کے سپرد تھی اور یہ خاص انہی کا کام تہا اور ان کی غیر حاضری میں ان کے چھوٹے بھائی خواجہ موسیٰ یہ خدمت انجام دیتے تھے۔ اور جو کوئی امامت کرتا تو وہ ان کی نیابت میں کرتا تہا۔ آپ نے مصنف سیر الاولیاء کے والد سید مبارک بن سید محمد کرمانی سے مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب دونوں نہوں گے تو میں خواجہ اقبال خادم سے کہدونگا کہ تم کو امامت کے لئے آگے کردیں۔

چنانچہ ایک روز ایسا ہی ہوا کہ خواجہ محمد و خواجہ موسیٰ دونوں نہ تھے خواجہ اقبال نے آپ کو آگے بھیجدیا۔ آپ بہت خوش الحان تھے نہایت عمدگی سے قرارت کی سلطان جی نے پسند فرمایا۔ جب سلطان جی نماز سے فارغ ہوئے اور جانماز اپنے کندھے پر ڈالکر چلے تو شہاب الدین امام قدموں میں گر گئے ؎

گردست دہد ہزار جانم | در پائے مبارکت فشانم

سلطان جی قدموں پر سے سر اٹھانیکو جھکے تو جا نماز آپ پر آپڑی وہ آپکو عطا فرمائی۔ انہیں دنوں میں خواجہ محمد امام کا ارادہ بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے پاک پٹن جانیکا ہوا۔ اور شہاب الدین امام۔ نائب امامی سے مستقل امام ہو گئے۔ آپ سماع کے بہت شائق تھے اور اس کے غوامض خوب سمجھتے اور رقص و بکا کرتے تھے۔ آپ نے ۲۴ شوال ۷۵۵ھ میں بعہد فیروز شاہ انتقال فرمایا۔ آپکا مزار بھی اپنے صاحبزادے کے مزار کے برابر ہے۔

فرید الدین چاک پراں رح

آپ سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی ناگوری کے پوتے ہیں اور انہی کے مرید و خلیفہ و صاحب سجادہ۔ اور اپنے دادا صاحب کے ملفوظات بنام سرور الصدور آپ نے جمع کئے تھے۔ آپ سلطان محمد تغلق کے زمانہ میں ناگور سے دہلی آگئے تھے اور یہیں سکونت اختیار کر لی تھی کہتے ہیں کہ آپ نے حالت سکر میں چاک پتھر کا اپنی گردن میں ڈال لیا تھا۔ اور اسی طرح ناگور سے دہلی آگئے واللہ اعلم۔

آپ کی عمر سو برس سے زاید ہوئی اور تمام عمر طالبوں کے ارشاد و تلقین میں گذاری ہے۔ آپ نے بعہد فیروز شاہ ۷۸۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار براستہ قطب صاحب جانب شرق بجے منڈل قریب لاڈو سرائے ایک بلند چبوترہ پر چاردیواری میں ہے۔

شیخ حیدر رحمتہ اللہ علیہ

آپ سلطان جی کے خلفاء راشدین سے ہیں۔ بہت عظیم الشان مستقیم الحال تھے۔ کلمات الصادقین میں آپکو سلطان جی کے یار وں میں لکھا ہے آپ کو عزلت وگوشہ نشینی کی عادت تھی مجمع میں بیٹھنے سے آپکو تکلیف ہوتی تھی اور باوجود مرتبہ خلافت کے گمنامی کی عادت اختیار کرلی تھی اور عام لوگوں کی طرح اپنے تئیں ظاہر کرتے تھے اور انہی کی وضع میں رہتے تھے اور ہمیشہ فقر وفاقہ میں بسر کی۔ آپ کے بہت مرید تھے۔ شیخ علم الدین نہر یری آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے بعہد فیروز شاہ ۲۷ شعبان ۷۹۸ھ میں انتقال فرمایا۔

آپ کا مزار لاڈو سرائے سے کسی قدر فاصلہ پر لب سڑک پختہ تغلق آباد بائیں طرف ایک گنبد میں ہے کیوارڑ آہنی لگے ہوئے ہیں۔

ملک سید الحجاب رحمتہ اللہ علیہ

آپ کو سید الحجاز بھی کہتے ہیں۔ اور اصل نام آپکا معروف ہے آپ خواجہ وحید الدین قریشی کے صاحبزادے ہیں۔ دونو باپ بیٹے سلطانجی کے مرید ہیں۔ جس روز ملک سید الحجاب پیدا ہوئے تو آپ کے والد اسی روز تلقین نام کے واسطے سلطانجی کی خدمت میں لائے سلطانجی اس وقت تجدید وضو کر رہے تھے۔ جب وضو کرلیا۔ تو خواجہ

وحید الدین نے لڑکے کو سلطان جی کے سامنے پیش کیا آپ نے فرمایا کہ اس معروف زمانہ کو آگے لاؤ۔ چنانچہ آگے لیگئے۔ سلطانجی نے وضو کا باقی پانی اسکے منہ میں ڈالا اور کہا کہ اس مشہور زمانہ کو اچھی طرح پرورش کرنا کہ مشاہیر زمانہ سے ہوگا۔ چونکہ سلطانجی کی زبان سے لفظ معروف نکلا تھا اس لیئے آپ کے والد نے آپ کا نام معروف رکھدیا۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو زہد وریاضت میں مشغول ہوئے اور حج و زیارت مدینہ سے مشرف ہوئے اور وہیں اپنے حسن سلوک کے سبب سے صدر الحجاز کے خطاب سے مخاطب ہوئے پھر آپ دہلی میں آگئے اور عبادت میں مشغول ہوئے سلطان محمد تغلق نے آپ کی عقلمندی و کمال سن کر اپنے حضور میں بلایا اور الطاف شاہانہ سے سرفراز کیا اور نائب عماد الملک بنایا۔

جب فیروز شاہ تخت نشین ہوا تو وہ اور زیادہ آپ پر گرویدہ ہوا اور لقب سید الحجاب سے مخاطب کیا۔ اور خلوت و جلوت میں رہنے کی اجازت دی۔ اور مصاحب مقرر کیا۔ آپ نے اپنی نیک نیتی سے خلقت کو بہت نفع پہنچایا اور بادشاہ سے بہت کچھ خیرات فقیروں اور غریبوں کو دلوائی۔ جب آپ بادشاہ کے پاس سے گھر آتے تھے تو عبادت میں مشغول ہوتے تھے۔ اور تلاوت قرآن شریف بہت کرتے تھے اور گریہ وزاری فرماتے تھے ابتدائے جلوس سے آخر تک بادشاہ کا مصاحب سوائے آپ کے کوئی نہیں ہوا۔ اور آخر سال جلوس میں آپ نے وفات پائی۔ اس لئے سال وفات ۷۹۰ھ ہونا چاہیئے روضہ میں ۱۲ ذی الحجہ ۷۷۲ھ لکھا ہے

آپ کا مزار شیخ حمید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے شمال کی طرف ہے۔ آپ کے موضع سید العیاش باپ میں ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح

آپ آقا محمد ترک بخاری کی اولاد میں ہیں جو بخارا میں اپنے قبیلہ کے سردار تھے اور بزمانہ سلطان علاءالدین خلجی معہ اپنے بہت سے ترک رشتہ داروں اور خدمتگاروں کے ترک وطن کرکے دہلی آ گئے تھے اور بارگاہ سلطانی سے معزز ہوکر ملک گجرات کے تابع کرنے کیلئے مامور ہوئے اور اس مہم کے بعد بحکم بادشاہ وہیں مقیم ہو گئے اور نہایت امیرانہ زندگی بسر کرتے رہے اور ایک سو ایک فرزند آپ کے ہوئے مگر تھوڑی مدت بعد سب مر گئے اور صرف ایک بیٹا رہ گیا تھا حضرت شیخ رح آقا محمد ترک کی ساتویں پشت میں ہیں۔ آپ کے صاحبزادے شیخ نور الحق رحمۃ اللہ علیہ نے آپکے ایماء کے موافق آپ کے حالات سرہانے مزار کے پتھر میں کندہ کرا دئے ہیں جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

مجمل حالات آپ کے یہ ہیں کہ ابتدائے سن شعور سے عبادت الٰہی و تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور قریب سن بلوغ کے اکثر علوم دینی تحصیل کر لئے۔ بائیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے اور کلام اللہ حفظ کیا اور لوگ آپ سے فائدہ حاصل کرنے لگے عنفوان جوانی ہی میں جذبہ الٰہی نے کھینچا اور یکبارگی دوستوں اور وطن سے دل اچاٹ گیا اور حرمین شریفین

چلے گئے عرصہ تک وہاں رہے اور اولیاء وقت کی صحبتوں میں رہ کر اجازت و خلافت پائی اور علاوہ اس کے فن حدیث کی تکمیل کر کے بہت سی برکتوں کے ساتھ وطن مالوف کو تشریف لائے اور باون برس نہایت اطمینان و دلجمعی کے ساتھ اپنے صاحبزادوں اور طالبعلموں کی تکمیل کی۔ خصوصاً علم حدیث شریف میں اسطرح مشغول ہوئے کہ دیار عجم میں علمائے متقدمین و متاخرین میں سے کسی کو یہ بات میسر نہیں آئی اور آپ ممتاز و مستثنیٰ ہوئے اور فنون علمی خاصکر علم حدیث میں معتبر کتابیں تصنیف کیں۔ چنانچہ علمائے زمانہ نے انکو اپنا دستور العمل بنایا۔ آپ کی تصانیف چھوٹی اور بڑی ملا کر سو کتابیں ہیں اور اشعار پانچ لاکھ کے قریب ہیں

آپ اول سلسلہ قادریہ میں اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ بعدۂ اپنے والد صاحب کے حکم سے سید موسیٰ قادری پاک شہید کے مرید ہوئے جن کا مزار ملتان میں ہے۔ پھر شیخ عبدالوہاب متقی سے مکہ شریف میں مرید ہوئے۔ جو قادری شاذلی اور مدنی سلسلہ کے تھے اور چشتیہ خاندان میں بھی شیخ مودود چشتی سے سلسلہ تھا اور آپ نے ان سب خاندانوں میں خلافت پائی۔ آخر میں خواجہ محمد باقی رحمتہ اللہ علیہ سے فیض پایا۔ اور اس سلسلہ کی تکمیل کی۔ آپ نے بزمانہ شاہجہاں بادشاہ ۲۲ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مقبرہ حوض شمسی کے غرب میں مشہور ہے یہ مقبرہ آپ کے لئے مہابت خاں سپہ سالار شاہجہاں بادشاہ نے آپ کی حیات میں بنوایا تھا۔

آپ کے مقبرہ کی پشت کے احاطہ میں ایک مزار ہے جس کی نسبت حافظ محمد ابراہیم خادم و حافظ محمد اکبر خادم کو منجانب شیخ عبدالحق رح بشارتیں ہوئی ہیں۔ کہ یہ مزار سید نیاز علی چشتی کا ہے لوگوں کو منع کر دو کہ اس صحن میں جوتیاں پہن کر نہ آئیں اور یہ مزار ہمسے پہلے کا ہے واللہ اعلم ؛

شیخ نور الحق رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے فرزند ارجمند اور انہی کے شاگرد ہیں اور سلسلہ قادریہ میں انہیں کے مرید و خلیفہ - آپ اپنے والد صاحب کی حیات ہی میں غالباً ان کی اجازت سے شیخ عاشق محمد نبیرہ زادہ شیخ نظام نارنولی کے مرید ہوئے اور بعدہٗ شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں خواجہ محمد معصوم و خواجہ احمد سعید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سلسلہ کے انتہائی مقامات حاصل کئے شرح صحیح بخاری و مسلم آپ کی عمدہ تصنیفات سے ہیں۔ آپ نے ۹ شوال ۱۰۷۳؁ھ میں بزمانہ اورنگ زیب عالمگیر انتقال فرمایا۔ آپ کا مقبرہ اپنے والد بزرگوار کے مقبرہ کی برابر شرق میں ہے - ؛

شیخ ادھن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نانا صاحب ہیں اور مولانا سماء الدین کے مرید - اصل نام آپکا زین العابدین ہے

[illegible]

شیخ سیف الدین آپ کے داماد کا قول ہے کہ میں نے سوائے ان کے کسی کا ظاہر و باطن یکساں نہیں دیکھا۔ آپکی زبان پر ہمیشہ ذکرِ خدا رہتا تھا اور نہایت خوبصورت و نورانی شکل تھی۔ اکثر روزہ رکھتے تھے۔

سلطان سکندر لودھی نے آپکو حاجب مقرر کرنا چاہا مگر آپ نے قبول نہیں کیا۔ آپ نے بزمانہ بادشاہ ~~۹۳۲~~ھ میں انتقال فرمایا آپ کا مزار میدان میں مقبرہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے گوشہ شمال و مغرب میں چبوترہ سنگین ٹوٹا ہوا کا بنا ہوا ہے ۔۔ ۞

شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد ہیں اور شیخ امان پانی پتی کے مرید و خلیفہ۔ شیخ امان آپ پر بہت مہربان تھے اور آپکو بھی پیر سے بہت محبت و اعتقاد تھا۔ شیخ امان نے خلافت نامہ کا مسودہ آپکے لئے کئی روز میں خود اپنے ہاتھ سے کیا تھا۔ آپ شروع میں ایک سہروردیہ عالم کے مرید ہوگئے تھے جب شیخ امان کی خدمت میں پہنچے تو آپ سے عرض کیا کہ پہلے اس طرح پر بیعت ہوگیا ہوں اب آپ کی محبت اور ارادت کا شوق سب باتوں پر غالب ہے شیخ امان نے فرمایا کچھ حرج نہیں یہ امر محبت پر منحصر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں مرید ہوگیا تو پہلے مجھے فرمایا کہ کچھ اپنا حال یا تصورات و خیالات کہو۔ میں نے عرض کیا کہ میرا کوئی حال نہیں تصورات و خیالات کیا ہونگے

تو شیخ نے فرمایا کہ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ تمہاری مناسبت معلوم ہو جائے کہ کس مشرب کی ہے میں نے عرض کیا کہ اکثر ایسا خیال ہوتا ہے کہ گویا تمام عالم عرش سے فرش تک میرے احاطہ میں ہے اور میں سب پر محیط ہوں۔ تو شیخ نے فرمایا کہ تم میں تخم توحید رکھا ہوا ہے پھر آپ کو تربیت و تلقین کی۔ یہاں تک کہ آپ خلیفہ ہو گئے۔ آپ نے سنہ ۹۹۰ھ میں بعہد جلال الدین اکبر شاہ انتقال فرمایا۔ آپ کا مرقد دروازہ حزد احاطہ شیخ عبدالحق کے سامنے غرب میں جو ایک درخت نیم کے نیچے تین قبریں ہیں ان میں سے ایک ہے۔

حافظ محمد محسن نقشبندی رح

آپ کو علوم ظاہری میں تکمیل حاصل تھی اور دہلی میں اس وقت کوئی آپ کا ہمسر نہ تھا بعدہ کشش الٰہی سے شیخ محمد معصوم مجددی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فائدہ دینی حاصل کیا۔ کامل ہوئے اور خرقۂ خلافت پہنا۔ صاحب کتاب مظہر جان جاناں فرماتے ہیں کہ شیخ محمد محسن کے دوستوں میں سے ایک شخص نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں اپنے پیر کی مزار کی زیارت کو حاضر ہوا۔ مراقبہ کیا تو حالت بیخودی میں دیکھا کہ آپ کا بدن شریف و کفن سب درست ہے مگر پاؤں کے تلوے اور وہاں کے کفن میں خاک کا اثر ہو گیا ہے پھر حضرت سے استفسار کیا کہ کیا باعث ہے تو فرمایا کہ میں نے غیر شخص کا پتھر لیکر وضو کی جگہ رکھ لیا تھا اسپر وضو کیا تھا اور ارادہ یہ تھا کہ جس وقت اس کا مالک آجائیگا اس کے حوالہ کر دوں گا۔ میں نے اسکا اسپر قدم رکھا تھا اسکی وجہ ہے

خاک کا اثر میرے پاؤں پر پہنچ گیا ہے۔ آپ نے بزمانہ محمد شاہ بادشاہ ۱۱۴۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار[1] مقبرہ شیخ عبد الحق کے غرب میں ایک چبوترہ پر اندرون احاطہ جو چار قبریں ہیں ان میں سے ایک غرب کی طرف چونے کی ہے۔

شیخ امجد و شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہم

آپ سلطان بہلول لودی کے زمانہ میں تھے۔ آستانہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ میں بہت التزام رکھتے تھے۔ اور انکی روح سے متوجہ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ امجد وطن جانے کے لئے نکلے ایک دریا کے کنارے پر پہنچے جو راستہ میں پڑتا تھا۔ اس میں قدم رکھا اور ڈوبنے لگے۔ ایک مرد اس پانی میں سے نکلا اور ان کو اس مہلک حادثہ سے نجات دلائی آپ واپس ہو کر گھر میں آ گئے اور گوشہ میں بیٹھ گئے اور پھر کبھی نہ نکلے۔ دونوں بھائیوں کو کشف ارواح و انکشاف قبور تھا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے بواسطہ تربیت پائی اور شیخ زین الدین نے بھی قدم آستانہ خواجہ سے نہیں نکالا۔ آخر فوت ہوئے اور مقبرہ شیخ عبد الحق

[1] شیخ محمد احسان رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فرزند ارجمند تھے۔ اور مرزا جانجاناں کے مصاحب و خلیفہ۔ آپ کی نسبت اس قدر قوی تھی کہ جاڑے کے موسم میں گرم کپڑے کی ضرورت نہ تھی اور آپ جہاں کہیں اللہ کا نام سنتے تو بیہوش ہو جاتے تھے۔ چونکہ یہ احاطہ جس میں آپ کے والد صاحب کا مزار ہے ایک ہی خاندان اور ایک ہی شخص کی ملکیت معلوم ہوتا ہے اس لئے آپکی قبر بھی یہیں ہوگی۔ مؤلف

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب گوشہ وجنوب ومغرب میں ایک چبوترہ بلند پر مدفون ہیں۔ سال وفات معلوم نہیں ہوا۔ ٭

مولانا شعیب رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم باعمل صورت وسیرت میں فرشتہ اور وعظ وذکر میں بےنظیر تھے جس وقت آپ وعظ کہتے تھے اور قرآن شریف پڑھتے تھے تو کوئی شخص وہاں سے نہیں جا سکتا تھا۔ سر پر بوجھ بھی ہوتا تو سننے کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا۔ سب امیر اور شہر کے عالم آپکے وعظ میں حاضر ہوتے تھے۔ اور بہت سے امیر اور اہل شہر ابتداً آپ کے شاگرد تھے۔

وہ درویش جس نے یوسف قتال کو نعمت دی پہلے مولانا شعیب پاس آیا تھا۔ آپ نے دفعۃً وعظ وتذکیر چھوڑنے سے انکار کیا اور وہ چلا گیا یوسف قتال سے کہا انہوں نے جو کچھ اس نے کہا قبول کیا اور ولی کامل ہوگئے۔ مولانا نے بزمانہ بابر بادشاہ ۹۳۶ھ ہجری میں انتقال کیا آپکا مزار حوض شمسی پر مقبرہ شیخ عبدالحق کے جانب غرب ایک گنبد میں ہے۔ جو پتھر کی ٹوڑیوں پر ہے۔ ٭

مولانا وجیہہ الدین پائلی رح

آپ عالم متبحر اور استاد وقت تھے۔ زہد وتقویٰ میں ممتاز تھے۔ آخر میں سلطان جی کے مرید ہوگئے اور کمال اعتقاد ان سے ہوگیا۔ آپ فرماتے

تھے کہ ایک دفعہ میں پانی پت جا رہا تھا راستہ میں ایک صوفی ملا وہ میری نظر میں نہیں جچا۔ اس نے کہا اے مولانا کیا کوئی مشکل بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئی۔ آپ کہتے ہیں کہ مجھے علم میں چند مشکلات رہگئی تھیں۔ میں نے ایک اس سے بیان کی۔ جواب باصواب پایا اور مجھے اطمینان ہو گیا یہانتک کہ اس نے مسئلہ قضا و قدر نہایت وضاحت سے بیان کیا۔ بعدہٗ پوچھا کہ تم کس کے مرید ہو۔ آپ نے کہا کہ سلطان جی کا مرید ہوں صوفی نے کہا کہ وہ ہمارے قطب ہیں۔ آپ کا سال وفات معلوم نہیں ہوا۔

آپ کا مزار قبرستان قاضی کمال الدین صدر جہاں میں ان کے سرہانے حوض شمسی پر لکھا ہے اب حوض شمسی کے غرب میں ایک خانقاہ کے جنوب میں میدان میں ایک چبوترہ پر ہے ایک درخت نیم وہاں ہے

خواجہ سماء الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید کبیر الدین اسمٰعیل نبیرۂ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ بعض واقعات کی وجہ سے ملتان سے نکل آئے تھے۔ اول پہنا ور رنتھنبور روپیانہ وغیرہ میں رہے بعدہٗ دہلی آ گئے اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔ آپ کی بہت بڑی عمر ہوئی ہے۔ آخر عمر میں آپکی بینائی جاتی رہی تھی مگر خدا نے بغیر علاج کے پھر آپ کو بصارت عطا فرمائی۔ آپ جب کبھی اپنے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے تو یہ کہتے کہ خلق خدا کے غلبہ شفقت و محبت سے یہ دل چاہتا ہے کہ تمام خلقت کو سماء الدین

کی آنکھوں میں راہ ہو - آپ نے بزمانہ سکندر لودہی ۷ جمادی الاول ۹۰۱ھ میں وفات پائی - آپ کا مزار حوض شمسی کے جنوب میں ایک گنبد میں ہے وہیں آپ کی اولاد کی قبریں ہیں -

شیخ برہان الدین بلخی رح

آپ سلطان غیاث الدین بلبن کیوقت کے بڑے عالموں میں سے ہیں علم شریعت و طریقت میں جامع تھے اور وجد و سماع سے موصوف اور شعر گوئی کی طرف بھی میلان تہا - آپ فرماتے تھے کہ میں خرد سال تہا اور چھ سات برس کی عمر تھی اپنے والد کے ساتھ جا رہا تہا - مولانا برہان الدین مرغیانی مصنف ہدایہ کی آمد کی خبر سنی میرے والد ان سے چھپکر دوسری گلی میں چلے گئے اور مجھے وہیں چھوڑا - جب مولانا برہان الدین مرغیانی قریب آئے - میں نے آگے بڑھکر سلام کیا انھوں نے میری طرف دیکھا اور کہاکہ خدا مجھہ سے کہوا تا ہو کہ یہ لڑکا اپنے زمانہ میں علامۂ وقت ہوگا - میں نے یہ سنا اور ہمرکاب روانہ ہوا پھر مولانا نے فرمایاکہ مجھہ سے خدا کہوا تا ہے کہ یہ لڑکا ایسا ہوگا کہ بادشاہ اس کے در پر آئیں گے - لکھا ہے کہ آپ

شیخ نجم الدین صغریٰ کا ذکر کتب متقدمین میں لکھا ہے کہ آپ کا عہدۂ شیخ الاسی سے پہلے خواجہ معین الدین چشتی سے بہت اتحاد تہا مگر بعدہٗ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے دہلی میں رہنے اور مقبولیت اور عظمت ہونے سے آپ حسد کرنے لگے تھے - علاوہ ازیں شیخ جلال الدین تبریزی کے بہی آپ سخت مخالف ہو گئے تھے اور انپر فعل ناجائز کا الزام لگا دیا تہا - مؤلف -

بارہا یہ فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ میرا کوئی گناہ کبیرہ نہیں پوچھے گا۔ مگر ایک گناہ کبیرہ۔ لوگوں نے پوچھا وہ کونسا گناہ کبیرہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ سماع چنگ ہے کہ چنگ میں نے بہت سنا ہے اور اگر اس وقت ہو تو اب بھی سن لوں۔ آپ نے ۱۳ ذی الحجہ ۶۸۷ھ بعہد معزالدین کیقباد انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار جانب شرقی حوض شمسی ایک پختہ چبوترہ پر ہے اور اس قطعہ زمین کو تختہ نور لکھا ہے۔ آپ کے مزار کی مٹی ذہن کھلنے کے لئے بچوں کو کھلاتے ہیں۔ آپ کے مزار کے برابر شیخ نجم الدین صغریٰ شیخ الاسلام دہلی کا مزار ہے۔ اور تیسرا مزار نجم الدین کبریٰ برادر شیخ نجم الدین صغریٰ کا بتاتے ہیں۔ ؞

مولانا درویش محمد واعظ رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت بڑے درویش و عابد و سالک تھے اور صورت و سیرت درویشوں سے موصوف۔ تمام عمر آپ کی ریاضت و سلوک درویشی میں گذری۔ صاحب ذوق تھے اور بہت خوش صحبت تھے کبھی آپکو بانسری کی آواز پر اس قدر درد و رقت طاری ہوتی تھی۔ کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

آپ ماوراءالنہر کے رہنے والے ہیں اور برسوں حرمین شریفین میں فقر و ریاضت مجاہدہ و عبادت سے گزارے پھر ہمایوں کے وقت میں ہندوستان آکر دہلی کے اکثر مشایخ کی صحبت میں رہے اور درویشانہ زندگی بسر کرتے رہے آپ نے بزمانہ اکبر بادشاہ ۹۹۷ھ ہجری میں انتقال کیا آپ کا مزار

برابر مزار شیخ برہان الدین بلخی کے ہے۔ ٭

شیخ نجیب الدین فردوسی رح

آپ شیخ رکن الدین فردوسی کے مرید ہیں اور آپ کے والد کا نام خواجہ عماد الدین ہے۔ آپ اپنے پیر کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے۔ بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے اور منزل مقصود کو پہنچے شیخ شرف الدین یحیٰ منیری آپ کے مشہور اور بڑے خلیفہ ہیں۔

لکھا ہے کہ ایک روز شیخ شرف الدین یحیٰ منیری نے آپ کے سامنے اکسیر پیش کی آپ نے اس کو پانی میں پھینکدیا تاکہ ان کی ہمت دیکھیں۔ شیخ شرف الدین اس بات سے خوش ہوئے اور کہا کہ اگرچہ اس خاک سے تانبا سونا ہوجاتا تھا لیکن دل پر گرانی ہوتی تھی۔ الحمدللہ کہ دنیا کی آرزوؤں سے نجات ملی۔ آپ سن کر خوش ہوئے اور آپ نے چند حرف لکھکر شیخ شرف الدین کو دئیے جب انہوں نے سر پر رکھے تو جو کچھ زمین میں ہے سب دکھائی دینے لگا انہوں نے کاغذ کو بوسہ دیکر پیر کے سامنے رکھا اور کہا کہ یہ سب پراگندگی کے سامان ہیں۔ جو اسکا خواستگار ہو اس کو دیجئے۔ آپ ان کی ہمت سے بہت خوش ہوئے اور آفریں کی آپ نے بزمانہ سلطان محمد تغلق ۷۳۲ھ میں انتقال کیا۔ آپ کا مزار مرقد برہان الدین بلخی سے آگے گوشہ شمال و مغرب میں ایک چاردیواری کے اندر چونہ کا بنا ہوا ہے اور فرش بھی پختہ ہے ٭

سیّد نورالدین مبارک غزنوی رح

آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ ہیں اور بچپن میں آپ نے شیخ اجل شیرازی سے بھی نعمت پائی ہے اور شیخ عبدالواحد غزنوی کے بھی مرید ہوئے ہیں جن کے شیخ نظام الدین ابوالموید مرید تھے لکھا ہے کہ ایک دفعہ جو امساک باراں ہوا اور شیخ نظام الدین ابوالموید سے التجا کی گئی کہ آپ دعا کریں۔ تو وہ منبر پر آئے اور دعا مینہ کی کری اور پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ یا اللہ اگر تو مینہ نہ برسائیگا تو میں پھر کبھی شہر میں نہ رہونگا یہ کہہ کر اُتر آئے اور اللہ نے مینہ برسا دیا۔ پھر سید قطب الدین ان سے ملے اور کہا کہ مجھکو اعتقاد ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم کو اللہ تعالیٰ سے خوب نیاز حاصل ہے۔ لیکن تم نے جو کہا کہ اگر تو مینہ نہیں برسائے گا تو میں پھر کبھی شہر میں نہ رہونگا۔ یہ کیا بات ہے۔ تو نظام الدین ابوالموید رح نے کہا کہ میں جانتا تھا کہ خدا مینہ برسائے گا۔ جب میں نے کہا۔ سید قطب الدین نے پوچھا کہ تم کیسے جانتے تھے تو کہا کہ ایک دفعہ سلطان شمس الدین کے سامنے نورالدین مبارک غزنوی سے ایک معاملہ پر میرا جھگڑا ہو گیا تھا۔ اور میں نے ایک بات ایسی کہدی تھی کہ وہ رنجیدہ ہو گئے تھے۔ اب مجھ سے بارش کی دعا کے لئے کہا گیا تو میں نے نورالدین مبارک سے کہا کہ تم مجھ سے رنجیدہ ہو اگر تم مجھ سے صلح کر لو تو میں دعا کردوں اگر صلح نہ کروگے تو دعا نکر سکونگا۔ تب روضہ سے آواز آئی کہ میں نے تم سے صلح کر لی تم جاؤ دعا کرو۔

آپ نے بزمانہ سلطان شمس الدین التمش غرہ محرم ۶۳۲ھ میں انتقال فرمایا آپ کا مزار شیخ نجیب الدین فردوسی کے مزار سے آگے جانب شمال مائل بہ غرب ایک احاطہ منہدمہ میں ہے احاطہ کے دروازہ پر جو جانب جنوب ہے ایک گنبد بنا ہوا ہے قریب ایک تکیہ ہے۔

خواجہ محمود موئنہ دوز رح

آپ قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید ہیں اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے معتقد و مصاحب تھے۔ آپ بہت بزرگ عابد زاہد متقی و صاحبِ کرامت تھے اور سماع کا بہت شوق تھا جس کو کوئی حاجت ہوتی ہے آپ کے مزار کا کوئی پتھر یا اینٹ اٹھا لیتا ہے اور علیحدہ رکھ دیتا ہے جب حاجت بر آتی ہے تو اس کی برابر شکر لیکر تقسیم کر دیتا ہے۔

آپ نے بزمانہ سلطان ناصر الدین محمود ۶۵۵ھ میں وفات پائی آپکا مزار مرقد سید نور الدین مبارک سے آگے جانب گوشہ شمال و مغرب محلہ قصابان کے نزدیک چار دیواری میں ہے جنوب میں ایک دالان ہے جسکا چھجہ نہیں ہے اس کے قریب شمال و مشرق میں کوٹھی مرزا بابر کی ہے۔

حصہ اوّل تمام ہوا

حصہ دوم

خواجہ محمد باقی باللہ رح

آپ کا اصل نام سیّد رضی الدین احمد ہے۔ آپ بمقام کابل پیدا ہوئے اور وہیں علم ظاہری حاصل کیا۔ پھر دہلی آکر مولانا قطب عالم فرزند شیخ عبدالعزیز رحمہ سے علم سلوک پڑھا۔ اور ان کی خانقاہ میں مجاورت کی ایک روز شیخ کو بوقت نیم شب منکشف ہوا کہ خواجہ کا حصّہ بخارا میں ہے اُسی وقت باہر آکر فرمایا کہ تمکو مشایخ بخارا بلاتے ہیں اسی وقت جاؤ اُس وقت کوئی خرقہ موجود نہ تھا ایک پاجامہ شیخ کا تھا وہی خواجہ کو دیدیا اور خواجہ نے مثل دستار کے باندھ لیا۔ اور بخارا کو روانہ ہوئے۔ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوکر مقامات بلند و مراتب ارجمند پر فائز ہوئے اور باجازت مرشد ہندوستان آئے اور دہلی میں مقیم ہوئے نسبت باطنی آپکی خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھی۔ اور خواجہ عبداللہ احرار رح سے بھی فیض اویسیہ حاصل کیا تھا۔

آپ نقشبندیہ طریقہ کے پیران پیر مانے جاتے ہیں اگر آپکی ذات نہ ہوتی تو یہ طریقہ نقشبندیہ ملک ہند میں جاری نہوتا۔ آپ کے کمالات ظاہری و باطنی و زہد و تقویٰ اتباع سنت آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ کہا جاتا ہے

کم کھاتے اور خواب بھی کم کرتے اور بے ضرورت کسی سے ہم کلام ہوتے آپ کے خوارق و کرامات بیان سے باہر ہیں۔ آپ ہر روز بعد نماز عشاء تا نماز تہجد دو قرآن شریف ختم فرماتے اور بعد نماز تہجد کے فجر تک اکیس دفعہ سورۂ یٰسؔ تلاوت کرتے۔ جب صبح ہو جاتی تو آپ کہتے کہ الٰہی رات کو کیا ہو گیا کہ ایسی جلد ختم ہو گئی۔

لکھا ہے کہ ایک روز خواجہ محمد عبد اللہ آپکے چھوٹے صاحبزادے آپ کے پاس حاضر تھے اور آئینہ ہاتھ میں تھا آپ نے فرمایا اپنا منہ دیکھو جب صاحبزادے نے آئینہ سامنے کیا تو خواجہ صاحب کا چہرہ سفید ڈاڑھی کا دکھائی دیا چونکہ آپ کی سیاہ ڈاڑھی تھی صاحبزادہ متعجب ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تعجب کی بات نہیں ہے اس نور کا ظاہر ہونا انوار الٰہی سے ہے کہ میری ڈاڑھی پر نمودار ہے ؂

لکھا ہے کہ ایک روز آپ نے امام کے پیچھے الحمد پڑھنی شروع کی اسی وقت روح پر فتوح حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی آپ کے سامنے ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ اے شیخ میرے مذہب میں بہت سے چھوٹے بڑے اولیاء ہیں اُن سب نے علمائے دین کی موافقت میں امام کے پیچھے الحمد پڑھنی نماز کے وقت موقوف رکھی ہے پس اسکا ترک کرنا مناسب ہے

آپکے مجبر کے مغرب میں جو تیسرا مزار ہے اس کو ملا جیون استاد عالمگیر بادشاہ کا بتاتے ہیں اور مجبر کے جنوب میں دروازہ کی برابر قریب دیوار زیر طاق حاجی محمد افضل استاد و پیر صحبت مرزا مظہر جانجاں کا بتاتے ہیں۔ لیکن مولوی عبد الحق صاحب مرحوم مفسر تفسیر حقانی مجبر کے متصل غرب میں دیکھنا بیان کرتے تھے۔ مجبر کے مشرق میں ایک قریب ہی بڑا مزار آپکی والدہ کا اور دوسرا بڑا مزار ان کے برابر اس نانی بی بی کا ہے جو آپکی توجہ کی تاب لا سکا تھا
مؤلف

آپکو تصنیف و تالیف و نظم کا بھی شوق تھا چنانچہ ابیات ذیل آپ کے طبعزاد ہیں۔

من نہ ہمینم کہ وجود من است | جائے دگر رفص وجود من است
نقطۂ محراب جماعت منم | دانہ سیراب زراعت منم
ابروئے چشمانی من دلکش ہست | قطرۂ نیسانی من آتش است
عقل نمک ریز کباب من است | خون جگر نابہ شراب من است
خامہ کلید سر انگشت من | گنج دو عالم ہمہ در پشت من

ہزاروں آدمی آپکی وجہ سے منازل قرب الٰہی پر فائز ہوئے۔

شیخ احمد مجدد الف ثانی و شیخ تاج الدین نارنولی وغیرہ آپ کے مشہور خلیفہ تھے۔ آپ نے چالیس برس کی عمر میں ۲۵ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۲ھ میں بعہد جلال الدین اکبر شاہ بادشاہ انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار بیرون شہر جانب غرب مشہور ہے۔

خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کبار اصحاب و خاص احباب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں آپ ابتداء میں امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور آپکے والد ماجد غازی خاں امرائے عہد جلال الدین اکبر شاہ میں تھے واعیہ ترک و جاذبہ حق طلبی سے ترک علائق کر کے خواجہ کی خدمت میں آگئے اور فقیری اختیار کی تو آپ کے رشتہ دار یہ نہ چاہتے تھے۔ کہ یہ فقیرانہ وضع اختیار کرے اس لئے آپ دیوانہ بن گئے اور ایک مجمع کے سامنے ڈلاؤ پر بیٹھ گئے اور

اپنے تئیں سان لیا پھر اُن لوگوں نے کہنا چھوڑ دیا تھا۔ الغرض آپنے دولت خلافت حاصل کی اور تمام یاروں اور خلفاء سے ممتاز ہوئے۔ بحوالہ کلمات الصادقین لکھا ہے کہ آپ کے مرشد نے آپکو جامع جمیع اوصاف فرمایا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا ہے۔ کہ میں نے یہ دُکانداری اس کی خاطر قبول کی ہے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ خواجہ خرد کو جنوں نے ستایا تھا تو آپ ہی کی توجہ سے تندرست ہوئے تھے۔ آپ نے سنہ ۱۰۱۴ ہجری میں بعہد جلال الدین اکبر شاہ بادشاہ وفات پائی۔ آپ کا مزار اپنے پیر کے شرق میں چونہ اور اینٹ کا تقریباً دس قدم خواجہ سے ہے جو بڑا ہے۔

خواجہ عبد العدل رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ شاہ محمد زبیر مجددی نقشبندی کے ہیں جو نبیرہ و خلیفہ حجۃ اللہ نقشبند بن محمد معصوم بن مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم کے تھے۔ ازحد بزرگ و باخدا ولی کامل تھے۔ سنہ وفات آپکا معلوم نہیں ہوا۔ آپ کا مزار تقریباً دس قدم خواجہ حسام الدین کے شرق میں زیر درخت جال سنگ مرمر کا ہے۔

شاہ عبد الرحیم ہادی رح

آپ مرید و خلیفہ اخوند شاہ محمد عبد الغفور قادری سوات بنیری کے ہیں۔ عالم باعمل شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ اشاعت اسلام و قطع بدعات میں بہت کوششیں آپ نے کیں اور آپ کی ذات سے ملک یاغستان

میں بہت خلق خدا نے ہدایت پائی۔ آپ نے ۱۴ صفر ۱۳۰۵ھ میں بعہد ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند وانگلستان انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا بھی احاطہ خواجہ باقی باللہ میں پائیں ہیں خواجہ کلاں کے ہے۔

خواجہ کلاں رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرزند اکبر خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کے علم باطنی وحصول خلافت کے حالات ہمکو کسی کتاب سے معلوم نہیں ہوئے۔ بہر حال آپ بزرگ و بزرگ زادہ تھے سنہ وفات آپ کا معلوم نہیں ہوا۔ آپ کا مزار خشت وچونہ کا مزار خواجہ عبدالعدل سے گوشہ شمال ومشرق میں درخت برنا کے جنوب میں اونچی جگہہ ہے سرہانے طاق بنے ہوئے ہیں آس پاس ایک اینٹ کی منڈیری ہے۔

اخوند حافظ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا لقب شاہ مقبول احمد قادری ہے۔ عمدہ مشائخین واولیائے کرام متاخرین میں تھے اور جمیع صفات حمیدہ سے موصوف۔

لکھا ہے کہ آپ نے ۹ سال کی عمر میں اخوند برہان الدین سے قرآن شریف حفظ کیا تھا۔ اور مولانا عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سورہ بقر کا آخر رکوع پڑھا تھا۔ بعدہٗ مولانا محمد کریم اللہ دہلوی سے تحصیل علم ظاہری کی اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ومولانا محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سے کتب حدیث پڑھیں اور کتب تصوف اکثر ارباب باطن سے اخذ کیں اور جمیع سلاسل کے بزرگان کی نعمت سے مشرف ہوئے اور اکثر ارواح بزرگان سے فیض اویسیہ حاصل کیا اور بڑی بڑی سخت ریاضتیں کیں۔ اور فیض ارادت وخرقۂ خلافت قادریہ سید شاہ محمد غوث قادری سے حاصل کیا۔ صاحب زہد و تقویٰ وجامع علوم شریعت وطریقت تھے۔ آپ نے دس محرم ۱۲۹۶ھ میں بعہد ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند وانگلستان انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا آستانہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ میں جانب شمال وشرق ایک چھوٹی سی علیحدہ چار دیواری میں ہے۔ آپکے بعد آپکے نواسہ مولوی محمد عمر صاحب جانشین ہوئے ہیں

خواجہ خرد رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرزند اصغر خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ دونوں صغیر سن تھے جب آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ پھر آپ دونوں بھائی سرہند چلے گئے اور وہاں آپ نے علوم باطنی اخذ کئے۔ آپ نے شرح لمعات کے تین سبق شیخ رفیع الدین محمد نبیرہ شیخ عبدالعزیز شکر بار رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے تھے۔ اور پھر تمام کتاب ان کی برکت سے آسان ہو گئی تھی۔ آپ نے اجازت وخلافت شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ وشیخ الہ داد رحمۃ خلفائے خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی تھی بہت بڑے صاحب تصرف وکرامات تھے۔

لکھا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ توجہ فرمائیں

کہ تحصیل علم سے فراغ ملجائیے تو آپ نے فرمایا کہ جواب دونگا۔ پھر آپ نے گھر آکر
ایک آدمی کے ہاتھ ایک رقعہ لکھکر بھیجدیا کہ کل انشاء اللہ تمام علوم سے
فراغت ہوگی وہ یہ بات سن کر متعجب ہوا دوسرے دن سویا کا سویا رہگیا
اور روح پرواز کرگئی۔ آپ نے ۱۰۴۲ھ میں بعہد شاہجہاں بادشاہ انتقال
فرمایا۔ آپ کا مزار مسجد آستانہ خواجہ کے برابر ہی جنوب میں چھوٹی قبر سنگ مرمر
کے پائیں دوسرا مزار ہے۔ سرہانے طاق بنے ہوئے ہیں۔

مرزا جان چیرہ والہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ پہلے چیرہ بندی کی دکان کرتے تھے شوق خدا طلبی ہوا تو ظہور الدین
شاہ خلیفہ و فرزند مسکین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے جو مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی
کے خلیفہ تھے بیعت کرکے عبادت و ریاضت میں مشغول ہوئے۔
اپنے وقت میں بہت مشہور و مقبول تھے۔ آپ نے ۳ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ
میں بزمانہ انگریزی انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا بیرون احاطہ درگاہ خواجہ مسجد درگاہ کے پیچھے ہے۔

غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت غوث اعظم کے اولاد ہیں۔ اور سید شاہ شرف الدین قادری
کے فرزند اور مولوی غلام فرید خلیفہ مولانا محمد فخر الدین چشتی رح کے خلیفہ ہیں
۲۷ ربیع الثانی ۱۲۴۲ھ میں بعہد اکبر شاہ ثانی انتقال فرمایا۔ مزار آپکا احاطہ

درگاہ کے گوشہ شمال و مغرب میں مزار مولوی مسعود صفا کا نیا بنا ہوا ہے لوح سنگ مرمر کی نصب ہے۔ مؤلف

مولانا میر محمد زکریا کے شمال میں ایک چبوترہ پر اپنے والد کے برابر غرب کی طرف ہے ۔ ؛

شاہ جلال الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ غلام محی الدین کے فرزند و خلیفہ ہیں اور بہت بزرگ آدمی تھے آپ نے ۲۴ رجب ۱۲۸۷ھ میں بعہد ملکہ وکٹوریہ انتقال فرمایا اور اپنے والد کے برابر غرب میں قریب دیوار دفن ہوئے ۔ ؛

مولانا شاہ محمد زکریا نقشبندی رح

آپ بڑے کامل صاحب کرامت اور حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کی اولاد ہیں ۔ آپ کے والد ماجد اورنگ زیب عالمگیر کے وقت میں دہلی آئے اور بڑے عہدہ پر مامور ہوئے تھے جب وہ شہید ہو گئے تو آپ صغیر سن تھے لاہور چلے گئے ۔ وہیں پرورش پائی ۔ سن شعور کو پہنچے تو مولانا شیخ محمد صاحب سندھی عرف شیخ حیا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہو کر سلوک طے کئے اور خرقۂ خلافت پہنا ۔ آپ کا سلسلہ طریقت سید آدم بالنوری سے ملتا ہے ۔ آپ نے ۹ ذیقعدہ ۱۱۸۰ھ میں بعہد شاہ عالم ثانی وفات پائی ۔ آپ کا مزار احاطہ درگاہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شمال و مغرب میں ایک احاطہ کے اندر ہے ۔ اسمیں تین مزار بڑے ہیں جنمیں سے بیچ کا بڑا مزار جو اونچا ہے آپکا ہے ۔ ؛

دین علی شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ شب و روز جذب کی حالت میں رہتے تھے پہلے موتیا کھاں کی طرف پھرا کرتے اور وہاں میں کسی گوشہ میں پڑے رہتے پھر قدم شریف کی نواح میں ایک گنبد میں سکونت اختیار کی بسبب کمال از خود رفتگی کے برہنہ مطلق رہتے تھے اور ہجوم مردم کیوقت کلمات بے صرفہ زبان پر جاری ہوجاتے تھے لیکن اہل حاجات ان کلمات کیطرف توجہ کرتے تھے تو وہ باتیں جو اہل ظاہر کے نزدیک لاطائل و بے محل ہوتیں بعینہٖ ان کے مطالبہ اور حاجات کے جواب ہوتے تھے۔ اور طرفہ یہ کہ سوالاتِ مختلف کا جواب انہیں باتوں سے ہر ایک کو حاصل ہوتا تھا اکثر اوقات خرق عادت آپ سے ظاہر ہوئے قبل غدر انتقال ہوا مزار آپ کا آستانہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے جنوب و مشرق میں اندر تہ خانہ و چاردیواری ہے۔ ؎

سید فیض رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی اہل اللہ سے ہیں۔ احاطہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ کے گوشہ جنوب و مغرب میں ایک احاطہ قریب مسجد سنگ تراشوں کے بنا ہوا ہے۔ جس میں کواڑ بھی لگے ہوئے ہیں اس میں آپ کا مزار ہے۔ دیگر حالات آپ کے ہم کو معلوم نہیں ہوئے۔ ؎

مولانا محمد اکرم رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ شیخ سوندہا خلیفہ شیخ داؤد گنگوہی کے ہیں اقتباس الانوار تذکرۂ اولیاء آپ کی یادگار ہے۔ آپ نے ۱۱۶۱ھ میں بعہد محمد شاہ بادشاہ انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا سڑک عقب قدم شریف پر عیدگاہ جاتے ہوئے داہنی طرف ایک چار دیواری میں ہے جسکا ایک پٹا کواڑ ہے۔

ناصر الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے عہد کے بزرگ تھے۔ مولانا شاہ غلام علی کے والد ماجد آپ کے مرید تھے اور شاہ غلام علی کو بھی آپ ہی سے بیعت کرانیکو بلایا تھا لیکن مگر آپ کا حصہ یہاں نہ تھا جب آپ آئے تو شاہ ناصر الدین قادری کا انتقال ہو گیا تھا۔ تب آپکے والد نے اجازت دے دی کہ جہاں چاہو مرید ہو۔ سال وفات آپ کا معلوم نہیں ہوا۔ مزار آپکا شیدی پورہ میں عقب عیدگاہ پنجابیوں کے قبرستان کے متصل جنوب میں ایک احاطہ میں ہے

شیخ عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرزند شیخ محمد مراد کشمیری مجددی کے ہیں۔ ابتداءً اپنے والد سے فیض حاصل کیا پھر شیخ عبد الاحد عرف شاہ گل اپنے والد کے پیر سے بمقام سرہند فیض حاصل کیا اور بحاجازت انکی اپنے وطن چلے گئے۔ دو سال بعد آئے تو شاہ گل دہلی میں مقیم تھے ان کے پاس دو سال رہ کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ جب شاہ گل کا انتقال ہوا تو آپ انکی نعش کو لیکر سرہند گئے۔ وہاں سے آکر پھر حج کو گئے وہاں سے آئے تو ۲۷ رجب ۱۱۵۵ھ میں بعہد محمد شاہ بادشاہ انتقال ہوا مزار آپکا بارہ ہندو راؤ کے قریب

قصاب پورہ میں مسجد شاہ گل کے پیچھے جو لوگ شاہ گل کا مزار سمجھتے ہیں محض غلط ہے۔

سید مصطفیٰ رحمتہ اللہ علیہ

درگاہ قدم شریف کے غرب میں تھوڑے فاصلہ پر راستہ سے داہنی طرف باغیچہ بنا ہے وہاں ایک احاطہ میں ایک مزار خام بنا ہوا ہے اُس کو آپ کا مزار بتاتے ہیں۔ مگر اور کوئی حال آپ کا ہمکو معلوم نہیں ہوا۔

سید شمس الدین و سید ابوطالب عراقی رح

یہ دونوں بزرگ بطور بھائیوں کے سیر و سیاحت کرتے ہوئے دہلی آئے۔ دہلی میں سید شاہ محمد فیروز آبادی تسخیر جن میں مشہور تھے۔ چنانچہ ایک دن اُن کے گھر میں چند مہمانوں کی دعوت تھی اور ایک مہمان نے دہی مانگا تھا تو شاہ صاحب نے بلا تامل ایک گھڑا دہی کا غیب سے منگاکر مہمان کو دیدیا تھا اور اسی وقت ایک عورت نے آکر فریاد کی تھی کہ اسی وقت ایک حبشی غلام کا لڑکا جو سر پیر سے ننگا تھا میرا دہی کا گھڑا اٹھا کر اس گھر میں لے آیا ہے اور شاہ صاحب نے اس کو کچھ دیکر واپس کردیا تھا۔ غرض اسی قسم کی باتیں دیکھ کر آدمی اُنکے گرویدہ ہو گئے تھے چنانچہ سلطان ابراہیم کے زمانہ سے لے کر اسلام خاں بن شیر خاں کے زمانہ تک وہ ہمیشہ معزز و مکرم رہے ایک روز شاہ صاحب کے دل میں آیا کہ ایسا نہو کہ ان دونوں نووارد بزرگوں کے آنے سے میری مشیخت میں فرق آئے۔ ان دونوں کو اپنی طرف

پہنچنا چاہیئے۔ اس لئے بہت خوشامد ان کی کرکے دونوں کو اپنا مہمان کیا اور کہا کہ دونوں صاحب اپنے نور سے میرے گھر کو منور کریں اور میرے گھر میں تشریف رکھیں چونکہ وہ مسافر و غریب تھے ضرورتاً ان کے پاس رہنے لگے شاہ صاحب کی لڑکیاں ناکتخدا تھیں اس لئے ایک لڑکی کی شادی کا پیام سید ابو طالب کو دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مسافر ہیں اور مجردانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہم کو ان باتوں سے معذور رکھو۔ ابھی دلوں میں کد ۹۵۵ھ تھا یہ دونوں شاہ صاحب کے گھر میں قتل کر دیئے گئے۔ بعد اس حادثہ کے الزام قتل شاہ صاحب پر لگایا گیا اور انکو قید کر دیا گیا۔ علماء وقت نے ان کے قتل میں اختلاف کیا اور ثبوت شرعی مکمل نہ ہوا۔ شیخ امان پانی پتی نے محضر قتل پر دستخط نہیں کئے۔ آخر کار شاہ صاحب قید خانہ میں مر گئے اور مثل مجرموں کے ان کے پاؤں میں رسی باندھ کر قید خانہ سے نکالکر باہر ڈالدیا پھر بعض درویشوں کی کوشش سے اس جگہ جواب عقب جیلخانہ ہے دفن کئے گئے۔ مزار ان دونوں کے احاطۂ اندرونی[1] قدم شریف کے گوشہ شمال و مغرب کے برج کے نیچے ہیں۔

فتح خاں رحمۃ اللہ علیہ

[1] اس احاطہ کے گوشۂ جنوب و مغرب میں مزار مدنی لوگوں کے کہتے ہیں جو ہمراہ قدم شریف آئے تھے اور گوشۂ جنوب و مشرق میں حاجی شمس مصری و حاجی محمد مصری شوہر فیروز جہاں ہمشیر فیروز شاہ کی۔ اور ٹھیک جنوب میں زوجہ یوسف سوداگر معتقدہ قدم شریف کی اندر مجر۔ اور ٹھیک غرب میں متصل قدم شریف استاد فیروز شاہ کی قبور بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ مؤلف

آپ سلطان فیروز شاہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ صاحب حال وفقیر دوست تھے جس وقت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نقش قدم رسول صلعم کا دہلی لائے اور بادشاہ کے حوالہ کیا تو اُس نے ایک عمارت بنوائی اور فتح خاں سے یہ اقرار کیا کہ جو پہلے مر جائیگا یہ پتھر نقش قدم اس کی قبر پر نصب کریں گے۔ پس فتح خاں ہمیشہ صاحب ولائتوں سے دعا منگواتے تھے کہ بادشاہ سے پہلے مر جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ پتھر قدم شریف آپ کی قبر پر نصب ہوا۔ آپ نے ۷۷۶ھ میں بعہد فیروز شاہ تغلق انتقال کیا مشہور قدم شریف آپ کے سینہ پر ہے۔

مستان شاہ کابلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولوی محمد سمیع خلیفہ مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی کے خلیفہ ہیں صاحب ذوق وسماع تھے لذت روحانی آپ کے ذائقہ زبان سے ظاہر ہوتی تھی۔ نہایت خلیق بامحبت راستباز تھے۔ اور امیر وغریب سے یکساں پیش آتے تھے۔ چند مرتبہ دہلی تشریف لائے ہیں اول دفعہ جب آپ آئے ہیں تو جوق جوق زن ومرد آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ مگر جب آپ کا ارادہ ازدواج ثانی دختر خواجہ ناصر وزیر صاحب سے سنا تو اکثر ضعیف الاعتقاد مرید منحرف ہوگئے تھے جو اصول پیری ومریدی سے ناواقف تھے۔ آپ صاحب دیوان ہیں۔ اور نواب صاحب کوٹہ کو آپ سے خاص عقیدت ومحبت ہوگئی تھی۔ آپ نے اپنے مزار کے لئے جگہ خود پسند فرما کر خرید فرمائی تھی جو راستہ درگاہ قدم شریف

وفات پائی ۔آپ کے مزار کے سامنے شمال میں مزار شاہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو آپ سے بہت پہلے کا ہے مگر آپ کے حالات بالکل ہمکو معلوم نہیں ہوئے ۔

شیخ عبداللہ بخاری رح

خادم قدم شریف کا بیان ہے کہ آپ فرزند مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے ہیں ۔اور آپ کے صاحبزادے نظام الدین بخاری کا مزار سامانہ میں ہے مگر اصلیت یہ ہے کہ آپ اقارب مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے ہیں اور آپ نے بعہد جلال الدین اکبر شاہ ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی ہے ۔آپ کا مزار بستی قدم شریف میں اندر چار دیواری عقب نقار خانہ واقع ہے ۔

سید شہاب الدین شہید رح

قدم شریف میں جس جگہ دھونسہ رکھتے ہیں اس عمارت کی پشت پر زمین میں سنگ سرخ کا مزار ہے وہ آپ کا مزار بتاتے ہیں اور کوئی حال معلوم نہیں ہوا۔ سرہانے لوح سنگین پر بعد کلمہ و بسم اللہ کے یہ لکھا ہے ۔

فضیلت پناہ حقائق و معارف آگاہ روشن ضمیر قطب ربانی سید شہاب الدین شہید سید بخاری رسول ولد تحریر فی التاریخ سیزدھم شہر ذی حجہ سنہ احد

لعل شہباز قلندر رح

درگاہ قدم شریف سے شاہجہاں آباد کی طرف آتے ہوئے راستہ خام پر ایک تکیہ ہے وہاں یہ مزار ہے اور قبر نہایت کہنہ اور زمانہ قدیم کے طرز کی بڑی بنی ہوئی ہے ہمکو تعجب تہا کہ یہ لعل شہباز کون ہیں کیونکہ مشہور لعل شہباز قلندر رح کا مزار سیوہان ملک سندھ میں ہے جو مرید خلیفہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی کے ہیں۔ مگر تلاش کرتے کرتے کتاب تذکرۃ المتقین میں نظر سے گزرا کہ ایک دوسرے بزرگ بھی اس نام سے مشہور ہیں جنکا نام نامی شاہ امان درویش دہلوی ہے۔ اور آپ سید شاہ عبد الغفور عرف باباکپور کے خلیفہ ہیں۔ لعل شہباز آپکے پیر نے آپ کو خطاب دیا تہا۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ جس طرح اکسیر ڈالنے سے تانبہ سونا ہوجاتا ہے اور اثر آفتاب سے پتھر لعل بے بہا بنجاتا ہے اسی طرح پر تصور شیخ سے وہ مرید جو منظور نظر شیخ ہوگیا ہو لعل شہباز ہوجاتا ہے۔ ہاں نظر چاہئیے۔ وہ جنس جمادات سے ہے اور یہ جنس ملائکہ سے۔ وہ پستی میں رہتا ہے اور یہ توحید کے جنگل میں شہبازی بلند پروازی کرتا ہے۔ مرید کو جو عروج ہوتا ہے تو شیخ کے طفیل سے ہوتا ہے۔ میری جان شیخ کے قربان جائیو کہ ایسا خطاب تہا کہ ان کی اکسیر نظر نے امان اللہ کے وجود کے تانبہ کو سونا کر دیا اور ان کی آفتاب کی طرح کی نظر نے میرے وجود کے پتھر کو لعل بے بہا کر دیا اور زبان فیض ترجمان سے لعل کو جو جمادات میں سے ہے شہباز فرمایا کسقدر

الطاف بے پایان اس ناچیز پر فرمایا ہی۔ مگر کیا بعید ہے۔ ؎
آنانکہ چشم مست بصد حلیہ واکنند　　سگ راولی کنند ومگس راہما کنند
آپ سلسلہ مداریہ قلندریہ کے بزرگ ہیں اور جو گروہ آپ سے جاری ہوا
وہ لعل شہبازی کہلاتا ہی سال وفات معلوم نہیں ہوا

شاہ غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ مودود چشتی کی اولاد ہیں۔ اور بہت صالح و عابد تھے خلق بیحد تھا اور آپ کے اوضاع و اطوار خلق محمدی کے مصداق تھے۔ رات دن عبادت و وظائف میں رہتے خورد و خواب بقدر ضرورت بشری کہ حیات مستعار کی بقا کو کافی ہو کام میں لاتے۔ بہت مریدوں کو آپ کی ذات سے ہدایت و رہبری ہوئی۔ مرجع انام و مآرب خاص و عام تھے۔ قبل غدر آپ نے انتقال فرمایا ہے۔ مزار آپکا ملتانی ڈھانڈہ میں ہے جو بستی قدم شریف و پہاڑ گنج کے درمیان واقع ہے۔ ؁

جہان نما رحمۃ اللہ علیہ

سید حسن رسول نما کے احاطہ کے شمال میں متصل چمیلی والے باغ کے کونہ پر آپکا مزار ہے۔ آپ کے متعلق ہمکو کچھہ معلوم نہیں ہوا جو لکھتے

نور نما رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مزار بھی قریب مزار جہاں نما کے ہے اور آپ کے حالات بھی ہمکو کچھہ معلوم نہیں ہوئے جو لکھے جاتے -

خدا نما رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف میر محمد افضل ہے آپ بڑے بزرگ عارف کامل شیخ عصر تھے آپ کی نگاہ فیض و ارشاد سے ہزاروں آدمی مرتبہ ولایت کو پہنچے خاصہ دیکھنے کا آپ کے خدا نمائی ہے اور خاصہ سننے کا آپ کے خدا آگاہی۔ عرصہ تک مسند ارشاد پر بیٹھکر طالبان خدا کو ہدایت کرتے رہے اس لئے خدا نما لقب پایا۔ تارک دنیا۔ متوکل۔ بے ریا عشق و محبت میں یگانہ تھے۔ ایک جھونپڑی میں پڑے رہتے تھے۔ اور اکثر درویش صاحب حال وقال اور اطفال شب و روز آپ پاس حاضر رہتے۔ آپ نے مجاہدے و ریاضتیں بہت کی ہیں اور استغراق و جذب آپکے مزاج پر غالب تہا۔ آپ نے غرہ ربیع الاول ۱۱۰۶ھ میں بعہد عالمگیر بادشاہ رحلت فرمائی۔ آپکا مزار مقابل محل بھولی بھٹیاری (بوعلی بختیاری) بقول صاحب آثار الصنادید بولا خاں پٹھان کے جانب شمال ایک چاردیواری میں ہے۔

رسول نما رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف سید حسن ہے حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں۔ ولی کامل و صاحب کرامت تھے اور جسکو چاہتے زیارت

رسول کریم صلعم کرا دیتے تھے۔ اس لئے رسول نما مشہور ہوتے۔ آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ بخارا سے ہندوستان آئے اور موضع موہان میں جو قریب لکھنؤ ہے فروکش ہوئے پھر آگرہ آکر متصل مسجد جامع ایک مقام پر چلہ کشی کی پھر وہاں سے نارنول اپنے عم بزرگوار میران تاج الدین شیر سوار چشتی کی خدمت میں آئے اور اُن سے فیض چاہا اور حسب ارشاد اُن کے مجاہدے کئے۔ چنانچہ ان کی توجہ و برکت سے آپ مجلس رسول کریم صلعم میں حاضر ہونے لگے اور اس مجلس میں حضرت اویس قرنی سے بیعت ہوئے اور بطریق اویسیہ فیض حاصل کرتے رہے۔ بعدہٗ بیعت ظاہری آپ کی حضرت موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی بیان کرتے ہیں۔ جن کا مزار بخارا میں ہے۔ ایک جماعت کثیر درویشوں و طالبوں کی آپ کی خدمت میں جہاں آپکا مزار ہے ہمیشہ حاضر رہتی تھی جو کچھ فتوحات سے آتا تھا سب شام تک صرف کر دیتے تھے۔ توکل و قناعت آپ کو اس قدر تھا کہ کبھی کسی امیر کے گھر نہ گئے دولتمند و صاحب ثروتوں کی آمد و رفت آپ ناخوش وحشت انگیز باتیں کر کے بند کر دیتے تھے۔ درویشوں مسکینوں اور مسافروں کی تیمار داری کرتے تھے اور طالبوں کی جماعت میں نہایت شفقت سے بیٹھتے تھے۔

لکھا ہے کہ ایک بیگم نے اپنے خواجہ سرا کے ہاتھ دو ہزار روپیے آپ کی خدمت میں بھیجے اور استدعا کی کہ اس معتقدہ کا حمل قرار نہیں پاتا ہے اور ہر مرتبہ ساقط ہو جاتا ہے آپنے سنتے ہی فرمایا کہ بیگم وہاں اور

فقیر یہاں اگر نزدیک ہوتی تو میں اپنا پانو رکھ دیتا تاکہ قرار پا جاتا خواجہ سرا یہ بات سن کر خوش ہوا۔ اور نیاز مرسلہ بیگم کی وہاں کے لوگوں کو سونپ کر مژدہ بقائے حمل کا بیگم کو سنایا۔ خدا کے فضل سے آپ کی زبان کی برکت سے پورا بچہ وقت مقررہ پر پیدا ہوا۔ ٭

آپ[۱] نے ۱۱۰۳ھ ہجری میں بعہد عالمگیر بادشاہ رحلت فرمائی اور اپنے مدرسہ کے صحن میں دفن ہوئے تاریخ وفات آپ کی پائیں مزار میں مرغول پر کندہ ہے مزار آپ کا بیرون دہلی پہاڑ گنج گوشہ غرب و جنوب میں مشہور ہے

سید ہاشم رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرزند رشید سید حسن رسول نما رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں مقبول رب اویسی المشرب تھے اور اپنے والد ماجد کے طریقہ پر با وجود گزران توکل ہمیشہ خبر گیری فقیروں و طالبعلموں درویشوں کی کرتے تھے۔ آپ نے ۱۱ شوال ۱۱۲۳ھ کو بعہد شاہ عالم بہادر شاہ انتقال فرمایا اور اپنے والد کے برابر دفن ہوئے۔ ٭

شاہ گلشن رحمۃ اللہ علیہ

[۱] آپ کے ایک خلیفہ شاہ محمد سعید کا مزار آپ کے پائیں تخمیناً پندرہ قدم کے فاصلہ پر اور دوسرے خلیفہ شاہ پیر بن بابی کا مزار بیرون احاطہ جانب شرق تخمیناً پچیس قدم کے فاصلہ پر ہے آپ کے ایک خلیفہ شاہ الہ یار صاحب کا مزار مقام بجواڑہ ضلع ہوشیارپور میں ہے اور ایک خلیفہ سید ہاشم علی نے آپ کے حالات و ملفوظات جمع کئے ہیں۔ مؤلف

آپکا اسم شریف شاہ سعد اللہ تخلص گلشن ہے اس لئے شاہ گلشن مشہور ہو گئے آپ بہت بڑے شاعر اور معاصر مرزا بیدل کے ہیں - اور خواجہ عبید الاحد مجددی نقشبندی کے خلیفہ - کمالات ظاہری و باطنی و علوم شریعت و طریقت میں جامع تھے - ریاضت شاقہ کرتے تھے اور جامع مسجد دہلی میں رہتے تھے دو تین دن میں تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے تھے اور دو تین گھونٹ پانی حوض مسجد کے جو گرم ہوتا ہے پی لیتے تھے - اکثر غذا آپ کی خربوزہ و تربوز وغیرہ ترکاریوں کے چھلکے ہوتے تھے جو بازار سے جمع کرا لیتے اور دھو کر کھاتے تھے لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ مسجد میں بیٹھے تھے ایک رنڈی بنی ٹھنی مسجد کے سامنے سے جاتی تھی حاضرین نے کہا کہ آپ توجہ کیجئے کہ راہ راست پر آجائے آپ نے تامل کیا جب یاروں نے بہت کہا تو آپ نے توجہ کی - دو گھڑی بعد وہ رنڈی سر کے بال کھینچے ہوئے اور کملی پہنے ہوئے روتی اور استغفار کرتی ہوئی آگئی اور مرید ہو گئی - آپ کے یادگار دو شعر فارسی درج ذیل ہیں -

گشتم شہید تیغ تغافل کشیدنت ❊ جانم زدست بردہ غزالانہ دیدنت

دیگر

بدقت میتوان فہمید معنیہائے نازِ او ❊ کہ شرح حکمت العین است مژگان درازِ او

آپ نے ۱۱۵۳ھ میں بعہد محمد شاہ بادشاہ انتقال فرمایا - آپکا مزار پہاڑ گنج سے تھوڑی دور آگے سڑک قطب کے بائیں طرف ایک چھوٹی احاطہ میں ہے :-

حافظ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ خلیفہ شیخ محمد صدیق بن شیخ محمد معصوم مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ آپ کو اپنے پیر سے بہت محبت تھی۔ ۳۰ سال تک آپ نے اپنے پیر کی خانقاہ میں پانی بھرا ہے جس سے آپ کے سر کے بال گھس گئے تھے۔ اور ایک دفعہ آپ کے پیر نے آپکو احمد آباد گجرات بھیجا تھا تو پیر کی مفارقت میں روتے روتے آپ کی بینائی خراب ہو گئی تھی۔

لکھا ہے کہ نواب خاں فیروز جنگ نے آپ سے کہا کہ سید حسن رسول نما رح جس کو چاہتے تھے پیغمبر صاحب کی زیارت کرا دیتے تھے۔ آپ کا یہ مرید بھی اس نعمت کا امیدوار ہے تو آپ نے فرمایا کہ آج رات کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر روح پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال کر کے سو جانا انہوں نے ایسا ہی کیا اور زیارت ہو گئی تو صبح کو ارادہ کیا کہ پانچ سو روپیہ پیر کی نذر کرونگا پھر خیال آیا کہ آج رات کو اور زیارت ہو جائے تو دونوں روز کا نذرانہ لیجاؤں گا دوسری شب کو بھی زیارت نصیب ہوئی مگر پانچ سو روپئے پیر کی خدمت میں لے گئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو اول دن کے ہیں دوسرے دن کے نہ لائے آپ نے ۱۲ شوال ۱۱۵۲ھ میں بعہد محمد شاہ بادشاہ انتقال فرمایا آپ کا مزار بیرون اجمیری دروازہ دہلی مدرسہ غازی الدین خان کے شمال و مغرب میں ایک تہ خانہ میں ہے۔

سکندر شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ شاہ محمد رمضان مہمی قادری کے مرید و خلیفہ ہیں جو مولانا شاہ عبد القادر دہلوی کے بھی صحبت یافتہ تھے۔ زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں جب دہلی

خالی کرنے کا حکم ہوا تو آپ گھر سے نکلکر جاتے تھے کہ گورے آتے ہوئے ملے اور انہوں نے بندوق کے فیر سے آپ کو شہید کیا - آپ نے بعہد انگریزی ۱۲۷۴ھ میں وفات پائی - مزار آپ کا محلہ شاہ گنج میں مولوی اشرف علی کے مسجد کے دالان جنوبی کے نیچے آگیا ہے -

سید شرف الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرزند سید شمس الدین ابن سید فخر الدین ناگوری کے ہیں اور مرید و خلیفہ مولوی حسین علی عرف مولوی حستو کے ہیں - جب زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں دہلی خالی کرنے کا حکم ہوا تو آپ بھی معہ چند رفقا نکلکر جاتے تھے کہ گورے آتے ہوئے ملے اور انہوں نے بندوق کے فیر سے معہ رفقا شہید کیا تاریخ وفات ۲۴ محرم ۱۲۷۴ھ ہے اور مزار مسجد پابندہ بیگ خاں واقع گلی شاہ تارا میں ہے -

حبیب اللہ شاہ قادری رح

آپ قادریہ خاندان کے بزرگ ہیں - آپ کے انتقال کو دو سو برس کے قریب گذرے آپ کے حالات تحقیق طور پر معلوم نہیں ہوئے ۱۴ شوال کو آپ کا عرس ہوتا ہے مزار آپ کا کٹرہ گوگل شاہ بازار سیتا رام میں ہے -

شاہ ترکمان بیابانی رح

آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ خلقت سے نفور و مجامع سے دور رہتے تھے استغراق کی حالت تھی اس وجہ سے آپ آبادی سے دور جنگل میں جہاں اب آپ کا مزار ہے آکر رہنے لگے اور بیابانی مشہور ہو گئے صاحب ارشاد و سلسلہ ہیں۔ آپ نے ۴ ۲ رجب ۶۳۵ھ میں بعہد معز الدین بہرام انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار ترکمان دروازہ دہلی کے اندر احاطہ میں ہے

شاہ فتح علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ شاہ صدر جہاں رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور بہت بزرگ گذرے ہیں سن وفات آپکا معلوم نہیں ہوا۔ مزار آپ کا بھوجلا پہاڑی پر ہے۔ ؛

مرزا مظہر جانجاناں شہید رح

آپ علوی سید ہیں آبا و اجداد آپکے امرائے نامدار سے تھے اور سلاطین تیموریہ سے قرابت رکھتے تھے۔ آپ نے دنیا کی طرف میل نہ کیا۔ شوق و عشق و محبت خدا میں مشغول تھے علوم ظاہری میں دستگاہ کامل رکھتے تھے ایک دیوان فارسی آپکا ہے اور اردو کی غزلیں بھی ہیں۔ شعر فہم اعلےٰ درجہ کے تھے۔ چنانچہ بعض استادوں کے شعر منتخب کر کے آپنے جمع کئے ہیں اور خریطۂ جواہر اس کا نام رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ حسین و نازک مزاج بھی تھے۔

آپ اول سید نور محمد بدایونی کے مرید ہوئے اور ان سے خرقۂ خلافت حاصل کیا پھر حافظ سعد اللہ و حافظ محمد عابد و حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ علیہم سے بھی ارادت ہوئی اور فیوض حاصل کئے۔ صاحب کشف و کرامت تھے۔ اور مولانا فخر الدین چشتی و خواجہ میر درد کے ہمعصر تھے ؛

لکھا ہے کہ آپ کا ایک مرید عظیم آباد گیا تھا اس کے بھائی نے آکر کہا کہ سنا ہے وہ قید ہو گیا ہے آپ اس کی رہائی کی دعا کیجئے آپ نے فرمایا قید نہیں ہوا کل اس کا خط آئیگا جو اس نے بھیجا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا ایک بدھے نے آکر کہا کہ میں دیکھنے آیا ہوں کہ طنطنہ جانجانان رحمانی ہے یا شیطانی آپ کو غصہ آگیا تیز نظر سے اس کی طرف دیکھا وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اور آواز سے کہا کہ میں نے توبہ کی خدا کیواسطے معاف کیجئے جب اُس نے خدا کا واسطہ دیا آپ نے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا۔

آپ کو شہادت کی آرزو تھی چنانچہ ۷ محرم ۱۱۹۵ھ بزمانہ شاہ عالم ثانی میں کسی شیعہ نے آپ کو قرابین بھر کر ماری جس سے آپ دور تکلیف میں لوٹتے رہے اور یہ شعر پڑھتے رہے۔ ؛

شعر

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن ‬ خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

بادشاہ وقت نے کہلا بھیجا کہ آپ قاتل کا پتہ بتائیں کہ ہم اس کو سزا دیں تو آپ نے فرمایا کہ مردہ کا مارنا گناہ نہیں میں پہلے سے مردہ ہوں اگر قاتل مل بھی جائے تو سزا نہ دیجائے الغرض آپ نے ۹ محرم کو جام شہادت نوش کیا۔ مولانا فخر الدین چشتی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کا مزار خانقاہ

شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے جو ترکمان دروازہ سے چتلی قبر آتے ہوئے داہنی طرف پڑتی ہے۔

شاہ عبد اللہ عرف شاہ غلام علی رح

آپ سید عبد اللطیف متوطن وتالہ کے فرزند ہیں۔ آپ کے والد شاہ نصیر الدین قادری کے مرید تھے جب آپ سولہ برس کے ہوئے تو آپ کے والد نے شاہ نصیر الدین سے بیعت کرانیکو دہلی بلایا مگر آپ پہنچے تو شاہ صاحب کا انتقال ہوگیا تھا۔ تب آپ کے والد صاحب نے اجازت دی کہ جہاں چاہو مرید ہو آپ مرزا مظہر صاحب کے مرید ہوئے اور خلافت کو پہنچے۔ آپ اکابر مشائخین متصوفین متاخرین سے ہیں اور بعد مرزا صاحب کے آپ ہی جانشین ہوئے ہیں۔ ابواب ہدایت وارشاد لوگوں پر کشادہ گئے اور ہزاروں تشنگان فیض باطن آپ سے سیراب ہوئے خرق عادات آپ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بیمار کی صحت کے لیئے عرض کیا۔ آپ اسوقت نان وکباب تناول فرما رہے تھے اس میں سے ایک نان اور تھوڑا کباب اس عورت کو بطور تبرک دیا جب وہ گھر میں آئی دیکھا تو کباب جلوا ہو گیا۔ جانا کہ مریض جانبر نہوگا اور ایسا ہی ظہور میں آیا اسی طرح آپ کے مرید مولوی کرامت احمد درد ذات الجنب میں مبتلا تھے آپ نے درد کی جگہ دست مبارک ملا فی الحال اچھا ہوگیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ درویش کو صرف یہ چاہیئے۔

نظم

نانِ جویں و خرقۂ پشمین و آب شور	سیپارۂ کلام و حدیث پیمبری
ہم نسخۂ دو چار ز علمے کہ نافع است	در دین نہ لغو بو علی و نز اثر عنصری
تاریک کلبۂ کہ پئے روشنی آن	بیہودہ منتے نبرد شمع خاوری
با یکد و آشنا کہ تیرزو بہ نیم جو	در پیش چشم ہمت شان ملک سنجری
این آں سعادتے ست کہ حسرت برو برآن	جو یائے تخت قیصر و ملک سکندری

آپ نے بارہ ۱۲ صفر ۱۲۴۰ھ میں بعہد اکبر شاہ ثانی انتقال فرمایا اور اپنے پیر کے برابر مدفون ہوئے۔

شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ شاہ غلام علی کے خلیفہ اعظم و جانشین ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد میں ہیں۔ آپ اول مولانا شاہ درگاہی سے سلسلہ قادریہ میں مرید ہوئے۔ پھر شاہ غلام علی کی خدمت میں آئے اور تکمیل اس سلسلہ کی کی اور خلافت پائی۔ حج بیت اللہ کیا اور واپسی میں بمقام ریاست ٹونک انتقال فرمایا۔ نعش مبارک آپکی دہلی میں لائی گئی اور اپنے پیر کے برابر دفن کئے گئے۔ آپ نے یوم عید کو ۱۲۵۰ھ میں بعہد اکبر شاہ ثانی انتقال فرمایا ہے۔ اس وقت اس خانقاہ میں آپ کے پوتوں میں سے مولانا شاہ ابو الخیر صاحب مسند ارشاد پر رونق افروز تھے جو علوم ظاہری و باطنی میں جامع ہیں۔

سنہ ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔

میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم شریف مولانا عماد الدین ہے میر محمدی مشہور ہیں۔ مولانا فخر الدین فخر جہاں کے خلیفہ اور بہت خوش اوقات بزرگ تھے۔ مرزا سلیم نہایت عقیدت سے آپ کے مرید تھے۔ جب میر صاحب کا انتقال ہوا تو مرزا سلیم نے اپنے ہی مکان میں آپکا مزار بنوایا اور وصیت کی کہ بعد انتقال کے میں بھی یہیں دفن کیا جاؤں۔ چنانچہ حسب وصیت ایسا ہی کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے فیض قادریہ اپنے ماموں شاہ فتح علی رح سے بھی پایا ہے جن کا مزار بھوجلا پہاڑی پر ہے۔ جس جگہ آپ کا مزار ہے وہ جگہ خانقاہ میر محمدی مشہور ہے اور جتلی قبر کو آتے ہوئے داہنی طرف کو پڑتی ہے۔ میر صاحب کا انتقال ۱۲۴۲ھ میں بعہد اکبر شاہ ثانی ہوا۔

جتلی قبر یعنی مزار سید روشن شہید رح

آثار الصنادید و ہفت قلزم و یادگار دہلی میں لکھا ہے کہ یہ مزار آبادی شاہجہاں آباد سے پہلے کا ہے اور لوگ سید روشن شہید کا مزار بتاتے ہیں۔ اور بعض گھوڑے کی قبر کہتے ہیں۔ مؤلف نے سنا ہے کہ ملفوظات شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ طبع ہوئے ہیں اس میں صاحب مزار کا نام حضرت مجد الدین لکھا ہے۔ یہ خیال تو محض لغو ہے کہ گھوڑے کی قبر ہے کیونکہ دراصل تین چار قبریں ہیں جو اندر تہ خانہ میں ہیں۔ اوپر صرف ایک کا نشان ہے لیکن

ملفوظات کی نسبت تاوقتیکہ یہ نہ دیکھ لیا جائے کہ جامع کون ہے اور کس پایہ کا ہے اور ملفوظات شاہ صاحب کے ہونے کا کیا ثبوت ہے کوئی نہیں دیجا سکتی

شاہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرشد کامل۔ ناصح اکمل۔ شریعت کے پابند صاحب سوز و گداز تھے۔ اور ارشاد و ہدایت خلق میں بمقام گجرات مصروف۔ جب وہاں جیت سنگھ نے گاؤکشی منع کردی۔ آپ نے ایام وفات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں کھانے فاتحہ کی مجلس واسطے درویشوں کے ترتیب دی وہ کافر یہ دیکھ کر آپ کا دشمن ہو گیا اور ظلم و ستم کرنے لگا۔ اس لئے آپ معہ اپنے یار دوستوں کے وہاں سے دہلی چلے آئے اسی زمانہ میں اُس نے یہ عرضداشت بادشاہ فرخ سیر کے پاس بھیجی کہ یہ فقیر مکار جادوگر وہاں پہنچکر لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کو قید کرلیا جائے پس ملازمان شاہی نے آپکو معہ دیگر ہمراہیوں کے مسجد چوبین اندرون قلعہ میں قید کردیا اس اثنا میں کسی بزرگ نے خواب میں بادشاہ پر عتاب کیا کہ اس بزرگ کو جلد رہائی دیجائے ورنہ غضب الٰہی میں گرفتار ہو جائے گا۔ بادشاہ نے بیدار ہوتے ہی خواجہ سراؤں کو آپ کے پاس بھیجا کہ بہت سی معذرت کرکے آپ کو باہر نکال دیں اور آپ کو اختیار دیں کہ جہاں چاہیں رہیں چنانچہ بموجب حکم تعمیل ہوئی آپ نے معہ رفیقوں کے جامع مسجد میں آکر اقامت کی اور طالبوں کے

وعظ وارشاد میں مصروف ہوئے آپ نے ۱۹ رمضان ۱۲۱۱ھ میں بعہد رفیع الدولہ انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار املی کی پہاڑی پر ایک مسجد کے صحن میں جنوب کی طرف گنبد میں ہے۔

سید داؤد رحمۃ اللہ علیہ

یہ مزار بھی شاہجہاں آباد کی آبادی سے پہلے کا کہتے ہیں اور آپکو شاہ ترکمان بیابانی کا خلیفہ بتاتے ہیں اور حالات آپ کے اور سنہ وفات معلوم نہیں ہوا۔

آپ کا مزار محلہ سوئی والوں میں قریب حوض کے ہے۔

شاہ پیرا مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ بزرگ صاحب تصرف تھے۔ مدتوں سیدی مرجان کی دکان میں رہے مرد بادخایہ تھے۔ ہمیشہ سقے خاصکر گرمی کے موسم میں ان کے سامنے کھڑے رہتے تھے اور مشکیں ان کے سر پر ڈالتے تھے اور پانی کی قیمت راستہ کے آنے جانے والوں سے دلواتے تھے۔ اور نقد وجنس میں سے جو کچھ ان کے پاس آتا تھا حاضرین کو بخش دیتے تھے۔ ایک جوان کمہار آپ کے مسکن کے سامنے رہتا تھا جس کو آپ کی طرف سے ہر روز چار ٹنکہ (پیسہ) ملتے تھے۔ پکا ہوا کھانا جو شخص لاتا کبھی کھا لیتے اکثر پرواہ بھی نہ کرتے۔ اور ہر شخص کا جواب بہکے بہکے لفظوں سے دیتے تھے۔ اور لوگ

اپنے مطلب کے موافق ان لفظوں سے معنی نکالتے تھے۔ اور فال نیک سمجھتے تھے۔ اور آپ کی زبان سے جو نکلتا تھا وہی دیکھتے تھے آپ نے ۶ شعبان ۱۱۲۶ھ میں بعہد فرخ سیر انتقال کیا۔ مزار آپ کا بازار امیر خان میں متصل کوچہ بقار اللہ خاں لب سڑک ایک احاطہ میں ہے۔

شاہ صابر بخش رح

آپ اپنے زمانہ کے برگزیدہ و مقدس بزرگ چشتیہ صابریہ خاندان کے ہیں۔ آپ کے والد شاہ غلام نصیر الدین ابن شاہ غلام سادات چشتی قدس سرہ ابن شیخ عبد الواحد عرف نواب بشارت خاں برادر زادہ حقیقی شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں آپ نے بہت سے بزرگوں سے فیض پایا۔ اور اپنے جد امجد شاہ غلام سادات سے خلافت پائی جن کا سلسلہ شیخ محمد ابراہیم رامپوری سے ملتا ہے۔ آپ نے ۱۴ ربیع الاول ۱۲۴۷ھ ہجری کو بعہد اکبر شاہ ثانی انتقال فرمایا۔ آپ کے مزار کے سرہانے جو لوح سنگین پر کتبہ ہے وہ بہادر شاہ ثانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور براہ عقیدت تحفتہً بھیجا ہوا ہے۔ فیض بازار میں آپکی خانقاہ مشہور ہے۔ اور یہ مقام صابر بخش کی باغیچی کہلاتا ہے۔

سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرزند و خلیفہ و جانشین شاہ صابر بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

نہایت[1] بزرگ نورانی صورت اور پرائے لوگوں کا نمونہ تھے اپنے والد کے قدم بقدم رہے۔ عرس کے موقع پر سماع میں آپکی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے جن کو آپ بیٹھے بیٹھے رومال سے پوچھتے تھے اور ہاتھ پانو کو جنبش نہ دیتے تھے۔ آپ نے ۱۲۳۰ھ میں بعہد انگریزی انتقال فرمایا اور اپنے والد کے برابر دفن ہوئے

شاہ بڑے رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اصل نام سید شاہ محمد سلیم ہے حضرت غوث الاعظم کی اولاد میں ہیں۔ بزمانہ محمد شاہ بادشاہ دہلی تشریف لائے اور زیر قلعہ شاہجہاں جانب شرق فروکش ہوئے۔ قادریہ خاندان کے بزرگ ہیں اور صاحب تصرف۔ لوگوں کا بیان ہے کہ دریا خواہ کسیقدر طغیانی پر ہو آپکا مزار کبھی غرق نہیں ہوا۔ سال وفات کا معلوم نہیں ہوا۔

برابر آپ کے پوتے سید مہدی علی شاہ کا مزار ہے۔ یہ چھوٹے شاہ صاحب اور ان کی دادا بڑے شاہ صاحب مشہور تھے۔ آپ نے ۲۲ محرم سنہ ۱۲۷۱ھ میں بعہد بہادر شاہ ثانی انتقال فرمایا۔

مولانا شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رح

آپ مشاہیر مشائخ کرام و اکابر علمائے عظام سے ہیں۔ عالم باعمل اور

---

[1] آپ کے احاطہ مزار کے متصل چند قبریں ہیں کہ ان میں سے ایک برابر ہی نمایاں ہے اسیطرح پر دو قبریں کچھ فاصلہ پر جانب شرق مسیدان میں بنی ہوئی ہیں۔ ان میں سے غالباً برابر والی کو میر منو وغیرہ کی قبور کہتے ہیں اور احتمال مؤلف یہ ہے کہ میمیان کی قبر میر محمد شفیع خلیفہ پیر محمد لکھنوی کی ہے۔ مؤلف

اور ولی کامل تھے۔ آپ نے شیخ ابوالرضا سے علوم ظاہری کی تحصیل کی اور شیخ ابوالفتح قادری کی خدمت میں رہکر علوم باطنی کی تکمیل کی فیض ارادت وخرقہ خلافت چشتیہ شیخ یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور سب سلسلوں میں مجاز تھے۔ میر محترم نقشبندی کے محرم راز تھے۔ آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ عرس اپنے پیروں کا کرتے تھے مگر سوائے مریدوں کے کسی کو قوالی میں آنے نہ دیتے تھے۔ تالیف تفسیر وتعلیم حدیث وتکمیل وجدان میں سوائے نماز جمعہ کے گھر سے باہر نہ نکلتے تھے۔ امراو سلاطین سے گریز کرتے تھے مگر وہ لوگ پہنچتے تھے۔ فرخ سیر بادشاہ نے ہر چند چاہا کہ وظیفہ مقرر کرے مگر آپ نے منظور نہ کیا اور ع۸ ماہواری جو آپ کے مکان کے کرایہ کے آتے تھے اس میں بسر کی۔ آپ کے رہنے کے لئے آپ کی مرید وخلیفہ شیخ نظام الدین اورنگ آبادی نے عالمگیر ثانی سے ایک مکان ترولی خانم کے بازار میں مانگ لیا تھا۔ اس میں آپ رہتے تھے۔ تفسیر کلیمی سواء السبیل۔ تسنیم عشرہ کاملہ کشکول۔ مرقع۔ مکتوبات وغیرہ آپ کی تصنیف سے ہیں۔ اور شاہ نظام الدین اورنگ آبادی۔ مولانا عبدالصمد شاہ محمد ہاشم۔ مولانا شاہ ضیاء الدین۔ خواجہ یوسف۔ خواجہ شریف مولانا شاہ جمال جے پوری آپکے خلیفہ ہوئے۔

آپ نے ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ کو بعہد محمد شاہ بادشاہ انتقال فرمایا آپ کا مزار لعل قلعہ وجامع مسجد کے درمیان میں ہے۔ کٹہرہ سبز لکڑی کا گرد چبوترہ لگا ہوا ہے۔

یہیں آپ کے نواسے شاہ محمد غوث کا مزار ہے جو خلیفہ مولانا فخر الدین چشتی کے تھے۔

سید بھورے رحمۃ اللہ علیہ

آپ قادریہ خاندان کے بزرگ ہیں اور سید فیض رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی ہیں آپ چار بھائی ہیں۔ تیسرے بھائی کا نام میر فیض اور چوتھے کا معلوم نہیں ہوا نہ سال وفات آپکا معلوم ہوا۔
مزار آپ کا شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی کے مشرق میں لعل قلعہ کی خندق پر ہے۔

شاہ آبادانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد میاں نور جمال صاحب سیالکوٹ کے رہنے والے تھے جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو دہلی آئے اور مولانا میر محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے قریب مکان لیا اور مولانا ہی کے مرید ہوئے اور خلافت پائی اور مولانا کی انتقال کے بعد آپ مرجع خلایق بنے۔ ~~مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ سے صحبت~~

ایک قبر جامع مسجد کے شمال میں لب سڑک قریب شفاخانہ ہے جسکا کچھ پتہ نہیں لگا۔ چند قبور جامع مسجد کے گوشہ شمال و مغرب میں ہیں جنمیں سے ایک لب سڑک ہے کہتے ہیں کہ تعمیر مینار کے وقت جو خم رہ گیا تھا اس کو آپنے سیدھا کیا۔ محققین کا خیال ہے کہ یہ قبور ان لوگوں کی ہیں جو تعمیر مسجد میں شریک تھے اور زمانہ تعمیر میں فوت ہوئے۔ (مؤلف)

رہیں بہت سے لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے صوفی الہ یار بیگ رومی۔ شہزادہ مرزا حاجی۔ شاہ کلو دہلوی۔ شاہ احسان علی پاک پٹنی آپ کے خلیفہ ہوئے آپ نے ۶۹ برس کی عمر میں ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۲ھ کو بعہد اکبرشاہ ثانی انتقال فرمایا۔ آپ کے بھائی لعل محمد کی اولاد متولی مزار ہے اور آپ کے خاندان کی یہ نشانی ہے کہ نیلے رومال سب کے پاس ہوتے ہیں۔ اس وقت آپ کے سلسلہ میں مولانا شاہ مبارک حسین مدرس اول ضلع اسکول دربھنگہ اور ان کے خلیفہ شاہ سید حسین صاحب بہاری موجود ہیں آپ کا مزار پنچکیوں کے سامنے میدان میں جانب غرب نہر کے شمالی کونہ پر ہے۔

صوفی سرمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ یہودی سے مسلمان ہوئے اور تجارت کرنے لگے۔ ایک عرصہ تک دنیاوی خرید و فروخت میں مشغول رہے۔ اس کے بعد شحنۂ عشق نے چونکایا محبت کے ولولے پیدا ہوئے اور شہر ٹھٹھ میں ایک ہندو کے لڑکے پر عاشق ہو گئے مگر غلبہ حال نے دامن کھینچا اور مجاز سے حقیقت پر پہنچا دیا۔ ادھر لڑکا بھی مال و دولت کو چھوڑ کر صوفی مشرب ہو گیا اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔ پھر دونوں شاہجہاں کے وقت میں دہلی آئے۔ شہزادہ دارا شکوہ معتقد مجذوبوں کے تھے شہرہ سنکر حاضر ہوئے اور بادشاہ کو بھی ترغیب دیتے رہے بادشاہ نے عنایت خاں رشتہ کو تفتیش کے لئے مقرر کیا۔ عنایت خاں نے ہر چند جستجو کی مگر کچھ پتہ نہ چلا سے

میانِ عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

آخر پابوس ہو کر بادشاہ کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

بر سر ملاء برہنہ کرامات تہمت است کشفے کہ ظاہر است ازاں کشفِ عورت است

بادشاہ نے فرمایا کہ بیک گز کرپاس دہن خلق تواں دوخت۔ آپ برہنہ پھرتے تھے۔ جب عالمگیر کا زمانہ ہوا تو اس نے صوفی سے کپڑے نہ پہننے کی بابت دریافت کیا آپ نے یہ رباعی فرمائی۔ آنکس کہ ترا سریر سلطانی داد ٭ مارا ہمہ اسباب پریشانی داد ٭ پوشاند لباس ہر کرا عیبے دید ٭ بے عیباں را لباس عریانی داد

ایک دفعہ ملا عبد القوی نے بادشاہ کے اشارہ سے آپ کو بلا کر پوچھا کہ چرا عریاں میباشی۔ تو سرمد نے جواب دیا کہ شیطان قوی است۔ الغرض جب آپکی یہ حالت بڑھتی گئی اور آپ ۔من خدایم من خدایم من خدا کے نعرے مارنے لگے تو علمائے وقت نے آپ کے قتل کا فتویٰ دیا جب آپ مقتل میں پہنچے تو یہ شعر فرمایا۔

سر جدا کرد از تنم شوقیکہ با ما یار بود قصہ کوتاہ گشت ورنہ دردِ سر بسیار بود

یہ واقعہ چوتھے سال جلوس عالمگیری ۱۰۷۲ھ میں ہوا آپکا مزار زیر جامع مسجد جانب شرق سرخ رنگ کا ہے اور کٹہرہ بھی سرخ لگا ہوا ہے۔ آپ کی رباعیات نہایت اعلیٰ مضامین عشق و تصوف سے پر ہیں جو طبع ہو گئی ہیں۔

خادم مزار کا بیان ہے کہ آپ کے پائیں میں ذرا الگ کو جو مزار ہے وہ محمد عرف ہینگا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو قادریہ خاندان

میں خلیفہ ہیں اور چشتیہ خاندان میں حافظ ظہور صاحب آپ کے خلیفہ تھے جن کا مزار ضلع میرٹھ میں ہے۔ واللہ اعلم

شاہ صدر جہان رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ مخدوم شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ خاندان میں مجاز تھے عرصہ تک دہلی میں ہنگامہ مشیخت گرم رکھا اور ہزاروں کو واصل بخدا کیا۔ آخر ۱۲ ذیقعدہ ۱۱۸۲ھ کو بعہد شاہ عالم ثانی وفات پائی۔ آپ کا مزار روشن پورہ میں نئی سڑک پر ہے۔

شاہ عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ

آپکا حال کسی کتاب سے یا کسی شخص سے معلوم نہیں ہوا۔ ایک یادداشت عرائس زمانہ اکبر شاہ ثانی سے اس قدر معلوم ہوا کہ آپکا عرس ۱۰ ربیع الاول کو آپکے مزار پر ہوا کرتا تھا اور قوالی بھی ہوتی تھی۔ شاید چشتیہ خاندان کے بزرگ ہوں مزار آپ کا کچھ باغ واقع چاندنی چوک میں ایک نو تعمیر مسجد کے صحن میں جانب شمال ترتیب دیوار آگیا ہے اور اسکا کتبہ دکھائی دیتا ہے۔ جس سے آپکی وفات ۱۲۳۷ھ عہد اکبر شاہ ثانی میں پائی جاتی ہے

سرمد کے سرہانے ایک مزار ہرے پتھر کا مشہور ہے خادم کا بیان ہے کہ یہ شیخ کاظم شطاری ساکن سنبھل کا ہے جو سرمد صاحب کے پیر ہیں اور چشتیہ خاندان میں سرمد ان کے مرید تھے اور قادریہ خاندان میں سید کبیر الدین جن کا مزار اوچ میں ہے۔ سرمد صاحب کے پیر ہیں۔ مگر سرمد صاحب کے مریدوں و پیروں کی نسبت ایک جاہل اور اجنبی مجاور کے بیانات قابل تسلیم نہیں سمجھے جاتے۔ مؤلف

شاہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مزار بھی اسی مسجد مذکورہ بالا کے دروازہ بیرونی کے داہنے ہاتھ کو ایک حجرہ میں کنارہ باغ پر ہے آپ کا عرس بھی ۹ شعبان کو ہوا کرتا تھا اور اس میں بھی قوالی ہوتی تھی۔ اور کچھ حال وسال وفات آپکا معلوم نہیں ہوا

حافظ شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی ہیں سنہ وفات آپ کا معلوم نہیں ہوا۔
مزار آپ کا صحن مسجد فتحپوری کے اندر ایک احاطہ میں ہے اور ۲ محرم تاریخ عرس ہے۔

میران شاہ نانو رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت ~~شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی کے ہمعصر تھے~~ حافظ شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر تھے۔ آپکا وطن تھا نیسر ہے اور شیخ جلال الدین تھانیسری کی اولاد میں ہیں۔ بعد تکمیل علوم ظاہری و باطنی دہلی آئے اور حریم مسجد فتحپوری میں ایک حجرہ کے اندر سکونت اختیار کی رفتہ رفتہ آپ کی کرامات و فیوض باطنی کی شہرت ہوگئی۔ آخر بعمر ۸۰ سال ~~بعہد محمد شاہ بادشاہ~~ آپکا انتقال ہوا اور اسی مسجد کے احاطہ میں برابر اپنے پیر کے مدفون ہوئے۔ ۹ صفر تاریخ عرس ہے۔ سنہ وفات آپ کا معلوم نہیں ہوا۔

شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ

آپ خلیفہ میراں شاہ نانو کے ہیں۔ میراں شاہ نانو کے بعد آپ انکے جانشین ہوئے اور اسی حجرہ میں مسند خلافت پر بیٹھے۔ باوجود توکل تمام کو آپ کی طرف سے غریبوں کو کھانا ملتا اور لنگر جاری رہتا بعد وفات بعہد محمد شاہ اپنے پیر کے برابر مدفون ہوئے - آپ کا عرس ۱۲ ربیع الاول کی ۹ تاریخ کو ہوتا ہے۔ سنہ وفات معلوم نہیں ہوا - ؁

سید عبد الرحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے مستند اولیاؤں میں سے ہیں - قادریہ خاندان میں سید عبد الجلیل کے مرید و خلیفہ ہیں اور سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور بزرگ کے پیر و مرشد ہیں۔ صاحب تصرفات و کرامات تھے۔ آپکا مزار اسٹیشن ریل صدر بازار کے مسافر خانہ کے پیچھے ایک احاطہ میں ہے۔ انتقال آپ کا آخر زمانہ شاہجہاں یا شروع زمانہ عالمگیر میں ہوا سنہ وفات معلوم نہیں ہوا - ؁

بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱؎ تیلی واڑہ میں ایک بزرگ مجذوب المعروف بہ دادا جی رہتے تھے ایک لنگوٹی باندھے فیل مست کیطرح بیٹھے رہتے تھے اہل حاجات جاتے اور اکثر مرادیں چاہتے تو آپ ضرور کچھ طلب فرماتے تھے اور جو کچھ لوگ دیتے آپ ایک عورت کو جو آپکی خدمت کرتی تھی اور کچھ بچوں کو دیدیتے تھے -

۲؎ قریب باڑہ کے ایک مزار پیر غیب کا مشہور ہے مگر ہم کو ان کے حالات کچھ معلوم نہیں ہوئے -

آپ پنجاب کے رہنے والے تھے۔ سلسلہ قادریہ زراقیہ میں شاہ عبدالحمید کے خلیفہ ہیں اور مولانا فخر الدین چشتی و شاہ نانو کے صحبت یافتہ۔ آپ مجذوب سالک تھے۔ آپ نے ۲۰ محرم ۱۲۰۸ھ کو بعہد شاہ عالم ثانی انتقال فرمایا۔ مزار آپکا کابلی دروازہ کے باہر ہے۔ ❊

شاہ حفیظ الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید خاص بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور بھولو شاہ کے مزار کے قریب آپ کا بھی مزار ہے۔ ۳۰ ذلیقعدہ ۱۲۳۶ھ بعہد اکبر شاہ ثانی آپ نے انتقال کیا آپ کے پائیں میں آپ کے صاحبزادے و خلیفہ شاہ غلام محمد صاحب کا مزار ہے اور ان کا انتقال بعہد بہادر شاہ ثانی ہوا ہے ❊

شاہ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ

آپ قادریہ خاندان کے بزرگ ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک سوداگر بارادہ حج گھر سے چلے دہلی آئے آپ سے ملے تو آپ سے عقیدت و ارادت ہو گئی کچھ عرصہ قیام کرنے میں زادراہ بھی کم ہو گیا اور اتنا وقت بھی نہ رہا کہ سفر بیت اللہ کر سکیں۔ ایک روز افسوس میں بیٹھے تھے۔ تو شاہ صاحب نے انسے پوچھا سوداگر صاحب نے سبب بتایا۔ آپ نے فرمایا جب یوم حج ہو علی الصباح مجھ سے کہنا چنانچہ یوم حج کو کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آنکھیں بند کر لو۔ انہوں نے آنکھیں بند کیں تو اپنے تئیں بیت اللہ میں

میں پایا۔ فرائض حج ادا کئے اور پھر بدستور اپنے آپ کو دہلی میں پایا۔
چنانچہ آخر کو سوداگر صاحب نے خلافت پائی مزار شاہ صاحب کا سبزی منڈی میں داہنے ہاتھ کو گلی کہار والی میں ہے
مزار سوداگر صاحب کا لال دروازہ سبزی منڈی کے قریب لب سڑک
ہے شاہ صاحب کا عرس ۵ صفر کو ہوتا ہے۔ سال وفات معلوم نہیں ہوا

شاہ آفاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مشاہیر مشایخ کرام و علمائے عظام سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری
و باطنی و صاحب تصرفات تھے اور آپ مرید و خلیفہ خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی
خلیفہ خواجہ محمد زبیر کے تھے۔ آپکا سلسلہ نسب چھ واسطوں سے شیخ مجدد
الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے اور سلسلہ باطن پانچ واسطوں
سے۔ آپ خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کی بھی صحبت میں رہے ہیں اور
فوائد باطنی اخذ کئے ہیں۔ آپ کابل تشریف لیگئے تو زماں شاہ بادشاہ
بادشاہ کابل آپ کا مرید ہوا۔ شاہ غلام علی رح آپ کی تعریف کرتے تھے۔
اور اپنے مریدوں کو بعد تعلیم آپ کی خدمت میں بھیجتے تھے۔ جب آپ
صاد کر دیتے تو تکمیل پوری سمجھتے۔ آستانہ آپ کا مخزن فیض و برکت
بنا ہوا تھا دور و دراز ملکوں سے لوگ آتے اور فیض پاتے تھے۔ مولانا
شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی اور شاہ نصیر الدین دہلوی آپکے خلفاء
میں سے ہیں۔ آپ نے ۷ محرم ۱۲۵۱ھ کو بعہد اکبر شاہ ثانی وفات پائی
آپ کا مزار سبزی منڈی کے قریب مغلپورہ میں آٹے کے مل کے متصل چھوٹی

سی مسجد کی پشت پر احاطہ کے اندر ہے حاجی علاءالدین آپ کے خلیفہ و جانشین تھے۔

شاہ فرہاد رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت باخدا عارف کامل ابوالعلائی خاندان کے ہیں اور شاہ دوست محمد کے خلیفہ۔ جن کا مزار اورنگ آباد میں ہے اور وہ خلیفہ شاہ ابوالعلاء رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ حالت استغراق نے آپ پر غلبہ کیا تھا۔ خوراک و پوشاک سے اکثر بیخبر رہتے۔ ہمیشہ ذاکر و شاغل تھے۔ اکثر وقت خود کو آپ گم کر دیتے تھے اور پھر نیز پر جستجو کرتے تھے۔ اگر کوئی پوچھتا حضرت کیا ڈھونڈتے ہیں تو آپ فرماتے فرہاد یہاں بیٹھا تھا کہاں گیا۔ توجہ آپ کی قوی التاثیر تھی ایک نگاہ میں آدمی بیہوش ہو جاتا ہنگام سماع میں مراقب بیٹھتے عالم محویت کی سیر کرتے آپ کے کشف و کرامات و جذبات بیحد تھے میر اہل اللہ برہان الدین آپ کے خلفا رہوئے۔ آپ نے ۲ جمادی الثانی سنہ ۱۱۳۵ھ میں بعہد محمد شاہ بادشاہ انتقال فرمایا۔

مزار آپ کا چھٹی نویسی کے باغ کے متصل دوسرے باغ میں غرب کیجانب ہے اس وقت آپ کے سلسلہ کی ایک شاخ میں شاہ عبداللہ صاحب موضع جھنجنو ضلع شیخاواٹی ریاست جے پور میں اور دوسری شاخ میں آغا محمد داد صاحب حیدرآباد میں موجود تھے۔

آپکے ایک خلیفہ شاہ اسداللہ اور دوسرے خلیفہ شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات قریب ہی باغ کی اگر سیدن چبوترہ پر تھے مگر اب نہیں ہیں۔ مؤلف۔

بایزید اللہ گو رحمۃ اللہ علیہ

آپ بایزید اللہ ہو مشہور ہیں اور چشتیہ خاندان سے ہیں۔ آپ قصور کے پٹھانوں میں سے ہیں۔ بایزید ثانی تھے ہمیشہ مشاہدہ دوست سے سرو آپ ہمیشہ ایک چادر و کرتہ و لنگوٹہ سرخ و کمر بند چرمی باندھے ہوئے ننگے سر ننگے پاؤں کوچہ و بازار میں اللہ ہو کہتے پھرتے تھے اور ایک جماعت خرد و کلاں کی آپ کے ساتھ ہوتی تھی جو کچھ ملتا تہا فی الفور حاضرین کو دیتے اور جو کوئی بیمار آپ کے پاس آتا اُس کا علاج کرتے تھے لکھا ہی کہ ایکدن بازار میں ایک عورت جو بہت سے امراض سخت میں مبتلا اور خستہ حالت میں تھی آپ کے سامنے سے گذری۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا کوئی والی ہی اس نے کہا سوائے خدا کے کوئی نہیں آپ نے اس سے کہا کہ اگر میری نکاح میں آجائے تو تیرا علاج کردونگا۔ اس نیکبخت نے قبول کیا آپ نے اس سے نکاح کر لیا اور اپنے کندھے پر بٹھا کر اپنے گھر لیگئے اور اپنے ہاتھ سے اس کا منہ دُہلایا آنکھوں سے چیپڑ نکالے اور اپنے پلنگ پر نرم بچھونا بچھا کر اس کو سُلایا اور اس کی دوا و غذا میں مشغول ہوئے خدا کے فضل سے وہ ایک ہفتہ میں تندرست ہوگئی آپ نے مہر کے علاوہ اور کچھ دیکر اس کو طلاق دیدی اور نماز و روزہ عصمت و عفت رکھنے کی نصیحت کی چنانچہ وہ عورت بڑی عابدہ ہوگئی۔ اسی طرح آپ کو سفارش کرنے اور دنیا کی مرادیں پوری کرانے میں بہت دسترس تھی۔ آپنے بادشاہ وقت

عالمگیر سے کہا کہ تو جو نائب پیغمبر ہے کیوں سنت بجا نہیں لاتا اور لڑکیوں کا نکاح نہیں کرتا بادشاہ نے آپ کے حکم کے بموجب عمل کیا۔ حالانکہ یہ بات بادشاہوں سے کم ہوتی ہے آپ نے ۹ جمادی الاول ۱۰۹۵ھ میں بعہد اورنگ زیب عالمگیر انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار روشن آرا باغ کے متصل شمال میں ہے۔ احاطہ مزار کے شمال میں تکونیہ باغ ہے۔

حافظ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ شیخ عبدالاحد مجددی نقشبندی بن احمد سعید بن مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم کے ہیں اور مرزا جانجاناں رح کے پیر صحبت۔ آپ علم و عمل و پرہیزگاری و تقویٰ میں اولیائے وقت سے سبقت لیگئے تھے رات دن عبادت میں مشغول رہتے اور ہر راتکو نماز تہجد میں ساٹھ دفعہ سورۂ یٰسین پڑھتے تھے اور بیماری کے زمانہ میں ۳۵ دفعہ پڑھتے تھے۔ ایکہزار بیس دفعہ کلمہ شریف۔ ہزار بار نفی اثبات بحبس نفس و تلاوت قرآن شریف۔ ہزار بار درود شریف آپکا روزمرہ کا ورد تھا روزانہ دو سو آدمی علماء و صلحا آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ نے ۱۱۶۰ھ میں بعہد محمد شاہ بادشاہ انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار روبروئے مبارک باغ قریب آزادپور رستہ لب سڑک کے پاس کھیتوں میں ہے۔

سید شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید مخدوم عالم حسینی الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں اور سید محمد قنوجی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وہ مرید بحر العلوم شاہ محب اللہ الہ آبادی کے اور وہ مرید خواجہ ابو سعید کے تھے۔ بزرگ صاحب کرامات تھے عالمگیر کے شروع زمانہ میں بطریق سیر الہ آباد سے دہلی آئے اور عمارت فیروزی متصل وزیر آباد کنارہ جمنا پر مدتوں ریاضت میں طالبوں کے ارشاد و گمراہوں کی ہدایت میں گزارے آخر ۱۸ / جمادی الاول سنہ ۱۱۳۴ھ میں بعہد محمد شاہ بادشاہ انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار موضع وزیر آباد میں ہے آپ کے اور آپ کے خلیفہ شاہ صمد جہاں رحمۃ اللہ علیہ کے عرسوں کے لیے موضع مولڑ بند شاہی وقت سے جاگیر ہے

تقریظات جو کتاب ہذا کی طبع اوّل پر لکھی گئیں

تقریظ جناب مولانا حافظ قاری شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ العالی

بعد الحمد والصلوۃ۔ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ وَدَاعَۃَ قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهِ فَدُفِنَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَهُ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهَا فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَقَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِي يُخْبِرُنِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَسَرَ عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ أُعْلِمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي رواه ابو داؤد (مشکوٰۃ باب دفن المیت)

یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ قبور کا پتہ یاد رکھنے کا اہتمام کرنا جبکہ اُس میں معتد بہا مصلحت ہو اور خارجی مفاسد نہ ہوں فی نفسہ مشروع ہے۔ ایک مصلحت خود حدیث میں مذکور ہے دوسرے مصالح کا معتد بہا و مطلوب ہونا دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ جیسے قبر کی زیارت و وہاں حاضر ہو کر ایصال ثواب کے لئے قرآن وغیرہ پڑھنا۔ کہ یہ سب دوسری احادیث میں مذکور ہیں۔ اُن کا اہانت سے محفوظ رکھنا خصوص جبکہ اُن کی اہانت مستلزم اہانت اسلام ہو کہ یہ بھی اصول و قواعد شرعیہ سے ثابت ہے۔ یا اہل قبور جب کاملین ہوں۔ اُن سے فیوض باطنیہ حاصل کرنا کہ اہل طریق کا (جو کہ اہل کشف و بصیرت و نیز اہل اجتہاد ہیں) اس پر قریب قریب اجماع ہے۔ اور خُلو عن المفاسد کی اشراط پر نیز دلائل مستقلہ دال ہیں جن میں خاص امور سے نہی وارد ہے جیسے اُس کو پختہ بنانا اور اُس پر چراغاں کرنا یا اُس پر عورتوں کا آنا خصوص آوارہ عورتوں کا اور اس پر عمارت بنانا اور اس کو سجدہ گاہ بنانا۔

رسالہ ملقب بہ مزارات اولیائے دہلی مؤلفہ جناب مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی کا دو حصہ میری نظر سے گذرے جس میں مزارات کے نشانات کی تحقیق و ضبط کرنے بہت اہتمام کیا گیا ہے۔ جس کے بعض مصالح خود رسالہ میں بھی مذکور ہیں۔ آگے ناظرین کا فرض ہے کہ رسالہ مذکورہ کو مصالح مذکورہ کی برکات حاصل کرنے کا واسطہ رکھیں۔ اور مفاسد کی طرف تجاوز نہ کریں۔ واللہ الموفق۔

کتبہ اشرف علی ۲۳ شوال ۱۳۴۶ھ مقام تھانہ بھون۔

سے تقریظ شمس العلماء مولانا ابو محمد عبد الحق صاحب مرحوم مفسر تفسیر حقانی دہلوی مورخہ ۱۲ رجب ۱۳۴۳ھ

باسمہ الکریم

میں نے کتاب مذکورہ کو متعدد مقامات سے دیکھا اور اُس تاریخی مجموعہ سے منطبق کیا جو میرے سینہ میں ہے تو سراسر موافق پایا۔ اس میں شک نہیں کہ دہلی کے آثار باقیات پر کچھ لکھنا ہر ایک شخص کا کام نہیں کتابوں کا۔

نہ بھی معلومات کا ناقص ذریعہ راہبری نہیں کر سکتا۔ معمولی شخص کا کھنڈرات میں پھرنا جو پرانے کتبہ پڑھ بھی
نہیں سکتا چہ جائیکہ سمجھتا ہو کیا خاک رہبری کر سکتا ہے مصنف نے اپنی اُس خداداد قابلیت سے جو اُن
کو حق نے دی ہے بہت کچھ اچھا لکھا جس کو ایک اعلیٰ مورخ بھی تسلیم کرنیکو تیار ہو سکتا ہے ۔
مزارات کی بابت اس تحقیق کے ساتھ اتنا حال بھی معمولی کیا بلکہ تاریخی کتابوں میں بھی کم ملتا ہے ۔
خدا تعالےٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔ فقط ۔

تقریظ شمس العلماء مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مرحوم

(مندرجہ اخبار ہمدرد مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۱۳ء)

دیکھ اس شہر کے کھنڈروں میں نہ جانا ہرگز — لیکے داغ آئیگا سینہ پہ بہت اے سیاح
دفن ہوگا کہیں اتنا نہ خزانہ ہرگز — چپے چپے پہ ہیں یاں گوہر یکتا تہ خاک

یہ کتاب مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی حنفی دہلوی نے اُن بزرگوں کے مزارات کی تحقیقات میں لکھی
ہے جو ابتدائے اسلام سے اخیر زمانہ تک دہلی و نواح دہلی میں دفن ہوتے رہے ہیں اور جن سے دہلی کی تقریباً
تمام موجودہ شرفا اور معزز خاندان کسی نہ کسی طرح کا قوی تعلق رکھتے ہیں ۔ بہت سے خاندان خود اُن بزرگوں کی
اولاد ہیں اور اولاد ہونے کے علاوہ اُن سے نیازمندانہ عقیدت و ارادت رکھتے ہیں ۔ اور اکثر خاندان اگرچہ
ان کی اولاد میں سے نہیں ہیں لیکن اولاد سے زیادہ ان کی تعظیم و تکریم اور ان کے مزاروں کی بزرگداشت کرتے ہیں
اگرچہ معزز مصنف کئی سال سے اس کتاب کی تیاری میں مصروف تھے لیکن حسن اتفاق سے اس کی اشاعت
عین اسوقت ہوئی ہے جبکہ دہلی کے مسلمان باشندوں کے علاوہ خود گورنمنٹ کو اُس سے مدد لینے کی ضرورت
تھی ۔ جب سے دہلی دار الخلافہ قرار دی گئی ہے سب کو اسبات کا یقین ہے کہ شہر کے اندر اور باہر نئی سڑکوں
اور جدید عمارات کے ذریعہ سے ایک انقلاب عظیم ہونیوالا ہے ۔ جو خوشی اور مسرت باشندگان دہلی کو
دار الخلافہ کی تبدیلی سے ہوئی تھی اُس سے بہت زیادہ تشویش اس انقلاب کے تصور سے تمام اہل دہلی

کے دل میں پیدا ہو گئی ہے جس کی نسبت مشہور ہے کہ شہر کے گلی کوچہ بازار اور عام عمارتیں عموماً اپنی حالت پر باقی رہیں گی۔ خصوصاً مسلمانوں کو بہ نسبت دیگر اقوام کے زیادہ اندیشہ ہے کیونکہ دہلی اور نواح دہلی میں جس قدر اُن کے بزرگوں کے مزارات ہیں اور جن سے قدرتی طور پر ان کو ازحد زیادہ تعلق ہے اُنکو خوف ہے کہ مبادا اس انقلاب میں وہ درہم برہم ہو جائیں۔ پس ایسے وقت میں اس کتاب کا شائع ہونا اُمید ہے کہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

اگرچہ مزارات اولیائے دہلی کے حالات اور اُن کے پتے اور نشان اکثر کتابوں میں درج ہیں لیکن جیسا کہ مصنف نے بیان کیا ہے اوّل تو اُن میں مزارات کے پتے اور نشان بہت مجمل و مختصر لکھے ہوئے تھے اس کے سوا اکثر مقامات کے نام امتداد مدت کے سبب بدل گئے یا بالکل معدوم ہو گئے تھے۔ پھر اکثر مزارات کے نام اور پتے خادموں نے لوگوں کو بلاتحقیق اصلیت کے خلاف بتا بتا کر غلط مشہور کر دئے تھے۔ ان وجوہ سے معزز مصنف نے یہ کتاب لکھنی شروع کی اور کئی سال نواح دہلی کے مزارات کی تحقیقات میں بسر کئے۔ مجمل اور مختصر پتوں کو کافی تفصیل کے ساتھ لکھا اور جو پتے اور نام غلط مشہور ہو گئے تھے ان کو نہایت معتبر اور مشہور کتابوں سے جن کی تفصیل دیباچہ کتاب میں درج ہے صحیح کیا اور کتابوں کے علاوہ دیگر ذرائع سے انکا کھوج لگایا اور اس طرح اس کٹھن منزل کو نہایت صبر و استقلال کے ساتھ طے کرکے دہلی کے تمام مسلمانوں کو مرہون منت کیا۔

اس کتاب کے ترتیب دینے والے محمد عالم شاہ اُس خاندان سے علاقہ رکھتے ہیں جو ہندوستان کی اسلامی دنیا میں مثل چاند اور سورج کے روشن اور نمایاں ہے یعنے حضرت بابا فرید الدین شکر گنج رح کی اولاد اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے نواسہ ہیں اس کے سوا خود بھی صاحب علم ہیں۔

اور اگر میرا خیال غلط نہ ہو تو میں کہہ سکتا ہوں کہ جس مضمون پر یہ کتاب لکھی گئی ہے اُس کے لئے ان سے بہتر آدمی ملنا بہت مشکل تھا۔ اول تو آثار قدیمہ کی تحقیقات کا خیال مطلقاً بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے

خصوصاً مزارات اکابر و اسلاف کی چھان بین کرنے میں اس قدر کوشش بلیغ وہی لوگ کرسکتے ہیں جو خود بزرگوں کے اخلاف و اعقاب ہیں۔ بہر حال محمد عالم شاہ صاحب نے یہ رسالہ لکھ کر دہلی اور نواح دہلی کے عام مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے جس کی کچھ تلافی دعائے خیر کے سوا نہیں ہو سکتی۔ جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین خیر الجزاء۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ راقم الطاف حسین حالی ۲۳ رجب ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۳ء

تقریظ و قطعۂ تاریخ عطیہ جناب شاہزادہ مرزا امیر الملک گورگانی المتخلص اختر معروف بہ مرزا باقی مرحوم

واہ واہ سبحان اللہ کیا بات ہے یہ کتاب باقیات الصالحات ہے جس کی خوبی کے گواہ مزارات اور حصول زیارات اور باعث فیوض صاحب کرامات ہے۔ اللہ تعالیٰ محمد عالم شاہ صاحب کی کوشش کو قبول فرمائے اور اہل اللہ کو حمایتی بنائے اور اس احقر کو بھی ان کے ساتھ لگائے اور سنت و شریعت پر مضبوط جمائے اور اولیائے کرام کے ساتھ حشر کرائے۔ آمین یا رب العالمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم اجمعین۔

قطعۂ تاریخ

ذکر و نشان و جاد مزارات اولیاء — از دور روزگار نہاں بود شد عیاں

شد ایں کتاب آئینہ فیض اصفیا — تاریخ شد زغیب مزارات خواجگاں ۱۳۳۰ھ

تقریظ سید علی حسن عرف خواجہ حسن نظامی صاحب

(مندرجہ رسالہ نظام المشائخ بابتہ شعبان ۱۳۳۱ھ)

مزارات اولیاء دہلی کے نام سے جناب محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی نے ایک کتاب حال میں شائع کی ہے۔ اس میں ان مزارات کا جائے وقوع بتایا گیا ہے جو آجکل بہت کم لوگوں کو معلوم ہیں یا کچھ دن گذرنے کے بعد اندیشہ ہے کہ پھر کوئی شخص ان سے واقف نہ رہے گا۔ اگرچہ ابھی اس کتاب کا پہلا حصہ شائع ہوا ہے جس میں تمام و کمال مزارات کے پتے و حالات درج نہیں ہیں لیکن امید ہے کہ صاحب موصوف بہت جلدی باقی حصے شائع کرکے اس خدمت کو پورا کریں گے۔ فریدی صاحب تین سال سے اس ترتیب و تحقیق میں مصروف تھے۔ فریدی صاحب کی محنت قابل داد ہے اور تمام محبان فقراء حضرات کا فرض ہے کہ وہ مولف کی ہمت بندھائیں اور ایک ایک جلد خرید کر اپنے پاس رکھیں جس سے دہلی کے گردونواح

خزانوں کا پتہ چلے گا۔ اور آیندہ نسل کی واقفیت کے لئے ایک ذخیرہ خیر مہیا ہو جائے گا۔ ٭

تقریظ منشی مولوی سید احمد صاحب دہلوی مرحوم مؤلف فرہنگ آصفیہ وغیرہ

یہ سو صفحہ کا رسالہ جسے جناب مولوی منشی محمد عالم شاہ صاحب نے اپنے تاریخی شوق اور صوفیہ کرام سے اعتقاد اور نامی خاندان علما میں ہونیکی وجہ سے زائرین مزارات کی آسانی اور ٹھیک سراغ رسانی کے واسطے محنت شاقہ اٹھاکر اور ہر ایک مزار پر خود جاکر لکھا ہے۔ ہماری نظر سے گذرا۔ ایک تو مرور زمانہ کے باعث ان کی ہیئت اور قدیم حالت خود ہی کچھ سے کچھ ہو گئی تھی اُس پر غضب یہ تھا کہ جن صاحبوں نے ان بزرگوں کے حالات لکھے ہیں اُنہوں نے بھی ٹھیک مقامات اور ہر مزار کی موجودہ حالت بیان کرنے میں غلطی کی ہے۔

مدوّن صاحب نے یہ اور کمال کیا ہے کہ ان کے زمانہ حیات کو شاہان وقت کے نام اور سنین بہم پہنچانے سے بھی پہلو تہی نہیں فرمائی ہے بلکہ جیسا کہ لوگوں کا قاعدہ ہے کہ اپنے خاندان یا سلسلہ بزرگان کو بڑھاکر لکھنے کی خاطر اس قسم کے رسالوں کو تصنیف و تالیف فرمایا کرتے ہیں اس میں مطلق ورک نہیں دیا بلکہ جن بزرگوں کے خاندان کو لوگ مغل کی بجائے شیخ۔ یا شیخ کی بجائے سید یا پٹھان کی قوم خیال کرتے تھے اُن کی اصلیت کا بھی کتب تاریخ ملفوظات یا خاص اُنہی کی تصنیفات یا ان کی اولاد کی تالیفات سے صحیح پتہ لگا دیا ہے۔ ٭

پس میں ان وجوہ سے اس محققانہ رسالہ کو نہایت پسند کرتا اور زائرین مزارات کیواسطے ایک نعمت عظمیٰ سمجھتا ہوں ٭ خدا تعالیٰ اس کے جامع کو جزائے خیر سے محروم نہ رکھے۔ آمین یارب العالمین

سید احمد مولف فرہنگ آصفیہ ۱۵ جون سنہ ۱۹۱۲ء

تقریظ و قطعہ تاریخ نتیجہ فکر جناب منشی سید وحید الدین احمد صاحب بیخود دہلوی

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ۔۔۔ آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

مولوی محمد عالم شاہ صاحب خلف الرشید مولوی محمد اخلاق حسین صاحب مرحوم اولاد شیخ فرید الدین

شکر گنج قدس اللہ سرہ العزیز ساکن شاہجہاں آباد عرف دہلی نزد اسپہ بیرم خاں محلہ مفتی محمد اکرام الدین مغفور، میرے قدیم عنایت فرما ہیں۔ اِن کا اور اِنکے خاندان کا علم و فن دہلی میں آفتاب و ماہتاب کیطرح روشن ہے حسنِ اخلاق خجستہ عادات۔ مذہبی خیالات۔ علو مرتبت۔ صداقت۔ شرافت میں یکتائے روزگار۔ مجکو خوش قسمتی سے ایک موقع ایسا ملگیا تھا کہ میں اور مولوی صاحب موصوف تقریبًا ایک سال تک ایک مقام پر ساتھ رہے۔ ان کی خوبیاں مجھ سے چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ انکو تاریخ سے ایک خاص دلچسپی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے علاوہ محنت اور جانفشانی کے بہت کچھ صرف زر کے، بعد اس کتاب کو تکمیل تک پہنچایا۔ جو جو مشکلیں ان کو حالات دریافت کرنے میں اور مختلف اقوال کے صحت کرنے میں پیش آئی ہیں انکی داد میرا ہی دل دے سکتا ہے۔ عام ناظرین نہ وہاں تک پہنچ سکتے ہیں نہ پہنچنے کی ذرائع رکھتے ہیں۔ میں جو کچھ لکھ رہا ہوں وہ انکی محنت و دشواریوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اس دوران تحقیقات میں بارہا میں نے ان سے کہا کہ آپ کس دشواری میں پھنس گئے اور ایسا اہم کام اختیار کر لیا نہیں آپ کیا نتیجہ نکال سکیں گے۔ آپ اپنا وقت اپنا روپیہ اپنی صحت اپنا آرام کیوں مفت میں ضائع و برباد کرتے ہیں لیکن یہ ایسے مستقل مزاج اور ثابت قدم شخص ہیں کہ سوائے خندہ زیرلبی کے کبھی انہوں نے کوئی جواب مجکو نہیں دیا۔ البتہ آج کہ سلخ جمادی الاول روز جمعہ ۱۳۳۰ھ ہجری اور مئی ۱۹۱۲ء کی ۱۷ تاریخ ہے انھوں نے اپنی مرتبہ کتاب مجکو دکھائی اس کی تکمیل سے مجکو حیرت بالائے حیرت اور تعجب بالائے تعجب ہے۔ میں کیا ان کی جانفشانیوں کی داد دے سکتا ہوں اور زمانہ اِن کی محنت کے مقابلہ میں کیا ان کی قدر کر سکتا ہے۔ لہذا ایک مختصر سے قطعہ تاریخ پر اس نثر کو ختم کرتا ہوں اور مؤلف و تالیف کے لئے دست بدعا ہوتا ہوں۔ خدا تعالیٰ ان کو مناصب جلیلہ تک پہنچائے اور اس کتاب کو تا قیام روزگار پائدار قائم رکھے۔

قطعہ تاریخ

لغز گو ایسا کہاں ایسا مورخ ہے کہاں — خوب ہی لکھی ہے یکتا نے یہ زیبا تاریخ

مٹنے والوں کے نشاں اسنے کئے ہیں پیدا — ہے جہاں کے لئے اعجاز مسیحا تاریخ

جو نشانات تھے پہلے وہ ہوئے سب معدوم
اب بتاتی ہے نیا اُن کا ٹھکانا تاریخ

جس کو معلوم نشان ہو نہ کسی مرقد کا
رہنمائی کو ہے اس کی یدِ بیضا تاریخ

کھولتی حال ہے دنیا میں خدا والوں کا
رمز درویشوں کا کرتی ہے یہ افشا تاریخ

یہ نتیجہ ہے مؤلف کی جہاں گردی کا
ورنہ کچھ سہل نہ تھی ایسی بنانا تاریخ

کچھ صلہ کی نہیں اُمید مؤلف کا ہے قول
لکھ رہا ہے یہ میرے دل کا تقاضا تاریخ

داد ہے قدر تو نا قدری ہے اسکی بیداد
اہل انصاف سے رکھتی ہے تمنا تاریخ

اب تو سب مٹ گئے مٹنے کے نشان بھی اپنے
خاص اک وقت میں تھا علم ہمارا تاریخ

شغل دنیا میں جو اچھا ہے کتب بینی ہے
کام مشکل ہے جو کاموں میں وہ ہے کیا۔ تاریخ

ہند کو فخر ہے جس پر وہ یہی دلّی ہے
ہے یہاں کی تو ہر اک خاک کا ذرہ تاریخ

سال تاریخ میں کیوں فکر ہے اتنی بیخود
زیب دیتا ہے جو لکھدیجئے عمدہ تاریخ
سنہ ۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ مؤلفہ مولوی محمد دلاور شاہ صاحب فصیح برادر خورد مؤلف

تالیف برادر معظم کے لیئے
دل کہتا ہے ہم بھی کوئی تاریخ کہیں

ہے چاند کو مشعل کا دکھانا لیکن
کس طرح سے تاریخ کی تاریخ کہیں

سال اسکا فصیح اس سے بہتر کیا ہو
زیبا ہے کہ جامع تواریخ کہیں
سنہ ۱۳۳۰ھ

تقریظ اخبار نیّر اعظم مراد آباد مورخہ ۹ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء

مزارات اولیائے دہلی جس کو جناب مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی نے ترتیب دیا ہے۔ اور جان جہاں پریس دہلی میں طبع ہوا ہے۔ اس میں مزارات دہلی معہ مضافات درج ہیں۔ اسمیں مختصر حالات ہر ایک کے سن وفات اور مزار کا پورا پتہ درج کیا گیا ہے نہایت تحقیق کے ساتھ حالات وغیرہ لکھے گئے ہیں اور یہ اس وجہ سے شائع کئے گئے ہیں کہ نئی دہلی

کے ترتیب میں یہ مزارات نیست و نابود ہو جائیں۔

تقریظ اخبار البشیر اٹاوہ مورخہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء

مزارات اولیاء دہلی قابل دید کتاب ہے۔

۳ تقریظ علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء

مزارات اولیائے دہلی۔ اس رسالہ میں جناب مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی نے دہلی کے (مرد و عورت) اولیائے کرام اور اُن کے مزارات کے مختصر حالات (ایک خاص ترتیب کے ساتھ جس سے زائرین و سیاحین کو بہت سہولت ہو سکتی ہے) قلمبند کئے ہیں۔ مؤلف صاحب سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی ترتیب میں بہت محنت و کوشش سے کام لیا ہے حالات گو مختصر ہیں مگر زائرین و سیاح (جن کو لئے بہت زیادہ وقت مطالعہ کے لئے نہیں ہوتا) ان کو اس سے ضروری اطلاع اچھی طرح پہنچ سکتی ہے اور عام شائقین اس کے مطالعہ سے دلچسپی اور اخلاقی فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔ مثلاً ان بزرگوں کی حق پسندی حق کے مقابلہ میں بادشاہوں تک کی پرواہ نہ کرنا خلق اللہ کی خدمت گزاری وغیرہ وغیرہ۔

تقریظ کرزن گزٹ دہلی مورخہ ۲۳ اگست سنہ ۱۹۱۲ء

مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی نے یہ بہت بڑا کام کیا ہے کہ ایسے مزارات کا پتہ لگا لیا جن پر لاعلمی کا ایک عرصہ دراز سے پردہ پڑا ہوا تھا آپ نے مزارات کا سلسلہ وار بیان کیا ہے۔ اور جس ترتیب سے مزارات بنے ہوئے ہیں اسی ترتیب سے کتاب میں درج کیا ہے۔

تقریظ رسالہ صلائے عام دہلی بابتہ ماہ اگست سنہ ۱۹۱۲ء

یہ کتاب جناب مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی کی تصانیف سے ہے۔ اسکو

میں نے بنظر ثواب - بنظر تاریخ - بنظر تحقیق دیکھا اور ہر طرح اچھا پایا - ثواب تو اس لئے کہ اولیائ اللہ کا ذکر نیک ہے - تاریخ و تحقیق میں شائق کہ مصنف نے نہ صرف اس فن کی کتابیں دیکھیں بلکہ مزارات کو جا کر خود دیکھا اور پتہ لگایا - اکثر کتابوں کے لکھنے کا دستور یہ ہے کہ ایک دوسرے سے نقل کر دیتے ہیں - اس کتاب میں اگلی کتابوں میں جو از روئے واقعات غلطیاں نظر آئیں اُن کی تحقیق میں محنت کی درگاہوں کے سجادہ نشین تمام اور ضروری باتوں سے ایسی تصانیف کی زیادہ قدر کریں کہ بزرگان اہل دین کی یادگار ایسی ہی کتابیں ہیں - ؎

تقریظ انگریزی اخبار آبزرور لاہور مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۱۲ء

مزارات اولیاء دہلی مؤلفہ مولوی محمد عالم شاہ دہلوی - اس کتاب میں جامع و مختصر حالات مسلمان اولیاء اللہ کے جنکی مقبرے اور مزارات دہلی کہنہ اور اس کے مضافات میں واقع ہیں درج کئے گئے ہیں - اگرچہ یہ کتاب صوفیوں کے زیادہ مذاق کی ہے لیکن ساتھ ہی علم ناظرین اور ماہرین آثار قدیمہ کے لئے بھی مفید معلومات دینے سے خالی نہیں ہے - کیونکہ اسمیں ہر ایک اولیاء اللہ کے مزارات کا صحیح پتہ معہ انکے تاریخ ولادت و سنہ وفات دیا گیا ہے - ہندوستان کے نئے دار الخلافہ کی تعمیر کے لحاظ سے اور آثار قدیمہ کے محفوظ رکھنے کی ضرورت سے یہ کتاب بہت کار آمد ثابت ہوگی حصہ دوم میں شاہجہان آباد یعنی موجودہ دہلی کے اولیاء اللہ کے مزارات اور ان کی زندگی کے حالات درج ہیں

تقریظ روزانہ اخبار وطن لاہور مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۲ء

مزارات اولیاء دہلی مؤلفہ مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی قابل قدر اور تاریخی معلومات سے لبریز کتاب ہے - ؎

تقریظ ہفتہ وار پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۱۲ء

مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی نے یہ کتاب تصنیف کی ہے اور اسمیں محققانہ طور سے دہلی کے تمام اولیائے کرام کا حال لکھا ہے اور مزارات کے جائے وقوع کی تعیین

میں خاص تحقیق سے کام لیا ہے۔ نیز بتایا ہے کہ فلاں ولی فلاں بادشاہ کے عہد میں تھے اور فلاں سنہ میں فوت ہوئے زائرین مزارات کے لئے یہ کتاب مفید ثابت ہوگی۔

تقریظ آگرہ اخبار مورخہ ۲۰ ر فروری ۱۹۱۳ء

اولیاء اللہ اور صالحین کے مزار فی زمانہ جس حالت کسمپرسی میں ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ ہر جگہ ہر شہر میں ایسے مزارات بکثرت ہیں لیکن انقلاب زمانہ اور گردش فلک نے انکو ایسا بے نشان کر دیا ہے کہ اب انکا پتہ نہیں چلتا۔ آہ! وہ پاک نفوس جو اپنی زندگی کے ایام میں شہرت کے ماہتاب و آفتاب کہلاتے تھے اب ایسے بے نشان و گمنام ہوگئے ہیں کہ ان کے مزار بھی نہیں ملتے دہلی جو سینکڑوں اولیاء اللہ کا مدفن ہے ایسے متعدد مزار اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے جنمیں سونے والے خلا رسیدہ اور خدا کے برگزیدہ بندے ہیں۔ ان کے نام کے احیا کے لئے اس کتاب کی سخت ضرورت تھی۔ جو ان کے مزاروں کا کافی پتہ بتا سکے۔ الحمدللہ اس ضرورت کو جناب مولوی محمد عالم شاہ صاحب نے پورا کر دیا۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں اور دونوں میں جو مزار جس ترتیب سے واقع ہے اسی ترتیب سے اسمیں دکھایا گیا ہے۔ گویا یہ مختصر مگر جامع حصص دہلی کے مرحوم اولیاء اللہ کے ایک سوانح ہیں جس سے ان کے مزاروں کا پتہ تاقیامت چل سکیگا۔

تقریظ اخبار بدر قادیان مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء

مزارات اولیائے دہلی۔ ۱۹۰۵ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی تشریف لیگئے تو اس عاجز کو بھی ہم رکابی کا فخر حاصل تہا۔ دہلی میں اگرچہ پہلی سی مخالفت نہ تھی۔ مگر لوگوں کو کچھہ توجہ بھی نہ تھی۔ حضرت نے ایک دن فرمایا۔ یہاں کے زندوں سے تو کچھہ امید نہیں چلو مردوں ہی سے ملاقات کریں یہ فرمایا اور بعض بزرگوں کی قبروں پر تشریف لے گئے۔ اور فاتحہ پڑھی۔ دہلی ہندوستان کا پورانا صدر مقام ہے اور پردار السلطنت ہوگیا ہے۔ اللہ تعالے بہتر جانتا ہے کہ آیا وہ اس واسطے صدر مقام بنتا ہے کہ وہاں بہت سے مقدس لوگوں نے اپنی مسکنت اختیار کی۔ یا مقدس لوگ اسواسطے جا پہنچے کہ صدر مقام

ہیں۔ صدر لوگ رہتے ہیں۔ اور چاروں طرف سے لوگ وہاں آتے جاتے ہیں۔ ایسی جگہ پر حق کی اشاعت کا اثر سب طرف جلد پھیل جاتا ہے۔ بہرحال اس میں شک نہیں کہ دہلی بہت سے اولیاء اللہ اور بزرگوں اور نیک لوگوں کی خوابگاہ ہے۔ اللھم اغفرلھم وارحمھم وارفع درجتھم فی الجنت العلیٰ۔ ان مزارات کے فہرست معہ ان کے مختصر حالات اور تاریخ کے دہلی کے ایک خاندانی عالم اور فن تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے صاحب جناب مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی نے دو حصوں میں شائع کی ہے۔ ہر دو حصے ۲۸×۲۲ کے ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہیں اور قیمت ہر دو حصہ کی ۸/ ہے۔ جو بمقابلہ اس محنت کے جو کتاب کے دیکھنے سے ظاہر ہے کچھ نہیں۔ مزارات کے حالات کی ترتیب ان کے مقامات کے لحاظ سے اسطرح دی ہے کہ زائرین کو سہولیت پیدا ہو اور وقت کم خرچ ہو۔ کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے خاص محبت کے جوش سے یہ کام کیا ہے اور ہر ایک قبر کی سراغرسانی کے واسطے محنت شاقہ اٹھائی ہے اور اس کی قدردانی اسلامی پبلک پر ضروری ہے۔ اس امر کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کہ مؤلف موصوف نے ایک کتاب سوانح حضرت بابا فریدالدین گنجشکر علیہ الرحمہ بھی لکھی ہے جسکا چھپنا دو سو درخواستوں کے آنے پر ملتوی رکھا ہے۔

تقریظ اردو ریویو آف ریلیجنز قادیان بابتہ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء (ملخصاً)

اس کتاب میں نہایت سعی و صحت کے ساتھ حالات جمع کئے ہیں اور مزارات کا صحیح صحیح پتہ و نشان دیا ہے۔ یہ کتاب زائرین کے لئے ایک اچھی گائڈ بک ہے۔

تقریظ رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور بابت اپریل سنہ ۱۹۱۳ء (ملخصاً)

اس کتاب میں حالات ایسے خوبی سے بہت تحقیق کر کے اور محنت شاقہ اٹھا کر درج کئے ہیں بڑی خوبی یہ ہے کہ صرف انہی مزارات کے حالات ہیں جو دستیاب و شناخت ہو سکتے ہیں ورنہ سینکڑوں کی تعداد میں اور بھی مل سکتے تھے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ حالات اس ترتیب سے لکھے ہیں جس ترتیب سے مزارات واقع ہیں گویا کتاب کو اولیاء گائیڈ بنا دیا ہے۔

صحت نامہ کتاب مزارات اولیائے دہلی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	کیفیت
۱۵	۱۱	سنہ ۱۲۷۱ھ میں	سنہ ۱۲۷۱ھ بعہد انگریزی	عہد درج ہونا چاہیے
۱۷	۵	۰	آپ کا مزار بر برج خواجہ میر الم مشرق میں ہے	سطر کے آخر میں درج ہونا چاہیے
۲۳	۱۳	وہاں ہے	وہاں ایک مسجد کے پیچھے ہے	
۳۲	۱۲	غیاث الدین تغلق	محمد عادل تغلق	
۹۳	۱۵	زمانہ	بزمانہ	
۷۱	۱۷	قطب الدین خلجی	قطب الدین مبارک خلجی	
۷۳	۱	خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	
۷۹	۱۱	سلطانہ رضیہ	معز الدین بہرام	
۹۱	۰	———	بعد سطر ۱۱ کیسر [illegible] ہونا چاہیے	
۹۴	۳	آپکا مزار	آپکا مزار[۱]	حاشیہ پر بھی ۱ چاہیے
۹۵	۱۲	زمانہ بابر بادشاہ	بزمانہ بابر بادشاہ	
۹۷	۰			[illegible]
۱۰۸	۱۲	میں انتقال فرمایا	میں بعہد جہانگیری انتقال فرمایا	عہد درج ہونا چاہیے
۱۱۳	۶	سنہ ۹۵۵ھ	سنہ ۹۵۵ھ عہد سلیم شاہ	
؍؍	۱۳	احاطہ اندرونی	احاطہ اندرونی[۱]	حاشیہ پر بھی ۱ ہونا چاہیے
۱۲۵	۱۲	سنہ ۱۱۹۵ھ	سنہ ۱۱۹۵ھ بزمانہ شاہ عالم ثانی	
۱۳۸	۱۰	آپ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی کے ہمعصر تھے	آپ حافظ شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں	
؍؍	۱۴	بعہد محمد شاہ بادشاہ	----------	عہد بادشاہ نہ چاہیے
۱۳۹	۵	بعہد محمد شاہ	----------	ایضاً
۱۴۲	حاشیہ	۰۰ برہان الدین	شاہ اسد اللہ	

صفحہ ۱۴۴ سطر [illegible]

فہرست [illegible] مزارات اولیائے دہلی

حصہ اوّل

نمبر شمار	نام بزرگ	نمبر صفحہ	نمبر شمار	نام بزرگ	نمبر صفحہ
۱	دیباچہ طبع اوّل	۴	۲۴	سلطان المشایخ نظام الدین اولیاؒ	۲۳
۲	دیباچہ طبع ثانی	۶	۲۵	خواجہ عبدالرحیم عرف عبدالرحمٰن	۲۵
۳	شیخ عبدالعزیز شکربار	۹	۲۶	خواجہ ابوبکر مصلے بردار	۲۵
۴	مولانا ملوک علی	۱۰	۲۷	خواجہ قاسم	۲۶
۵	مولانا شاہ عبدالرحیم	۱۰	۲۸	خواجہ عزیز الدین ابن ابوبکر مصلے بردار	۲۷
۶	مولانا شاہ ولی اللہ محدث	۱۱	۲۹	خواجہ رفیع الدین ہارون	۲۸
۷	مولانا شاہ عبدالعزیز	۱۲	۳۰	خواجہ مبشر	۲۹
۸	مولانا شاہ رفیع الدین	۱۳	۳۱	خواجہ نورالدین ابن مبشر	۲۹
۹	مولانا شاہ عبدالقادر	۱۳	۳۲	مولوی غلام فرید	۲۹
۱۰	مولانا شاہ عبدالغنی	۱۴	۳۳	خواجہ اقبال	۲۹
۱۱	سید حسین علی	۱۴	۳۴	شیخ مبارک گوپاموی	۳۰
۱۲	اخوند بربان	۱۵	۳۵	امیر خسرو	۳۰
۱۳	مولانا سید محبوب علی	۱۵	۳۶	خواجہ شمس الدین ماہرو	۳۲
۱۴	خواجہ محمد ناصر	۱۵	۳۷	خواجہ ضیاء الدین برنی	۳۳
۱۵	خواجہ میر درد	۱۶	۳۸	سید ابراہیم	۳۴
۱۶	خواجہ میر اثر	۱۷	۳۹	حاجی لعل محمد	۳۴
۱۷	خواجہ ناصر زبیر	۱۷	۴۰	خواجہ محمد امام	۳۵
۱۸	شیخ محمد	۱۸	۴۱	مولانا علاء الدین نیلی	۳۶
۱۹	شاہ غلام سادات	۱۹	۴۲	مولانا شمس الدین یحییٰ	۳۷
۲۰	شیخ ابوبکر طوسی حیدری	۱۹	۴۳	مولانا فخرالدین مروزی	۳۸
۲۱	شیخ نورالدین ملک یار پراں	۲۰	۴۴	خواجہ تقی الدین نوح	۳۹
۲۲	بی بی فاطمہ سام	۲۲	۴۵	سید محمد بن سید محمود کرمانی	۴۰
۲۳	شیخ ابوالرضا محمد	۲۳	۴۶	مرزا بخش اللہ بیگ	۴۲

نمبر شمار	نام بزرگ	نمبر صفحہ	نمبر شمار	نام بزرگ	نمبر صفحہ
۴۷	مولوی وزیر محمد	۴۲	۷۳	شیخ شہاب الدین حقگو	۶۶
۴۸	نور محمد بدایونی	۴۳	۷۴	شیخ شہاب الدین عاشق	۶۶
۴۹	شمس الدین اوتاؤلہ	۴۴	۷۵	شیخ حسین خیاط	۶۷
۵۰	سید محمود بجار	۴۶	۷۶	شیخ اللہ دیا	۶۷
۵۱	شیخ رکن الدین	۴۷	۷۷	شیخ حسین دانا	۶۸
۵۲	قاضی محی الدین کاشانی	۴۸	۷۸	مولانا ناصح الدین	۶۹
۵۳	شیخ صدر الدین حکیم	۴۹	۷۹	شرف الدین بقال	۶۹
۵۴	شیخ صلاح الدین درویش	۵۱	۸۰	شیخ بدر الدین غزنوی	۷۰
۵۵	شیخ نصیر الدین چراغ دہلی	۵۲	۸۱	شیخ امام الدین ابدال	۷۱
۵۶	شیخ زین الدین	۵۳	۸۲	شیخ ضیاء الدین مرد غیب	۷۲
۵۷	شیخ کمال الدین علامہ	۵۳	۸۳	شیخ احمد رئیس	۷۳
۵۸	قاضی محمد ساوی	۵۴	۸۴	خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	۷۳
۵۹	شیخ یوسف قتال	۵۴	۸۵	شیخ تاج الدین ادہشی	۷۴
۶۰	شیخ عثمان سیاح	۵۵			
۶۱	" تاج الدین	۵۶	۸۶	خواجہ عبدالعزیز بسطامی	۷۴
۶۲	شیخ علاء الدین	۵۶	۸۷	قاضی حمید الدین ناگوری	۷۵
۶۳	شیخ حسن طاہر	۵۷	۸۸	مولانا فخر الدین چشتی	۷۶
۶۴	شیخ محمد حسن خیالی	۵۸	۸۹	بی بی سارہ	۷۹
۶۵	شیخ ضیاء الدین رومی	۵۹	۹۰	شیخ نظام الدین ابوالموید	۷۹
۶۶	سید یوسف بن جمال الحسنی	۵۹	۹۱	شیخ حسین فیروز	۸۰
۶۷	شیخ نجیب الدین متوکل	۶۰	۹۲	مولانا قطب الدین	۸۱
۶۸	بی بی زلیخا	۶۱	۹۳	شیخ سلیمان دہلوی	۸۱
۶۹	شیخ علیم الدین قصاب	۶۳	۹۴	مولانا مجدالدین حاجی	۸۲
۷۰	سید حسین پائے مناری	۶۴	۹۵	مولانا جمالی	۸۳
۷۱	شیخ علی سجزی	۶۴	۹۶	مسعود بک	۸۴
۷۲	بابا حاجی روزبہ	۶۵	۹۷	شیخ رکن الدین	۸۴

نمبر شمار	نام بزرگ	نمبر صفحہ	نمبر شمار	نام بزرگ	نمبر شمار
۹۸	شیخ شہاب الدین امام	۸۵	۶	اخوند عبدالحی دہلوی	۱۰۶
۹۹	فرید الدین خاک پراں	۸۶	۷	خواجہ خرد	۱۰۷
۱۰۰	شیخ حیدر	۸۷	۸	مرزا جان	۱۰۸
۱۰۱	ملک سید الحجاب	۸۷	۹	غلام محی الدین	۱۰۸
۱۰۲	شیخ عبدالحق محدث	۸۹	۱۰	جلال الدین	۱۰۹
۱۰۳	شیخ نور الحق	۹۱	۱۱	میر زکریا	۱۰۹
۱۰۴	شیخ اودہن	۹۱	۱۲	دین علی شاہ	۱۱۰
۱۰۵	شیخ سیف الدین	۹۲	۱۳	سید فیض	۱۱۰
۱۰۶	حافظ محمد محسن	۹۳	۱۴	مولانا محمد اکرم	۱۱۰
۱۰۷	شیخ احمد زین الدین	۹۴	۱۵	ناصر الدین قادری	۱۱۱
۱۰۸	مولانا شعیب	۹۵	۱۶	شاہ عبدالرشید	۱۱۱
۱۰۹	مولانا وجیہ الدین پائلی	۹۵	۱۷	سید مصطفےٰ	۱۱۲
۱۱۰	مولانا سما ر الدین	۹۶	۱۸	سید شمس الدین وابوطالب	۱۱۲
۱۱۱	شیخ برہان الدین بلخی	۹۷	۱۹	فتح خان	۱۱۳
۱۱۲	مولانا درویش محمد واعظ	۹۸	۲۰	مستان شاہ	۱۱۴
۱۱۳	شیخ نجیب الدین فردوسی	۹۹	۲۱	شیخ عبداللہ بخاری	۱۱۵
۱۱۴	سید نور الدین مبارک غزنوی	۱۰۰	۲۲	سید شہاب الدین شہید	۱۱۵
۱۱۵	خواجہ محمود موینہ دوز	۱۰۱	۲۳	لعل شہباز قلندر	۱۱۶
	حصہ دوم		۲۴	غیاث الدین	۱۱۷
			۲۵	جان نما	۱۱۷
۱	خواجہ محمد باقی باللہ	۱۰۲	۲۶	نور نما	۱۱۷
۲	خواجہ حسام الدین	۱۰۴	۲۷	خدا نما	۱۱۸
۳	خواجہ عبدالعدل	۱۰۵	۲۸	رسول نما	۱۱۹
۴	شاہ عبدالرحیم	۱۰۵	۲۹	سید ہاشم	۱۲۰
۵	خواجہ کلاں	۱۶	۳۰	شاہ گلشن	۱۲۱

نمبر شمار	نام بزرگ	نمبر صفحہ
۳۱	حافظ سعد اللہ	۱۲۱
۳۲	سکندر شاہ شہید	۱۲۲
۳۳	سید شرف الدین شہید	۱۲۳
۳۴	حبیب اللہ شاہ	۱۲۳
۳۵	شاہ ترکمان بیابانی	۱۲۳
۳۶	شاہ فتح علی	۱۲۴
۳۷	مرزا مظہر جانجاں	۱۲۴
۳۸	شاہ عبداللہ عرف غلام علی	۱۲۶
۳۹	شاہ ابوسعید	۱۲۷
۴۰	میر محمدی	۱۲۸
۴۱	چیتلی قبر	۱۲۸
۴۲	شاہ محمد علی	۱۲۹
۴۳	سید داؤد	۱۳۰
۴۴	شاہ پیرامجذوب	۱۳۰
۴۵	شاہ صابر بخش	۱۳۱
۴۶	سید عبداللہ	۱۳۱
۴۷	شاہ بڑے	۱۳۲
۴۸	مولانا شیخ کلیم اللہ جہان آبادی	۱۳۲
۴۹	سید بھورے	۱۳۴
۵۰	شاہ آبادانی	۱۳۴
۵۱	صوفی سرمد	۱۳۵
۵۲	صدر جہاں	۱۳۷
۵۳	شاہ عبداللطیف	۱۳۷
۵۴	شاہ عبدالرحمن	۱۳۸
۵۵	حافظ شاہ محمود	۱۳۸
۵۶	میران شاہ نانوی	۱۳۸
۵۷	شاہ جلال	۱۳۹
۵۸	سید عبدالرحمن گیلانی	۱۳۹
۵۹	کھدلو شاہ	۱۳۹
۶۰	شاہ حفیظ الدین	۱۴۰
۶۱	شاہ عبدالرزاق	۱۴۰
۶۲	شاہ آفاق دہلوی	۱۴۱
۶۳	شاہ فریاد	۱۴۲
۶۴	بایزید اللہ گو	۱۴۳
۶۵	حافظ محمد عابد سامی	۱۴۴
۶۶	سید شاہ عالم	۱۴۴